گنجینۂ مہر

(مکاتیب مولانا غلام رسول مہر —— بنام محمد عالم مختار حق)

جلد دوئم

مرتبہ

محمد عالم مختار حق

Marfat.com

گنجینۂ مہر

(مکاتیب مولانا غلام رسول مہر —— بنام محمد عالم مختار حق)

جلد دوئم

مرتبہ

محمد عالم مختار حق

Marfat.com

گنجینۂ مہر

(مکاتیب مولانا غلام رسول مہر ــــــ بنام محمد عالم مختار حق)

جلد دوم

مرتبہ

محمد عالم مختار حق

مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۶۴ (ب)

84185

نام کتاب: گنجینۂ مہر (مکاتیب مولانا غلام رسول مہر بنام محمد عالم مختار حق) (جلد دوم)

مرتبہ: محمد عالم مختار حق

ناشر: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی

مطبع: طیب اقبال پرنٹرز، 17-بی، رائل پارک، لاہور

طبع اول: اگست ۲۰۰۸ء

تعداد اشاعت: ۳۰۰

کمپوزنگ: پرل کمپوزنگ سنٹر، میاں چیمبر، ۳-ٹمپل روڈ لاہور

صفحات: ۲۸۰

قیمت: -/۲۵۰ روپے

یہ کتاب حکومت پنجاب کے محکمہ ثقافت اطلاعات و امور نوجواناں کی مالی اعانت سے شائع ہوئی

ملنے کا پتا:

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی،

۷۶-سی، جوڈیشل کالونی، فیز II، رائے ونڈ روڈ، لاہور۔

فون: ۷۵۱۲۷۲۴

Marfat.com

(۱۱۹)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town
Lahore

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- محبت بھرے الفاظ کا شکریہ، ایسے الفاظ سے ہر فرد کا دل طبعاً خوش ہونا چاہیے لیکن میری فطرت کج ہے، ہمیشہ یہ احساس ہوتا ہے کہ شاید مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے، جس کی پاداش میں امتحان سامنے آ گیا ہے، اللہ تعالیٰ امتحان سے بچائے اور نفس خاطی کو حدود سے تجاوز کا موقع نہ دے کہ مدح وستائش میں ہمیشہ یہی خطرہ درپیش رہتا ہے- افتادگی و شکستگی کسی کو بھی پسند نہیں، لیکن اس میں سوائے ناپسندیدگی کے اور کوئی خطرہ نہیں ہوتا- اللہ تعالیٰ ہم سب کو لغزشوں سے بچائے اور صراطِ مستقیم پر قائم واستوار رکھے کہ اس زندگی میں اصل مقصود یہی ہے-نحن مافیہ میں صراط مستقیم یہ ہے کہ ستائش میرے دل میں کبروغرور پیدا نہ کرے اور آپ کے نفس میں شرف و اکرام کو کوئی گزند نہ پہنچائے- غالباً حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے عربوں کے دستور عام کے مطابق کہا: بابی انت وامی- میرے ماں باپ آپ پر قربان'' فرمایا: ایسا نہ کہہ، اس سے تیرا نفس ذلیل ہو جائے گا- اس دنیا میں اسلام کی آمد کا اصل مقصد و مدعا شرفِ انسانی کا بحال کر دینا ہی تھا- اس لیے ایک ایک جزیئے میں صحابہ کرامؓ تربیت صحیحہ کا خاص لحاظ فرماتے تھے اور وہ زبان ہی باقی نہ رہی تھی جس میں مدح وستائش یا کبریائی کا شائبہ بھی ہو، بے تکلف نام لے کر ایک دوسرے کو پکارتے تھے، پھر ہم پر عجمیت کی بلا نازل ہوئی، جو حقیقتہً ملوکیت کے لوازم میں سے تھی اور اب تک یہ حالت ہے کہ ہم ایک دوسرے کو عام طریق پر خطاب نہیں کر سکتے - ہمیشہ غیر طبعی تکلفات کی طرف طبیعت مائل رہتی ہے-

ہاں بھائی خواب پڑھا (۱) میں معبر نہیں، بعض کو تعبیر میں ملکہ حاصل ہوتا ہے مجھے اس میں کوئی درک نہیں -قرآن حکیم میں بہ سلسلہ خواب ایک چیز کا ذکر آیا، جسے ''اضغاث احلام (۲) سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی ایسا خواب جو خیالات پریشان کا مجموعہ ہو اور یہ معدے کے بخارات کا نتیجہ ہوتا ہے، کوئی گرم یا خلاف طبیعت چیز کھائی گئی ہضم کے بعد اس نے اپنے جوہر دکھائے، ''ضغث'' کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی ایک چیز کو دوسری سے ملا دینا- اس طرح مختلف چیزیں مل کر ایک

Marfat.com

ہیبت ناک بلکہ ہیبت انگیز صورت اختیار کر گئیں۔ آپ کو پریشان نہ ہونا چاہیے۔ آپ بفضل اللہ نمازی ہیں اگر دل میں وسوسہ ہے تو وضو کر کے بخلوص قلب بارگاہِ باری تعالیٰ میں دعا کریں۔ یقین رکھیں وسوسہ دور ہو جائے گا۔ میرا مدت العمر کا طریقہ یہی ہے کہ ہر معاملے میں نفل پڑھ کر دعا کرتا ہوں اس طرح متفرق نفلوں کے علاوہ کم وبیش ستر اسی نفل روزانہ ادا کرنا میرا شیوۂ عام بن گیا ہے۔ گرمیوں میں یہ نفل مختلف نمازوں پر تقسیم کر لیتا ہوں۔ سردیوں میں عموماً نمازِ صبح سے قبل پڑھتا ہوں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اس بارے میں بھی ایک خاص حد سے تجاوز نہ ہو۔ ہمارے ہاں کسی کو دعا کے لیے کہا جائے تو یوں سمجھتا ہے کہ دعا گویا ایک رائج الوقت سکہ ہے جسے جیب میں ڈال کر بازار میں جا رہا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ نے (معاذ اللہ) مختلف اقسام کی جنسیں دکان کی شکل میں سجا رکھی ہیں۔ اِدھر جیب سے دعا کا سکہ نکال کر پیش کیا، اُدھر اللہ تعالیٰ سے تقاضا شروع کر دیا کہ اب اس سکے کے عوض میں جنس تول کر جھولی میں ڈال دی جائے۔ یہ طریقہ منافی دعا ہی نہیں بلکہ منافی بندگی بھی ہے۔ اسے عبودیت سے کوئی بھی مناسبت نہیں۔ دعا کا مقصد یہ ہے کہ مشیت جس شے میں مصلحت سمجھے، وہی ہو، کوئی انسان کسی شے کے مآل کو اللہ تعالیٰ سے بہتر نہیں سمجھتا۔

مولانا شمس الدین (۳) کا پیغام مل گیا تھا۔ خیال تھا کہ دولت خان کا سنہ وفات مل جائے گا۔ لیکن شاہ جہانی عہد کے تمام مرقعے دیکھ ڈالے نہیں ملا، شعراء کے تذکرے بھی دیکھے، کچھ پتا نہ چل سکا، خیال نہ تھا کہ دولت خاں اتنا غیر معروف آدمی ہوگا۔ تلاش جاری ہے۔ علم ہو سکا تو ضرور اطلاع دوں گا۔ صرف اتنا پتا چلا سکا کہ ۱۰۸۴ھ میں دولت خاں کے والد کا انتقال ہوا۔ ۱۰۸۷ھ میں اس کا بھائی عبداللہ خاں غالباً سرحدی جنگوں میں مارا گیا۔ ۱۱۰۲ھ میں اس نے تذکرہ مکمل کیا، اور کوئی سراغ اس کا نہیں مل سکا، آپ کی کچھ کتابیں فارغ ہیں، کبھی موقع ملے تو آیئے اور لے جایئے۔

اُمید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

حواشی خط نمبر ۱۱۹

۱۔ خواب میں ایک بھیانک زلزلہ دیکھا اس کی تفصیل لکھ کر بھیجی تھی۔

۲۔ سورہ یوسف: آیت نمبر ۴۴

Marfat.com

۳- مولوی شمس الدین مرحوم نے شیر خاں لودھی مصنف مرأۃ الخیال کا سنہ وفات دریافت کیا تھا-مگر مولانا سے ذہول ہوا اور وہ دولت خان لودھی کا سنہ وفات تلاش کرتے رہے جو محمد تغلق کی وفات کے بعد دہلی کا بادشاہ بنا تھا-مگر خضر خاں حاکم ملتان نے دہلی فتح کر کے اسے قید کر دیا اور دو ماہ بعد اس کا انتقال ہو گیا-قاموس المشاہیر از نظامی بدایونی مطبوعہ نظامی پریس بدایوں (۱۹۲۴ء) میں اس کا سنہ وفات ۱۹۲۶ء لکھا ہے-

(۱۲۰)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم، میری آنکھ میں تکلیف تھی اور میں ڈاکٹر کی طرف گیا تھا، ورنہ عموماً نہیں جاتا-بیلقان (۱) کے بارے میں اس وقت صحیح یاد نہیں لیکن میرا تاثر یہ ہے کہ شمالی و مغربی ایران میں ایک مقام تھا اور غالباً اب بھی ہے-

صحیح نام ''ترجمان القرآن'' (۲) ہے جو مولانا نے بیس ہزار مرتبہ لکھا یعنی قرآن کا ترجمہ یا شرح کرنے والا-یہ تفسیر نہیں، صرف تشریحی ترجمہ مع ضروری حواشی کے ہے-تفسیر کا نام ''البیان'' تھا-

مولانا نے سنہ ۱۹۳۱ء میں پہلی جلد چھاپی، اس وقت وہ قید میں تھے-لہٰذا بڑی غلط چھپی-دوسری طباعت میں غلطیوں کی تصحیح کی لیکن پھر بھی رہ گئیں-دوسری جلد نسبتہً بہتر چھپی-اب پاکستان میں جتنی چھپی ہیں بیشتر غلط در غلط ہیں سوائے شیخ نیاز (۳) کے نسخوں کے-یہ میری معلومات ہیں-واللہ اعلم بالصواب-اب تیسری مرتبہ (۴) پہلی جلد ہندوستان میں باہتمام خاص ٹائپ میں چھپی ہے غلطیاں اس میں بھی بہت ہیں-

معافی چاہتا ہوں میری آنکھ میں تا حال تکلیف ہے-

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۱۲۰

۱- مولانا نے اپنی عطیہ کتابوں میں سے ایک مترجمہ کتاب ''جزیہ اور اسلام'' پر یہ قطعہ لکھا تھا:

در خاک بیلقان برسیدم بہ عارفے
گفتم مرا ز وسوسۂ جہل پاک کن

Marfat.com

گفتا کہ ہم چو خاک تحمل کن اے فقیہ
یا ہر چہ خواندہ ہمہ در زیر خاک کن

میں نے شہر بیلقان کا محل وقوع دریافت کیا تھا - اب پتا چلا کہ بیلقان اردلی (البانیہ) کا ایک قدیم شہر ہے جو قفقاز کے مغرب میں واقع ہے - کہتے ہیں اس کی بنیاد قباد ساسانی نے رکھی تھی - بیلقان دوسری عرب خزر جنگ میں میدان کارزار بنا اور ۱۱۲ھ، ۷۳۰ء میں مسلمان جرنیل سعید بن عمرو الحرشی نے یہاں خزردن پر بڑی اہم فتح حاصل کی - (اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد پنجم، مطبوعہ دانش گاہ پنجاب لاہور - ۱۹۷۱ء)

۲- ترجمان القرآن کی طبع اول دفتر ترجمان قرآن دہلی سے ۱۳۵۰ھ میں ''ترجمان قرآن'' کے نام سے ہی چھپی تھی -

۳- شیخ نیاز سے مراد مہتمم فرم شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور ہیں -

۴- ترجمان القرآن کی پہلی جلد ساہتیہ اکادمی دہلی کے خصوصی اہتمام سے ۱۹۶۴ء میں چھپی - جبکہ بعد ازاں اس کی باقی ماندہ تین جلدیں بالترتیب ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۸ء، ۱۹۷۱ء میں اشاعت پذیر ہوئیں -

(۱۲۱)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم، میں عجلت میں ہوں، باہر جا رہا ہوں - اجمالاً گزارش ہے: (۱)

۱- محوری اقدامات سے مراد ہے ہٹلر اور مسولینی اور جاپان کے اقدامات کیونکہ یہ تینوں طاقتیں Axis Powers کہلاتی تھیں -

۲- ففتھ کالم ایک اصطلاح ہے جو ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں وضع ہوئی - (سنہ ۱۹۳۵ء) جنرل فرینکو نے میڈرڈ پر حملہ کیا تھا، تو حملہ آور فوج کے چار کالم یا چار دستے تھے - اس اثنا میں فرینکو کے حامیوں نے شہر کے اندر سرگرمی سے کام کر کے مختلف لوگ اور گروہ اپنے ساتھ ملا لیے، لہٰذا یہ حملہ آور فوج کا پانچواں کالم بن گئے، پھر یہ اصطلاح ان لوگوں کے لیے استعمال ہونے لگی جو حملہ آور کے ساتھ خفیہ ساز باز کی بنا پر یا اس کے کارندے بن کر شہر یا ملک کے اندر (حملہ آور کے لیے) کام کریں -

اُمید ہے آپ بخیر ہوں - میری آنکھ پہلے سے بہتر ہے اگرچہ بالکل ٹھیک نہیں -

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

حاشیہ خط ۱۲۱

۱- لوئس ایل سنائیڈ کی کتاب ''جنگِ عظیم'' کا اُردو ترجمہ از مولانا غلام رسول مہر، بہ اشتراک مطبوعات فرینکلن شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور نے ۱۹۶۹ء میں چھاپا تھا- دورانِ مطالعہ بعض جنگی اصطلاحات علم میں آئیں جن کی تعریف دریافت کی گئی- یہ گرامی نامہ اس کے جواب میں ہے-

(۱۲۲)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town
Lahore

۲۲، ستمبر ۱۹۶۵ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- ہر ملک (۱) میں فکر و نظر کے اعتبار سے مختلف قسم کے کارکنوں کی جماعتیں ہوتی ہیں- عراق میں بھی ایک جماعت ابتداء سے (یعنی تاسیس حکومت عراق سنہ ۱۹۲۱ء یا ۱۹۲۲ء سے) موجود تھی- جو انگریزی اقتدار کی سخت مخالف تھی، امیر فیصل اول بانی حکومت عراق کی ابتداء انگریزوں سے تعاون کے ساتھ ہوئی تھی، جب اس نے اپنے والد شریف حسین کے ساتھ مل کر پہلی عالمی جنگ میں ترکوں کے خلاف بغاوت کی تھی (سنہ ۱۹۱۶ء) اور یہ بغاوت، انگریزوں سے سازباز کے بعد ہوئی تھی- وہ انگریزی اقتدار کو چاہتے تھے یا نہیں؟ یہ معاملہ بالکل جداگانہ حیثیت رکھتا ہے اور کون بطیب خاطر کسی کے اقتدار کا خواہاں ہوسکتا ہے، لیکن انہوں نے اقتدار قبول کیا- پہلے انھیں شام کا بادشاہ بنایا گیا وہاں سے فرانس نے نکال دیا تو انگریزوں نے ان کے لیے عراق میں تخت اقتدار بچھایا- بے شک وہ رفتہ رفتہ اقتدار کی کڑیاں ڈھیلی کرتے رہے اور تدریج و امہال کے سوا چارہ نہ تھا، لیکن ایک جماعت ابتداء ہی سے ان کی یہ روش ناپسند کرتی تھی بلکہ وہ امیر فیصل کی بادشاہی ہی سے بیزار تھی- ان کے انتقال پر اکلوتا بیٹا غازی بادشاہ بنا، وہ بڑا جوانمرد اور آزاد خیال نوجوان تھا- اہلِ عراق کو اس سے بڑی امیدیں تھیں- افسوس کہ وہ چند ہی سال بعد موٹر کے ایک حادثے میں جاں بحق ہوگیا اور اس کا شیر خوار بیٹا باقی رہ گیا، جسے فیصل دوم کے نام سے بادشاہ بنا دیا گیا- مگر اختیارات کی باگ ڈور اس کے ماموں عبدالالہ (عبداللہ نہیں عبدالالٰہ) کو

Marfat.com

نائب السلطنت بنایا گیا (کذا) - یہ شخص غازی کی بیگم کا بھائی اور امیر فیصل اول کے بڑے بھائی امیر علی کا فرزند تھا - جسے حجاز کی بادشاہی سے الگ ہونا پڑا تھا، سنا جاتا ہے کہ اس شخص کو اقتدار اور دولت اور ثروت کی انتہائی حرص تھی - نیابت سلطنت یعنی جب غازی کا بیٹا فیصل (جسے فیصل دوم کہتے ہیں) نابالغ تھا تو عبدالالہ (جو فیصل کا حقیقی ماموں تھا) نائب السلطنت تھا، کے دور میں اس نے تمام اچھی زمینیں، تمام اچھے قطعات، تمام اچھے وسائل دولت خود سمیٹ لیے تھے - نئے نئے محلات بنائے اور ایک کشتی بحری سیر و سیاحت کے لیے ایسی بنوائی تھی، جس میں باورچی خانے نہایت عجیب تھے، ان میں بہ یک وقت تین تین دنبے سالم بھونے یا تلے جا سکتے تھے - کردار بھی غالباً اچھا نہ تھا - لوگ اس کے جانی دشمن تھے - جب جنگ شروع ہوئی تو سید امین الحسینی (۲) مفتی اعظم فلسطین اپنے وطن سے نکل کر عراق پہنچ گئے - ان کی رائے تھی کہ فلسطین کو انگریزوں کے پنجے سے چھڑانے کا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہٹلر سے سلسلۂ ربط جوڑا جائے، انھی کی ایما سے سید رشید علی گیلانی (۳) اور ان کی پارٹی نے اچانک یورش کر کے سرکاری اداروں پر قبضہ کر لیا تھا - یہاں تک کہ انگریزی فوجیں بروقت پہنچیں، رشید علی اور ان کے ساتھیوں کو محصور کرنا چاہا مگر وہ اور مفتی صاحب بھاگ کر پہلے ایران پھر ترکی بعد ازاں جرمنی پہنچ گئے اور جنگ کے بعد بڑی جانفشانیوں سے واپس ہوئے - مفتی صاحب مصر میں قیام فرما ہوئے - آج کل غالباً بیروت میں ہیں - رشید علی غالباً دولت سعودیہ میں چلے گئے تھے -

یہ آپ کے ایک سوال کا جواب ہوا - میں نے بیلقان کے بارے میں پہلے بھی لکھا تھا کہ یہ اس علاقے میں تھا اور ہے جو آج کل روسی آذربائیجان کہلاتا ہے - اسلام کا نہایت مشہور مرکز تھا مگر اب اتنا ہی مسلم ہے، جتنا کوئی شخص دور حاضر میں غیر اسلامی اقتدار اور غیر اسلامی ماحول کے اندر رہ سکتا ہے -

ففتھ کالم کی تشریح میں نے اختصاراً کر دی تھی - مطلب صرف یہ تھا کہ ففتھ یعنی ''پانچویں'' کالم کی حقیقت ذہن نشین ہو جائے - یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ ہسپانوی ڈکٹیٹر نے میڈرڈ پر حملہ کیا تھا تو اس کی فوج کے چار الگ الگ کالم تھے - اس نے کہا تھا یا سمجھا گیا تھا کہ چار کالم تو یہ ہیں پانچواں کالم وہ ہے جو شہر کے اندر بیٹھا ہوا جمہوری عناصر کے خلاف اور فرینکو کے حق میں کام کر رہا ہے - یوں پانچویں یا ففتھ کالم کا مطلب وہ گروہ یا جماعت ہو گیا، جو کسی حلقے میں بیٹھ کر خفیہ ساز باز کے ذریعے سے بیرونی دشمن کے لیے فضا سازگار بنائے - اور اسکے مقاصد کو فائدہ

Marfat.com

پہنچائے - دوسرے لفظوں میں ''غداری'' کرے-

اور کوئی بات ذہن میں نہیں آتی - مجھے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لاہور سے باہر پہنچانا پڑا جو میری مرحومہ بیٹی رضیہ سلطانہ (۴) کے بچے ہیں- وہ بلیک آؤٹ وغیرہ سے بہت پریشان ہو گئے تھے- چھوٹا تو صرف تین گھنٹے کا تھا جب میری بیٹی کا انتقال ہوا- ہمیں نے اسے پالا، میری لڑکیاں بھی ساتھ گئیں- میں خود نہیں جانا چاہتا تھا، مگر ان لڑکیوں کے مسلسل رونے پر مجبور ہو کر دو روز کے لیے گیا تھا- چار روز باہر ٹھہرنا پڑا- میرے لڑکے یہیں تھے- پھر بڑے اطمینان سے یہاں توپوں کی دنادن میں سوتے اور وقت گزارتے رہے- خدا کا شکر ہے کہ اب آج رات کو تین بجے وہ اضطرابی فضا ختم ہو جائے گی- قربانیاں بڑی اہم تھیں اور خدا کا شکر ہے کہ ذمہ داران حفاظت وطن نے (اصل محافظ تو صرف خدا ہے) اپنی صلاحیت کا نہایت شاندار ثبوت دیا، جسے میں عام لوگوں کی رائے کے خلاف باعث فخر نہیں صرف موجب شکر سمجھتا ہوں- مسلمان کے لیے دو ہی ضروری چیزیں ہیں- ابتلا و اضطراب میں صبر اور ادائے فرض کی سعادت مندی پر شکر- اللہ اپنی رحمت سے ہر متاعِ ایثار کو شرف قبول بخشے- آمین! (۵)

اور کیا عرض کروں-

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مہؔر

حواشی خط نمبر ۱۲۲

۱- ''جنگِ عظیم'' میں ایک مقام پر تحریر تھا کہ ''سید علی رشید گیلانی نے انگریزوں کو عراق سے جانے کا حکم دیا-'' میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ صاحب موصوف کی عراق میں سیاسی پوزیشن کیا تھی کہ انہوں نے اتنی جرات کا مظاہرہ کیا- مولانا کی ساری تفصیلات اسی ایک سوال کے جواب میں ہیں-

۲- سید امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین نے عربوں کے مذہبی اور سیاسی قائد ہونے میں بڑا نام کمایا- ۱۹۲۱ء میں مفتی فلسطین اور پھر مفتی اعظم مقرر ہوئے- فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنا دینے کی جو تحریک حکومت برطانیہ نے چلائی تھی انہوں نے اس تحریک کو عربوں کے حقوق کے منافی قرار دیا- انہوں نے فلسطین کو وطن یہود بننے کی ممانعت کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی- دوسری عالمگیر جنگ چھڑنے پر آپ عراق پھر ایران اور بالآخر جرمنی چلے گئے- جنگ کے بعد مصر پہنچے جہاں زیادہ تر ان کا قیام رہتا تھا- پاکستان کے بہی خواہوں میں سے تھے دو مرتبہ پاکستان تشریف لائے- پہلی مرتبہ ۱۹۵۱ء میں

Marfat.com

کراچی میں موتمر عالم اسلامی کی کانفرنس کی صدارت کے لیے اور آخری مرتبہ دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس منعقدہ فروری ۱۹۷۴ء میں شرکت کے لیے۔ مفتی صاحب اسی سال ۸۷ برس کی عمر میں ۴ر جولائی کو رحلت کر گئے۔

۳۔ رشید علی گیلانی (اُردو جامع انسائیکلو پیڈیا مرتبہ زاہد حسین انجم میں رشید عالی گیلانی لکھا ہے)۔ آپ عراق کے مشہور مدبر اور سیاستدان تھے۔ متعدد سرکاری عہدوں پر وقتاً فوقتاً مامور رہے۔ ملک فیصل اول کے حامیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا اور انہیں ان کے معتمد خاص کی حیثیت حاصل تھی۔ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران اتحادیوں کے خلاف تحریک منظم کی اور بغداد پر قبضہ کر لیا۔ لیکن تحریک کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا نتیجتہً آپ کو ملک کو خیر باد کہنا پڑا۔ انقلاب ۱۹۵۸ء میں شاہ فیصل دوم آ گیا تو رشید پھر عراق پہنچ گیا پہلے فوجی عدالت نے قید کر دیا۔ مگر بعد میں سزا معاف کر دی گئی۔

۴۔ آپ کی اس بیٹی کا انتقال ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو ہوا تھا جبکہ اس کی عمر صرف ۳۱ سال تھی۔

۵۔ پاک ہند جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء کا ذکر ہے۔

(۱۲۳)

Ghulam Rasul Mihr

Muslim Town

Lahore

باسمہ سبحانہ

عزیزی، ہمیشہ امن و مفاہمت کی دعا کرنی چاہیے، جنگ بڑی مصیبت خیز چیز ہے۔ اللہ اس سے بچائے۔ البتہ پیش آ جائے تو استقامت و استقلال، اسلامیت کا شیوہ و خاصہ ہے۔

صورت (۱) یہ ہے کہ جو الفاظ ہندی ہیں یا ہندی بنا لیے گئے، انھیں میرے نزدیک الف ہی سے لکھنا بہتر ہے۔ مثلاً پپیہا، چھاپا، مہینا، ''بدل'' عربی ہے مگر ''بدلا'' ہندی ہے۔ اسے بدلہ کیوں لکھیں؟ فارسی یا عربی الفاظ بہر حال ہ ہی سے لکھے جائیں یا عربی ۃ سے۔ سادہ، پیادہ، خمیازہ، سرمایہ فارسی ہیں، حربہ، تجربہ عربی، یہ تو کوئی خاص بات نہیں عام ہے۔

پہلے ایک قاعدہ تھا کہ اختصار و ایجاز نگارش کے لیے الفاظ ملا لیتے تھے۔ مثلاً ''کے لیے'' کیلیے، ''ان کا'' انکا۔ پھر الفاظ الگ الگ لکھنے شروع ہوئے اور انھیں انتہا پر پہنچا دیا گیا۔ یہاں تک کہ بعض الفاظ سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے۔ یہ گویا ایک نوع کی مختصر نویسی تھی۔ اردو فارسی سلوب تحریر بجائے خود مختصر نویسی ہے۔ کئی حروف ملا دیے جاتے ہیں۔ انگریزی، ہندی میں حروف

Marfat.com

الگ الگ رہتے ہیں- میرا طریقہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں خوانندہ کی سہولت پیش نظر رکھتا ہوں- مثلاً بیدؔل ایک شاعر کا تخلص ہے، اسے ''بے دل'' لکھا جائے تو بیک نظر سمجھ میں نہ آئے گا- بلکہ پبلک لائبریری میں تو ایک لطیفہ ہوا- یہاں ابتدائی دور میں زیادہ تر ہندو کارکن تھے- مسلمان کم تھے- جس صاحب نے فارسی کتابوں کی فہرست مرتب کی، اس نے بیدل سے تو تعارف پیدا کرلیا مگر شاہ جہانی دور کا ایک ماہر فن زرگری ''بے بدل خاں'' تھا- یہ اس کا خطاب تھا، تخت طاؤس اسی کی نگرانی میں بنا تھا- اس نے ایک مثنوی بھی اس تخت پر لکھی تھی- چنانچہ جہاں جہاں فہرست میں بے بدل خاں کا نام آیا- صاحب ترتیب فہرست نے اسے بے تکلف بیدل بنا دیا، یہ سمجھ کر کہ بے بدل کسی جاہل کی تحریر ہے-

میں نے فہرست دیکھی تو لائبریرین صاحب (رام سہایا آنجہانی جو بڑے ہی شریف آدمی تھے اور انہوں نے مختلف افراد کے علاوہ ایک اسسٹنٹ بھی مسلمان رکھ لیا تھا) کو بتایا- وہ بے حد ہنسے- تقسیم میں یہاں سے چلے گئے- غالباً کلکتہ میں وفات پائی-

اس سلسلے میں ایک لطیفہ غالبؔ کا بھی ہے- کسی خط کے لفافے پر لکھا تھا: مخدوم نیاز کیشاں...... الخ- نیم خواندہ ڈاکیے نے کیشاں کو کپتان پڑھا اور غالبؔ کے آدمی سے کہا کہ نواب صاحب کو کپتان کا خطاب ملا ہے، مبارک باد پہنچاؤ-

البتہ ظاہر ہے کہ یہ کوئی قاعدہ نہ بنا- ہر شخص کے ذاتی ذوق وفہم وصوابدید پر ساری باتیں موقوف رہ گئیں- لیکن جو قاعدہ اب بنایا گیا ہے، وہ بھی تو چنداں اچھا نہیں، جس پر بے خلش عمل ہو سکے-

آپ نے کوئی بات پوچھی ہے، جس میں صرف ایک لفظ مناقشت ذہن نشین ہو سکا، بھائی میں حافظ کتاب نہیں اور کتاب میرے سامنے کہاں کہ دیکھ کر کچھ عرض کروں؟ سوال واضح ہونا چاہیے-

ہاں، بھائی- میں آنکھوں کے معائنے کی نیت سے ٹیکسلا گیا تھا تو آپ کی کتابیں نکال کر الگ رکھ گیا تھا اس خیال سے کہ شاید آپ آئیں تو یہ دے دی جائیں، دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی شخص معاملات وواقعات کو سمجھانے کی کوشش نہیں کرتا- زور علم میں الجھا دیتا ہے- سب سے اچھا اور سادہ انداز پنڈت کا ہے، مگر واقعات کا سرمایہ خفیف ہے- کتابیں بدستور پڑی ہیں آپ آتے تو لے جاتے-

خیر، انسان انتقاد میں بڑا سرگرم ہوتا ہے- مشکلات سامنے نہیں رکھتا-

Marfat.com

اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

حاشیہ خط نمبر ۱۲۳

۱۔ کتاب ''جنگِ عظیم'' میں بعض الفاظ کی املا کے متعلق اختلاف کا ذکر کیا تھا۔ ایسے الفاظ کی نشان دہی پر آپ نے وضاحت فرمادی۔

(۱۲۴)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town
Lahore

۱۵۔اکتوبر ۱۹۶۵ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم۔ مجھے نزلے نے بہت تنگ کیا۔ اب کچھ یاد نہیں کہ میں نے دائرۃ المعارف اسلامیہ(۱) کے لیے کون کون سے مقالے لکھے تھے۔ چند کی موہوم سی یاد ذہن میں ہے، وہ عرض کرتا ہوں:

۱۔ سید احمد شہید، مولانا ابوالکلام آزادؔ، شاہ عبدالعزیز، ٹیپو سلطان، میرزا غالبؔ، مبارک شاہ سید سلطان دہلی، امیر خاں بانی ریاست ٹونک۔ ان کے علاوہ بھی متعدد لکھے تھے، مگر اب یاد نہیں آتے۔ علامہ اقبال والے مقالے میں بھی میں نے خاصی لمبی چوڑی تحریر کا اضافہ کیا تھا۔

۲۔ مثنوی کے انتخابات میرے علم کے مطابق ایک سے زیادہ ہوئے۔ مراۃ المثنوی (۲) بھی اچھا انتخاب ہے۔ شاہنامہ کی طرح پوری مثنوی کا پڑھنا تو آج کل ممکن نہیں، تاہم مراۃ المثنوی پڑھ کر کتاب کے مطالب کا سرسری اندازہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ ''یارانِ نجد'' (۳) ایسی اصطلاح ہے جو لغت نہیں صرف ذوق کی بنا پر سمجھی جاسکتی ہے۔ مولانا روم نے ایک دفتر کی تمہید میں لکھی ہے:

باز گو از نجد و از یارانِ نجد
تا در و دیوار را آری بہ وجد

Marfat.com

اس وقت سے یہ اصطلاح جاری ہوئی اور بظاہر اس سے مراد ہم خیال، ہم مشرب اور ہم مقصد رفیق ہیں۔ اب یاد نہیں کہ اقبال نے یہ اصطلاح کہاں استعمال کی ہے۔ (۴)

دیکھ لیتا تو تفصیل سے بیان کرتا۔ ابھی بے بس ہوں یہاں تک کہ یہ خط بھی نشتر صاحب ہی سے لکھوا رہا ہوں اور ان کی لطف پرور مہربانی کا شکر گزار ہوں۔ نزلہ اس طرح بگڑا ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ذرا بے احتیاطی کروں تو سینہ جم جاتا ہے۔ اس کے علاج پر توجہ کروں تو معدے کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ آج بھی ایسی ہی صورت ہے اس لیے میں کچھ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

دعا گو

مہؔر

حواشی خط نمبر ۱۲۴

۱۔ پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام چھپنے والے ''دائرہ معارف اسلامیہ'' میں مولانا مہؔر نے مختلف موضوعات پر مقالات رقم فرمائے تھے۔ راقم نے مولانا کے مقالات و مضامین کی جمع و تلاش کے سلسلے میں ان سے تفصیل طلب کی تھی جو آپ نے جزواً فراہم کردی۔ بعد ازاں محترم جناب ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہانپوری نے راقم کے استفسار پر اپنے گرامی نامے مورخہ ۲ جنوری ۱۹۷۳ء میں مولانا کے مزید گیارہ مقالات کی نشان دہی کی جو آپ نے دائرہ معارف اسلامیہ کے لیے سپردِ قلم فرمائے تھے۔ ان مقالات کے عنوان درج ذیل ہیں:

(۱) پاکستان میں فرنگستانی اقوام کی آمد (۲) شاہ اسمٰعیل شہید

(۳) نانک (۴) ام کلثوم

(۵) التتمش (۶) انڈیمان

(۷) حضرت امام حسنؓ (۸) انور پاشا

(۹) بڑودہ (۱۰) بالاکوٹ

(۱۱) علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (باشتراک ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم)

اطمینان قلب کی خاطر میں نے ان مقالات کو دائرہ میں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ ''پاکستان میں فرنگستانی اقوام کی آمد'' والا مقالہ سرے سے موجود ہی نہیں جب کہ نانک پر مقالہ جناب سلیم خاں گی کا ہے اور امام حسن بن علی پر مقالہ مہؔر، ادارہ و مرتضیٰ حسین فاضل کا رقم کردہ ہے اور یوں مولانا مہؔر کے

Marfat.com

مقالات کی تعداد پندرہ رہ جاتی ہے۔

۲۔ مراۃ المثنوی۔ یہ اتنا عمدہ انتخاب ہے کہ اس کا تعارف پورے مضمون کا متقاضی ہے۔ مختصراً عرض ہے کہ اس مجموعے کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) یواقیت القصص (۲) دُررالحکم (۳) جواہر القرآن (۴) لآلی السنن (۵) مرجانۃ المدیح (اشعار درشان حضرت حسام الدین چلپی وغیرہم) یہ مثنوی اعظم سٹیم پریس حیدر آباد دکن سے ۱۳۰۲ھ میں چھپی۔ اس کے مصنف قاضی تلمذ حسین ہیں۔ کتاب میں صاحب سجادہ سلسلہ عالیہ مولویہ حضرت برہان الدین ولد چلپی اور ڈاکٹر آرا ے نکلسن کے پیغامات بھی شامل ہیں۔ قاضی صاحب نے مولانا روم کے حالات پر بھی کتاب ''صاحب المثنوی'' تصنیف کی جوان کی وفات کے خاصی مدت بعد معارف پریس اعظم گڑھ سے ۱۹۶۷ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔

۳۔ فرہنگ اقبال: نسیم امروہوی۔ مطبوعہ اظہار سنز۔ اردو بازار لاہور ۱۹۸۳ء میں ''یاران نجد'' کے معنی اصحابِ کرامؓ اور اربابِ عشق ومحبت کے لکھے ہیں۔

۴۔ میری معلومات کی حد تک علامہ اقبال نے ''یاران نجد'' کی اصطلاح دو اشعار میں استعمال کی ہے:

داستانے گفتم از یارانِ نجد
نکہتے آوردم از بستانِ نجد

(کلیاتِ اقبال فارسی ص ۶۶۷)

می سرایم دیگر از یارانِ نجد
از نوائے ناقہ را آرم بہ وجد

(کلیاتِ اقبال فارسی ص ۸۷۱)

(۱۲۵)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town
Lahore

۵۔ نومبر ۱۹۶۵ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری صحت پہلے سے تو یقیناً بہتر ہے، یعنی اس اعتبار سے آثار مرض اور تکالیف میں تخفیف ہے، لیکن مرض کا ازالہ کلی نہیں ہوا۔ کیا کیا جائے، عمر کا مرحلہ ایسا ہے، جس میں

Marfat.com

جسم دفاع امراض کی توانائی ایک حد تک کھو بیٹھتا ہے اور جو بیماریاں عموماً بلا دوا ہی زائل ہو جاتی ہیں، اس عمر میں دواؤں کی پشتیبانی، غذاؤں کی احتیاط اور دیکھ بھال کے اہتمام کے باوصف بہ آسانی دامن نہیں چھوڑتیں- بیدلؔ بڑا نکتہ رس تھا- اس کی ایک رباعی اور ایک شعر پیری کے متعلق نہیں بھولتے- رباعی مستزاد ہے- کہتا ہے:

طفلی کہ بساط بازی می آراست، دامن افشاند
وانگاہ جوانی کہ داغش پیداست، گل کرد و نماند
اکنوں پیری نفس شماری دارد، بیدلؔ چہ علاج (۱)
زیں نسخہ ہم آخر ورقے چند بجاست، باید گرداند

بڑی بے مثال رباعی ہے جس میں پہلے طفلی کو یاد کیا ہے، بے پروائی کا زمانہ، ہر وقت انسان کو بازی آرائی سوجھتی ہے- پھر جوانی آتی ہے اس کے جانے کا افسوس کبھی نہیں مٹتا- لیکن وہ بھی دامن جھٹک کر نکل جاتی ہے- پھر پیری آ جاتی ہے- اس کا دور سانس گننے یعنی نفس شماری کرنے کا ہے- زندگی کی کتاب کا یہ بھی ایک لازمی باب ہے- ضروری ہے کہ حیات کے جو چند اوراق رہ گئے ہیں، انھیں بھی پے در پے لوٹایا جائے-

ایک شعر ایسا کہا ہے، جس میں پیری کا نقشہ اس طرح کھینچ کر رکھ دیا ہے کہ مصور کا موقلم ویسا موثر نقشہ تیار کرنے سے عاجز ہے- شاعر کہتا ہے:

بہ انگشتِ عصا ہر دم اشارت می کند پیری
کہ مرگ ایں جاست، یا ایں جاست یا ایں جاست

پیری میں انسان عصا کے سہارے کے بغیر چل نہیں سکتا، اور عصا قدم بہ قدم ٹیکا جاتا ہے- بیدلؔ کہتا ہے کہ پیری عصا کی انگلی سے ہر دم اشارہ کرتی جا رہی ہے کہ موت یہاں ہے یا یہاں ہے یا یہاں ہے- "ایں جاست" کو آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں یا میری زبان سے سنیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ عصا کے سہارے بوڑھے کے چلنے کی تصویر کھینچ دی ہے- اس کی تصویر کون اُتارے گا؟ بالکل یہی کیفیت میرزا غالبؔ کے اس شعر کی ہے:

سنبھلنے دے مجھے اے نااُمیدی کیا قیامت ہے
کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

تصویر تو ساکن و غیر متحرک ہوتی ہے- اب متحرک تصاویر بھی کمال پر پہنچ گئی ہیں لیکن

Marfat.com

غالبؔ کے اس شعر کی تصویر کھینچنا ممکن نہیں۔

۱۔ آپ کے دوست کا سوال (۲) درست ہے۔ میری معلومات کے مطابق ایک خط سید حمید الدین نے لکھا تھا (اور باقی خط بھی انھی کے ہیں) وہ گم ہو گیا اور میری معلومات کے مطابق کہیں موجود نہیں۔ ممکن ہے ٹونک کے ذخیرے میں ہو۔ لیکن اس تک رسائی پہلے بھی مشکل تھی اور اب بظاہر غیر ممکن ہے۔ پہلے خط میں پورے حالات سفر لکھے تھے، جن کا خلاصہ روایتوں میں آیا اور ان کے مطالب مع توضیحات ضرور یہ میری کتاب میں آ گئے۔

۲۔ ابن عربی (۳) کی تفسیر اس ابن عربی کی نہیں، جو شیخ اکبر کے نام سے مشہور ہے یعنی صاحب فصوص وفتوحات، خواہ مخواہ اس کے نام چپیک دی گئی ہے۔

(۔ صوفیہ کا ایک گروہ اس امر کا قائل رہا ہے کہ ولایت، نبوت و رسالت سے افضل ہے۔ بیدلؔ نے ایک جگہ کہا ہے:

نبوت ؛ خرام احد ؛ تا صفات

ولایت رجوع صفت سوئے ذات

یہ نہیں کہ وہ اولیا کو انبیاء سے افضل مانتے تھے۔ ہرگز نہیں، کہتے تھے، انبیاء کی ولایت سب سے افضل ہوتی ہے، لیکن نفس ولایت کو نبوت پر فوقیت حاصل ہے۔ میرے نزدیک یہ شعر بھی ایسے ہی مطالب کی توضیح کے لیے کہا گیا ہے۔ اس کی عبارت سمجھ میں نہیں آئی۔ صفحے کا حوالہ دیں تو میں اصل کتاب دیکھوں۔ غالباً دوسرا مصرعہ یوں ہے:

دون الولی وفوق الرسول (۴)

یعنی ولی سے نیچے اور رسول سے اوپر۔ لیکن واضح رہے کہ میں ان خرافات واہیہ کا قائل نہیں۔ یہ نفسیاتی موشگافیاں ہیں۔ اس کائنات میں نبی سے افضل کوئی نہیں۔ نہ بلحاظ ولایت بلکہ بلحاظ نبوت اور اس اعتبار سے کہ اللہ اسے خلق کی ہدایت کے لیے چن لیتا ہے۔ صوفیہ کی یہ خرافات اس دور کی ہے جب بے عملی انتہا پر پہنچ گئی تھی اور لوگ بیٹھے لغویات سوچتے رہتے تھے۔ مولانا آزادؔ مرحوم فرمایا کرتے تھے: ایک زمانہ تھا کہ مسلمان اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا تھا اور ملک فتح ہوتے تھے، خلق خدا ہدایت پاتی تھی۔ پھر یہ صورت رونما ہوئی کہ فلاں واقعہ دیکھا، فلاں حضرت نے نعرہ لگایا، دیکھا تو مر چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بھائی! میں ایسی باتیں نہیں جانتا:

Marfat.com

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۱۲۵

۱- ''کلیاتِ بیدلؔ (انتخاب) مطبع صفدری واقع بمبئی مطبوعہ ۱۳۰۲ھ (ری پرنٹ الکتاب لاہور ۱۳۹۸ھ) میں یہ مصرعہ اس طرح ہے:

اکنوں پیری ثمر فشانی دارد، دیگر چہ علاج

۲- سوال تھا کہ سید احمد شہید نے اجمیر پالی سے لے کر سندھ تک دورانِ سفر جو مکتوبات تحریر فرمائے ان کا سراغ ملا کہ نہیں۔

۳- میں نے تفسیر ابن عربی میں یہ شعر پڑھا تھا:

مقام النبوۃ فی برزخ
دوین الولی وفوق الرسول

جس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ مولانا کا اشارہ ابن عربی کے ہم نام امام قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد معافری اشبیلی مالکی کی طرف ہے۔ آپ طرطوشی اور غزالی کے تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر انوار الفجر، احکام القرآن اور شرح ترمذی شامل ہیں۔

(۴) درست مصرعہ مولانا ہی کا نقل کردہ معلوم ہوتا ہے۔ چھپا ہوا مصرعہ بے معنی نظر آتا ہے۔

(۱۲۶)

باسمہ سبحانہ

عزیزی یقیناً آپ کا خط آیا تھا، لیکن وہ میرے کاغذوں اور کتابوں میں گم ہو گیا۔ بارہا ڈھونڈا، نہ ملا۔ آپ کو لکھنا چاہتا تھا، سینے میں تکلیف ہو گئی۔ مختلف معالجے بے اثر ثابت ہوئے۔ میرے بیٹے نے پنڈی میں مفصل معائنے کا انتظام کیا۔ ایک بڑے ڈاکٹر نے، جو دوست ہے بہ اشتیاق بلایا۔ میں وہاں گیا اور کم و بیش دس روز وہاں گزرے۔ معائنہ ہوا یعنی سینے کا ایکس رے۔ خون، پیشاب وغیرہ کا ٹیسٹ اور بلڈ پریشر۔ پھر نسخہ تجویز ہوا، چار پانچ روز وہاں استعمال کیا، اب یہاں کر رہا ہوں۔ فی الحال تو اچھا معلوم ہوتا ہے آئندہ کا علیم خدا۔

Marfat.com

ابھی میں اس حال میں نہیں جس میں عموماً رہتا ہوں، اگرچہ دن کا بیشتر حصہ اپنے کمرے میں گزارتا ہوں مگر کام کچھ نہیں ہوتا - لطفاً یہ مختصر عریضہ قبول فرمایئے - زیادہ لکھنے کا دماغ نہیں -

آمنہ (۱) کے نسب میں عبد مناف کے بعد زہرہ ضروری ہے - وہب بن ہاشم بن عبد مناف غالباً غلطی ہے - ہاشم رسول اللہ ﷺ کے دادا تھے - عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف -

زہرہ اس لیے بھی ضروری کہ آپ ''زہری'' مشہور تھیں - سعدؓ بن ابی وقاص آپ کے عزیز تھے، وہ بھی زہری کہلاتے تھے -

اُمید ہے آپ بخیر ہوں -

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

حاشیہ خط نمبر ۱۲۶

۱ - سیرت النبیؐ مرتبہ ابن ہشام کا اردو ترجمہ از مولانا عبدالجلیل صدیقی شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور نے ۱۹۶۲ء میں دو جلدوں میں چھاپا تھا - اس ترجمے پر نظر ثانی مولانا نے فرمائی تھی اور ان دنوں یہی ترجمہ مولانا کی نظر ثانی کے حوالے سے میرے زیر مطالعہ تھا - اس میں حضرت آمنہؓ کے نسب میں عبد مناف کے بعد زہرہ کا نام تھا جب کہ شجرہ نسب مطبوعہ مطبع مصطفائی محمد نگر ۱۲۶۳ھ میں زہرہ کا نام حذف تھا - یہ وضاحت اسی سلسلے میں مانگی گئی تھی -

(۱۲۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری طبیعت ابھی بالکل اچھی نہیں اور معاملہ محض بیماری کا نہیں بلکہ عمر کے ایک خاص مرحلے میں بیماری کا ہے اور میں اکہتر ویں سال میں ہوں -

چودھری جلال الدین اکبر میرے دوست ہیں، خوش ذوق شاعر اور بلند پایہ سخن فہم ہیں، خود بھی اچھے شعر کہتے ہیں اور انھیں دل بستگی بھی اچھے شاعروں سے ہے - غالبؔ (۱) میں طباعتی غلطیاں زیادہ نہیں - عرفیؔ میں بہت زیادہ ہیں -

باقی رہا یہ کہ آپ کون سا دیوان خریدیں تو سنیے:

Marfat.com

(۱) دیوان شیخ مبارک علی نے نہیں بلکہ ان کے ایک عزیز نے چھاپا ہے، جنھیں شیخ صاحب نے دکان دے دی ہے۔

(۲) اس میں چند صفحے میرے ہیں غالبؔ کے متعلق۔ پھر غالبؔ کے فارسی کلام کے متعلق حالیؔ نے جو کچھ لکھا ہے درج کر دیا ہے۔

(۳) پورا دیوان ہے، لیکن اس میں سبد چین (۲) اور باغ دودر (۳) کا کلام شامل نہیں کیا گیا۔ البتہ قیمت بہت زیادہ ہے۔ آپ اگر مجھ سے ملیں تو تفصیل سے بتاؤں پھر آپ صحیح فیصلہ کر سکیں گے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہرؔ

حواشی خط نمبر ۱۲۷

۱۔ استادِ محترم چودھری جلال الدین اکبر مرحوم ومغفور نے ایک روز بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ انھیں غالبؔ کا فارسی کلام پچھتر فیصد ازبر ہے۔ میری خواہش تھی کہ میں انھیں دیوان غالبؔ فراہم کر دوں تا کہ وہ دورانِ مطالعہ اس کی کتابت اور طباعت وغیرہ کی غلطیاں درست فرما دیں۔ آپ نے از راہ کرم ہامی بھر لی۔ چنانچہ اس کے لیے میں نے مولانا سے دیوانِ غالبؔ مطبوعہ شیخ مبارک علی پبلشرز لاہور کے متعلق رائے طلب کی تھی۔ تا کہ اسے خرید کر استادِ محترم کو پیش کر سکوں۔ دیوان مذکور (کلیات غالبؔ فارسی) شیخ مبارک علی کے داماد و جانشین جناب احمد علی شیخ صاحب نے ۱۹۶۵ء میں چھاپا تھا۔ اب شیخ صاحب اندرون لوہاری دروازے سے نمبر ۶۲ مزنگ روڈ صفاں والا چوک میں اٹھ آئے ہیں۔ یاد رہے کہ استادِ محترم بعض اوقات مجھ سے کتب تصوف مطالعہ کے لیے عاریۃً لے لیتے تھے اور دورانِ مطالعہ ان کی غلطیاں درست فرماتے جاتے جس سبب مجھے حوصلہ ہوا کہ کیوں نہ ان سے کلیات غالبؔ فارسی ہی درست کرالی جائے۔

۲۔ سبد چین۔ غالبؔ کا جو فارسی کلام کلیات غالبؔ میں چھپنے سے رہ گیا تھا یا اس کے بعد ہوا تھا، یہ اس کلام پر مبنی مختصر سا مجموعہ ہے جسے غالبؔ نے ۱۲۸۴ھ میں مطبع محمدی دہلی سے چھاپ دیا تھا۔ اس کی طباعت ثانی مع اضافہ متفرق کلام کا سہرا جناب مالک رام کے سر ہے جن کی کوشش سے ۱۹۳۸ء میں یہ مکتبہ جامعہ دہلی سے شائع ہوا۔ اس کا تیسرا اور یادگاری ایڈیشن جناب سید وزیر الحسن عابدی (متوفی ۲۹-۶-۷۹) کی تصحیح و تحقیق کے بعد مجلس یادگار غالبؔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کی جانب سے ۱۹۶۹ء

Marfat.com

میں اشاعت پذیر ہوا۔

۳۔ باغِ دودر۔ غالبؔ کے اس کلام نظم ونثر کا مجموعہ ہے جو ان کے کسی مجموعے میں شامل نہیں۔ یہ مخطوطہ کی شکل میں محفوظ رہا جس کی دریافت کا سہرا جناب وزیرالحسن عابدی کے سر ہے جنھوں نے اسے مفید حواشی وتعلیقات کے ساتھ اورینٹل کالج میگزین لاہور کے دوشماروں: اگست ۱۹۶۰ء واگست ۱۹۶۱ء میں شائع کر دیا۔ باغ دودر کی ایک تلخیص بھی مع حواشی مفیدہ جناب امتیاز علی عرشی نے کی جسے انجمن ترقی اُردو کراچی نے ۱۹۶۹ء میں شائع کر دیا۔

(۱۲۸)

۲۸۔ جنوری ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم ! میں نے عرض کیا تھا کہ میرے علم کی حد تک کلیات غالبؔ (فارسی) میں بہت کم غلطیاں ہیں۔ آپ بے شک چودھری جلال الدین صاحب اکبرؔ کو تصحیح کے لیے دے دیں، مگر کیا آپ نے اندازہ فرمالیا ہے کہ دس ہزار اشعار کے مجموعے کو سرتا سر دیکھنے کے لیے کتنا وقت صرف ہوگا؟ کم وبیش ایک سال، بشرطیکہ ایک ہزار اشعار ایک مہینے میں ضرور دیکھے جائیں۔ میرے نزدیک تو ایک مصروف آدمی کے لیے یہ التزام مشکل ہے۔

آپ کلیات خرید لیں۔ جہاں کوئی غلطی نظر آئے گی میں اطلاع دے دوں گا، میں تو عموماً پڑھتا رہتا ہوں۔ ویسے آپ اپنے اطمینان خاطر کے لیے جو پسند فرمائیں اختیار کر لیں۔ میرا محض مشورہ ہے اور وہ بھی صرف اس لیے کہ آپ کو مناسب معلوم ہو تو قبول کریں۔

میرے علم میں فارسی اشعار کا کوئی خاص مجموعہ (۱) نہیں۔ بیاضوں کا دستور رہا۔ مگر صرف اس لیے کہ لوگ نقلیں لے لیں۔ مظہر جانجاناں مرحوم نے ایک انتخاب 'خریطہ جواہر (۲) کے نام سے کیا تھا۔ وہ البتہ چھپ گیا تھا۔ میرے پاس بھی ہے۔ لیکن میں نے کبھی دو چار اشعار سے زیادہ نہیں پڑھے۔

چونکہ مجھے ابتدائی دور میں شاعری کا خبط تھا، اس لیے پہلے غالبؔ، پھر بیدلؔ، بعد ازاں عرفیؔ، نظیریؔ، آخر میں کلیم زیادہ دیکھے۔ آخری تینوں اور غالبؔ پر مدار رہ گیا۔ اس لیے کہ شعر کے جو انداز مجھے پسند ہیں، وہ ان چار میں بیشتر ملتے ہیں، باقی اصحاب میں بہت کم۔ ویسے تذکروں

Marfat.com

میں بھی مختلف شعرا کا کلام نظر سے گزرا، مگر کم ہی اشعار یاد رہے۔

تذکروں میں باعتبار مجموعہ اشعار میرے نزدیک بہترین ''آتشکدہ آذر'' ہے۔ میرے پاس اس کا پرانا نسخہ ہے، جو بمبئی میں چھپا تھا اور میں نے طلب علم کے زمانے میں خریدا تھا۔ اب اس کے اوراق کی یہ حالت ہے کہ ہاتھ بھی لگ جائے تو چٹکی کے برابر جگہ اڑ جاتی ہے۔ اس میں شعرا کے سنین وفات عموماً متروک ہیں۔ سنا ہے اب اچھا نسخہ چھپ گیا ہے لیکن اب ایک دیکھی ہوئی چیز کو کیا خریدوں؟ مجھے اشعار سے دلچسپی تھی۔ سنین وفات سے قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی۔

آپ کو غالباً معلوم نہ ہو، ڈاکٹر اقبالؒ کے ساتھ میرے تعلقات (۳) میں زیادہ استواری اسی حافظے کی وجہ سے ہوئی تھی۔

میں ۱۹۲۲ء میں اخبار نویسی کے لیے ''زمیندار'' سے وابستہ ہوا۔ چودھری محمد حسین مرحوم کالج کے زمانے سے میرے دوست تھے۔ ان سے ملاقاتیں اکثر ہوتی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ شام کو میں، شفاعت اللہ خاں مرحوم (اس زمانے میں مہتمم زمیندار) اور میکش مرحوم (وہ بھی زمیندار میں تھے) سیر کے لیے نکلے۔ گول باغ (شہر کے اردگرد کا باغ جو خندق کی جگہ لگایا گیا) کی حالت بہت اچھی تھی۔ (خصوصاً بھاٹی دروازے سے موچی تک) راستے میں چودھری صاحب مل گئے۔ موچی دروازے کے قریب پہنچ کر ہم نے اصرار کیا کہ ڈاکٹر صاحب کی کوئی ایسی چیز سنایئے جو کہیں چھپی نہ ہو۔ انھوں نے چار شعر سنائے۔ وہ اپنے گھر (واقع قلعہ گوجر سنگھ) کی طرف گئے، ہم زمیندار کے دفتر میں پہنچ گئے، جو دہلی دروازے کے باہر جہازی بلڈنگ میں تھا۔ شفاعت اللہ خاں مرحوم نے اصرار کیا کہ جو شعر چودھری صاحب سے سنے وہ لکھ دو۔ میں نے دو تین منٹ میں یاد کر کے لکھ دیے۔ وہ اخبار میں چھپ گئے۔ اگلے دن چودھری صاحب آئے اور پوچھا: تم نے یہ شعر کہاں سے لیے؟ میں نے کہا آپ نے سنائے تھے۔ بولے چلو میرے ساتھ۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب انارکلی کے ایک مکان کی بالائی منزل میں رہتے تھے۔ میں ڈرتے ڈرتے چودھری صاحب کے ساتھ گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں پہنچے اور بیٹھ گئے تو چودھری صاحب نے کہا مجرم حاضر ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے میری طرف نظر اُٹھائی اور پوچھا تم نے شعر کہاں سے لیے؟ میں نے واقعہ سنا دیا۔ ایک آدھ منٹ میری طرف شک آمیز نگاہ سے دیکھتے رہے۔ میں نے کہا شبہ ہو تو اور شعر سنا کر تجربہ فرما لیں۔ اچھا شعر عموماً میرے حافظے میں پیوست ہو جاتا ہے۔ فرمایا یہ حافظہ تو بہت خطرناک ہے۔ اس پر معاملہ ختم ہو گیا اور اسی وقت سے میں ان کی شفقت کا مرجع بن گیا۔

میں ۱۹۲۵ء میں فلیمنگ روڈ پر (چوک اور پرانی میوہ منڈی کے درمیان) رہتا تھا۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب اس زمانے میں میکلوڈ روڈ والی کوٹھی میں آ رہے تھے- اب شاہ ابوالمعالی (۴) کے آس پاس بے شمار عمارتیں بن گئی ہیں- اس زمانے میں یہ جگہ زیادہ تر خالی تھی اور میں پانچ سات منٹ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس پہنچ جاتا تھا- وہ خود بھی اکثر علی بخش (۵) کو بھیج کر بلا لیتے تھے- ''زبورعجم'' لکھنے کا زمانہ تھا- روزانہ یا دوسرے تیسرے شعر سناتے تھے- پھر باتیں ہوتی تھیں- میں اور چودھری محمد حسین دس دس گیارہ گیارہ بجے گھر لوٹتے تھے- میں جاتے ہی سنے ہوئے شعر نقل کر لیتا تھا- وہ کاپی اب تک (۶) میرے پاس موجود ہے، جس پر شعروں کی تاریخیں بھی درج ہیں اور یہی ان کے لکھنے کی تاریخیں تھیں- آپ کبھی آئیں گے تو وہ کاپی آپ کو دکھاؤں گا- ان شاءاللہ-

اس درازنفسی اور کلپتر ہ گوئی کا مدعا یہ ہے کہ مجھے ابتدا سے اشعار کے ساتھ خاص شغف رہا- اب قوت حفظ وضبط پہلے کی سی نہیں رہی- عمر کے ساتھ جہاں دوسرے قوٰی میں انحطاط ہونے لگا، وہاں حافظہ بھی اس طبعی انحطاط سے محفوظ نہیں رہا-

مجھے عرفیؔ کے قصائد سے بڑی دل بستگی تھی، اس کے دیوان سے نہیں- دیوان کی طرف توجہ میرے مکرم استاذ فارسی مولانا محمد عمر خاں نے منعطف کرائی جن سے میں نے ایف اے اور بی اے میں فارسی پڑھی تھی- ان کا وطن ٹونک تھا- معلوم نہیں اب زندہ ہیں یا نہیں بلکہ اس سلسلے میں عرفیؔ کا جو شعر سنا کر مجھے دیوان دیکھنے کی تاکید کی تھی، وہ ابھی تک یاد ہے:

قصیدہ کار ہوس پیشگاں بود عرفیؔ
تو از قبیلۂ عشقی وظیفہ ات غزل است

دیکھیے کم وبیش پچاس سال گزر گئے اور آنکھیں بند کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے گویا یہ کل کا واقعہ ہے-

گزری ہوئی زندگی میں از سرنو پہنچنا اور اس کے تمام احوال ووقائع سے اصل حالت میں مستفید ہونا تو ممکن نہیں- عالم خیال میں اعادہ ممکن ہے اور وہ اعادہ تخیل کی قوت پر موقوف ہے- یہ ایسی ہی بات ہے، گویا اپنے حافظے کے پردے پر ماضی کی تصویر دیکھ لی:

تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی نہ زیاں تھا نہ سود تھا

یا بقول نظیریؔ:

84185

Marfat.com

تحقیق حالِ ما ز نگہ می تواں نمود
حرفے زحالِ خویش بہ سیما نوشتہ ایم

چار صفحے لکھ گیا، وہی بات ہوئی کہ ''افسانہ'' سے ''افسانہ'' پیدا ہوتا رہا۔ اب عفو خواہ ہوں:

زباں زنکتہ فروماند و رازِ من باقی است
بضاعتِ سخن آخر شد و سخن باقی است

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہرؔ

حواشی خط نمبر ۱۲۸

۱۔ میں نے گزارش کی تھی کہ کسی اچھے سے انتخاب اشعار فارسی کی نشاندہی فرما دیں۔ یہ طویل تحریر اسی گزارش کی پذیرائی میں وجود پذیر ہوئی۔

۲۔ خریطۂ جواہر: شروع میں مکتبہ مصطفائی کانپور سے ۱۲۷۱ھ میں چھپا تھا۔ اس نادرالوجود ایڈیشن کی عکسی طباعت کا اہتمام المصطفیٰ اکادمی لطیف آباد حیدر آباد نے ۱۹۸۸ء/ ۱۴۰۸ھ میں کیا۔ اس ایڈیشن میں اس اردو کلام کا بھی اضافہ کیا گیا ہے جو عبدالرزاق قریشی صاحب نے ''مرزا مظہر جانجاناں اور ان کا اردو کلام'' میں جمع کر دیا تھا۔ (مطبوعہ بمبئی ۱۹۶۱ء)

۳۔ علامہ اقبال سے تعارف کا یہ واقعہ ''علامہ سے تعارف'' مشمولہ اقبالیات، مرتبہ امجد سلیم علوی مطبوعہ مہرؔ سنز پرائیویٹ لمیٹڈ مسلم ٹاؤن لاہور ۱۹۸۸ء میں بھی شامل ہے۔

۴۔ شاہ ابوالمعالیؒ جو عوام میں شبدر مالی کے نام سے جانے جاتے ہیں، سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت شیر گڑھ میں ۱۰ ذی الحجہ ۹۶۰ھ کو ہوئی۔ بیعت اپنے چچا حضرت شیخ داؤد کرمانی سے کی۔ بعد ازاں مرشد کے حکم کے مطابق ۱۰۱۵ھ میں لاہور تشریف لے آئے۔ راستہ میں جہاں جہاں قیام پذیر ہوئے وہاں چاہ، تالاب یا باغیچہ ضرور تعمیر کرایا۔ یہ عمارات آج بھی جھوک ابوالمعالی کے نام سے موجود ہیں۔ لاہور میں آپ نے گوالمنڈی میں قیام فرمایا اور یہیں سلسلہ رشد و ہدایت جاری رکھتے ہوئے ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ/ ۱۴ اپریل ۱۶۱۵ء بعہد جہانگیر بادشاہ واصل بہ حق ہوئے۔ آپ صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ آپ کی بعض معلوم کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) تحفۃ القادریہ (حالات و کرامات پیران پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ) (۲) مونس جان
(۳) زعفران زار
(۴) گلدستہ باغ ارم

Marfat.com

(۵) نغمات داؤدی (۶) دیوانِ غربتی

(۷) رسالہ غوثیہ (۸) حلیہ سرورِ عالم ﷺ

(۹) رسالہ شوقیہ المعروف بہ ہفت گریہ (۱۰) روضۃ الاوراد

(۱۱) اصول صوفیہ (۱۲) رسالہ نوریہ

(۱۳) ترجمہ یازدہ ابیات قصیدہ الصبا بہ مصنفہ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ (۱۴) چہار گلزار قادری

(۱۵) مکاتیب (رسالہ دانش اسلام آباد ۶۳-۶۲)

ان کتب میں سے اول الذکر چار کتابوں کے اُردو تراجم بھی کتب تصوف کے مشہور ناشر اللہ والے کی قومی دکان، کشمیری بازار لاہور سے شائع ہو چکے ہیں- آپ کے بیٹے محمد باقر نے آپ کے ملفوظات ''ہشت محفل'' کے نام سے جمع کیے جو ڈاکٹر ظہور الدین کی تحقیق و ترجمہ کے ساتھ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور نے ۱۹۸۰ء میں شائع کر دیے- آپ کا مزار گوالمنڈی میں ایک پختہ و بلند چبوترے پر مرجع خاص و عام ہے- احاطہ مزار میں برگد کا ایک بہت بڑا سالخوردہ پیڑ کھڑا ہے جس پر جنگلی کبوتروں کا لاہور میں سب سے بڑا رین بسیرا ہے- ان کا عرس ۱۷ ربیع الاول کو ہر سال منایا جاتا ہے-

۵- علی بخش موضع اٹل گڑھ ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے- تلاش روزگار میں لاہور وارد ہوئے- چند روز کے بعد مولوی حاکم علی (متوفی ۱۹۲۵ء) سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کے ہاں ملازمت مل گئی- ایک روز وہ مولوی صاحب کا دستی خط لے کر علامہ اقبال کے پاس گئے تو علامہ نے ان کو اپنے ہاں نوکری کی پیشکش کی- چنانچہ علی بخش نے اپنے گاؤں سے کسی عزیز کو بلوا کر مولوی حاکم علی صاحب کے پاس رکھوا دیا اور خود اقبال کے ہاں ملازم ہو گئے- یہ ۱۹۰۱ء کا دور ہے جب اقبال گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر تعینات ہوئے تھے- علی بخش باستثنا '۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء' (علامہ کا انگلستان میں قیام کا زمانہ) آخری دم تک ان کے ہاں رہے- اس وفا شعار خادم کا انتقال ۲ جنوری ۱۹۶۹ء کو فیصل آباد کے چک نمبر ۱۸۸ آر بی نالے والا نزد چک جھمرہ میں ہوا اور وہیں پیوند خاک ہوئے-

۶- یہ یادداشتیں اب ''اقبالیات'' مرتبہ امجد سلیم علوی، ناشر: مہر سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، مسلم ٹاؤن لاہور ۱۹۸۸ء کا حصہ بنا دی گئی ہیں-

Marfat.com

(۱۲۹)

۹ فروری ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- کلیاتِ فارسی زیادہ نہیں چھپا- اگر مکتبہ جدید والے عابدی (۱) صاحب کا مرتبہ نسخہ چھاپ رہے ہیں تو وہ یقیناً بہتر ہونا چاہیے، جلد چھپ رہا ہو تو انتظار کر لیجیے- عابدی صاحب کی ایک مصیبت ہے کہ انہوں نے کبھی وقت پر کام نہیں کیا- وہ ہر چیز کو لے کر بیٹھ جانے کے عادی ہیں اور دنیا میں اس طرح کام نہیں چل سکتا، تاہم فارسی میں ان کی وسعت معلومات، پہنائی مطالعہ، معارف زبانِ فارسی سے آگاہی میں کوئی آدمی میرے علم کی حد تک ان سے بہتر نہیں، پھر ان کا ذوق شعر بھی بہت سلجھا ہوا اور پاکیزہ ہے، مگر یہاں علم سے بڑھ کر عمل درکار ہے-علم بے عمل ہیچ ،عمل بے علم بے معنی-علم قلیل وعمل کثیر مستحق ترجیح-علم کثیر اور عمل قلیل بہ ہر حال مرجوح ہے-حسن تزئین وتہذیب قابلِ قدر، مگر حسن کے شوق تکمیل میں دنیا والوں کو مدت العمر خنجرِ انتظار سے گھائل رکھنا کیا نتیجہ پیدا کر سکتا ہے؟

دیوانِ اُردو (۲) کے اتنے ایڈیشن چھپ چکے ہیں کہ میں ان کا حصر نہیں کر سکتا- میرے پاس صرف چند ہیں اور اب یاد نہیں کون کون سے؟ دیکھوں گا تو عرض کروں گا-

آپ نے ''آتشکدہ'' (۳) کی چار جلدیں کہاں دیکھی تھیں؟ ان کی قیمت کیا تھی؟ مجھے بتایئے- یہ بھی بتایئے ایران کا جو ایڈیشن آپ نے دیکھا، اس کی قیمت کیا ہے اور حالت کیا؟ یعنی آیا اس کا کاغذ ہاتھ لگتے ہی پھٹتا تو نہیں، میں ''آتشکدہ'' کے مطالعے سے محروم ہوں کیونکہ میرا نسخہ اب مطالعے کی زحمت کے قابل نہیں رہا، چار جلدوں والے نسخے نیز دوسرے نسخے کی قیمت معلوم ہو جائے تو بہت اچھا ہو-ممکن ہے چار جلدوں والا نسخہ میں لے لوں-

آیا ''خریطۂ جواہر'' سے مراد وہ انتخاب ہے جو میرزا جانجاناںؒ مظہر نے کیا تھا! اس کے فارسی یا اُردو مقدمے میں فرق کیا ہے؟ فارسی کے مقدمے میں جو مطالب بیان کیے گئے ہوں گے، وہی اردو میں منتقل ہوئے ہوں گے اور اس سے اصل مقصود ''انتخاب'' ہے نہ کہ ''مقدمہ''

راولپنڈی کے سفر میں آٹھ دن لگ گئے- جمعہ کی رات کو واپس آیا اور ابھی جمعیت خاطر سے محروم-

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

حواشی خط ۱۲۹

۱- عابدی (وزیر الحسن عابدی، متوفی ۹-۱۹۷۹-۶-۲۹) ممتاز ماہر تعلیم - ماہر خسرویات - دہلی یونیورسٹی سے فارسی زبان میں ایم اے کیا - تہران یونیورسٹی سے ''فوق لسانس'' کی ڈگری حاصل کی - درس و تدریس کو بطور پیشہ اپنایا - قیام پاکستان کے بعد اورنٹیل کالج لاہور سے وابستہ ہوئے اور وہیں سے ۱۹۷۳ء میں سبکدوش ہوئے - آپ کی بعض تصانیف درج ذیل ہیں:

مقالاتِ منتخبہ (دو جلد) - میرزا غالبؔ کی تصانیف میں سے گلِ رعنا، پنج آہنگ، سبد چین، غزلیات اور افادات غالبؔ (۱- لطائف غیبی، ۲- سوالات عبدالکریم، ۳- تیغ تیز) کی تدوین و تصحیح - کوروش اعظم (ترجمہ) وامق عذرا مرتبہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کے حواشی کی تکمیل وغیرہ - کلیات غزلیات امیر خسرو (چہار جلد) جمع و تحقیق اقبال صلاح الدین - ان کی تجدید نظر سے پیکجز لمیٹڈ لاہور نے ۷۵-۱۹۷۲ء میں شائع کی - مکتبہ جدید کی کلیات فارسی عابدی صاحب کی ''لے کر بیٹھ جانے'' کی عادت کی نذر ہوئی - البتہ کلیات فارسی میں سے غزلیات کا حصہ ان کی تحقیق و تصحیح کے بعد مجلس یادگار غالبؔ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے ۱۹۶۹ء میں شائع کر دیا -

مہرؔ صاحب واقعی ان کی فارسی دانی کے معترف تھے - میرے سامنے کی بات ہے کہ جب مہرؔ صاحب سراج الدین علی خان آرزوؔ اکبر آبادی (۱۱۶۹ھ-۱۱۰۱ھ) کا تذکرہ ''مجمع النفائس'' پنجاب یونیورسٹی کے لیے ایڈٹ کر رہے تھے تو بعض الفاظ کی صحت کے لیے عابدی صاحب ہی کی طرف رجوع کرتے تھے - بعد میں اس تذکرہ پر کیا گزری کچھ معلوم نہیں -

حکومت ایران نے عابدی صاحب کی علمی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۵۹ء میں ''نشان سپاس'' کے اعزاز سے نوازا -

۲- میں نے دیوان اُردو کے اہم ایڈیشنوں پر مضمون لکھنے کے سلسلے میں استفسار کیا تھا - یہ مضمون بعد میں بعنوان ''دیوان غالبؔ کے مختلف ایڈیشن'' غالبؔ کی صد سالہ یادگار کی تقریب پر سہ ماہی ''العلم'' کراچی کے غالبؔ نمبر بابت جنوری تا جون ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا جس میں غالبؔ کے منفرد حیثیت کے دیوان کے بائیس ایڈیشنوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے - ان میں سے بیشتر دیوان مولانا مہرؔ صاحب کی ذاتی لائبریری میں موجود تھے -

۳- آتشکدہ - فارسی شعراء کا نہایت مشہور اور اہم تذکرہ ہے - اس کے مصنف حاجی لطف علی بیگ آذر بیگدلی ہیں - اور یہ تذکرہ کریم خاں ژند (عہد حکومت ۱۷۰۰ء-۱۷۷۹ء) کے لیے لکھا گیا - یہ تذکرہ اس لحاظ سے بے مثل ہے کہ اس میں بہت سے ایسے شعراء کا منتخب کلام منضبط کیا گیا ہے جن

Marfat.com

کے کلام کا اور کہیں سراغ نہیں ملتا اور ان کا واحد ماخذ آتشکدہ ہی ہے۔ میں نے یہ تذکرہ فیروز سنز لمیٹڈ دی مال لاہور کے ہاں دیکھا تھا۔ مولانا کا مملوکہ نسخہ خاصا خستہ ہو چکا تھا جیسا کہ اگلے خط میں مولانا نے اظہار کیا ہے۔

(۱۳۰)

۲۴۔فروری ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم۔ آپ نے جو زحمت اُٹھائی، اس کے لیے شکر گزار ہوں لیکن میرا مقصد پورا نہ ہوا۔ مطلوب یہ تھا کہ معلوم ہو جاتا:

۱۔ مولوی شمس الدین صاحب کے پاس آتشکدہ کا مکمل نسخہ موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی جلدوں میں؟ اس کی قیمت کیا ہے؟ دو جلدیں ہیں تو کہاں تک آئیں؟ از ابن محمود غزنوی تا عاشقی اور از فرخی تا سراج الدین قمری سے میں کچھ اندازہ نہیں کر سکا۔

۲۔ ''آتشکدہ'' کی تقسیم مختلف ولایات پر ہے۔ مثلاً ہرات، نیشا پور، اصفہان، شیراز، گیلان وغیرہ۔ ہر ولایت کے شعرا کے حالات بہ ترتیب حروف ابجد بیان کیے گئے ہیں۔ آیا نئے ایڈیشن میں یہ صورت بدل دی گئی ہے؟ تفصیل معلوم کر کے مجھے بتائیے۔

۳۔ جو آتشکدہ فیروز سنز کے پاس ہے، اگر ان میں تفصیلات وہ نہیں جو دوسرے میں ہیں تو اسے لینے سے کیا فائدہ؟ میں تو صرف اشعار کے لیے کتاب لینا چاہتا ہوں۔ میری کتاب اب قابلِ استعمال نہیں رہی۔ ورق الٹتا ہوں تو عاشق کے گریباں کی طرح اس میں کوئی نہ کوئی چاک ضرور پڑ جاتا ہے۔

۴۔ آپ نے جن شعرا (۱) کے کلام کا ذکر کیا ہے، ان میں سے منوچہری اور عنصری مجھے مطلوب نہیں۔ انوری، خاقانی اور قاآنی میرے پاس ہیں، جامی بھی ہے۔ بہاء الدین عاملی کا کشکول بھی ہے۔

۵۔ نثر اکبر (۲) اوپانی شاد کا علم ہوا، میرے پاس یہ بھی ہے۔ اوپانی شاد کا صحیح تلفظ میں نہیں جانتا۔ مولانا آزاد نے ترجمان میں اوپانی شد لکھا ہے۔ ہم اوپ نشد پڑھتے رہے اور اوپ نکھد بھی دیکھا۔ ان کی تعداد خاصی ہے۔

۶۔ عبداللہ انور بیگ (۳) کی کتاب میرے پاس ہے۔

Marfat.com

اور کیا عرض کروں! ''آتشکدہ'' کا مکمل نسخہ اچھا مل جائے تو جو بھی قیمت ہو دے دوں گا، نہ ہو تو خیر

آنچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست (۴)

اور بیدلؔ ہی کا ایک نہایت عمدہ شعر ہے:

شکوۂ اسباب تا کے؟ زندگانی مفت نیست
تا سرے داریم باید دردِ سر برداشتن

''برداشتن'' سے یاد آ گیا- قاآنی نے ایک قصیدہ بر، سر، کوثر، قافیے اور ''داشتن'' ردیف میں لکھا تھا- جس میں حضرت علیؓ کی مدح کرتے ہوئے ہر شعر میں ''چار'' کے بجائے ''ایک'' کا ثبوت دیا تھا، خواجہ عزیز الدین عزیزؔ لکھنوی مرحوم (۵) نے جو آخری دور میں فارسی کے ایک قادر الکلام شاعر تھے (متوفی ۱۹۱۵ء) اس کے جواب میں ایک طویل قصیدہ لکھا، جس کے ہر شعر میں ''ایک'' کے بجائے ''چار'' کا ثبوت دیا- دو شعر یاد آ گئے:

نو عروساں (۶) را ہمیں یک آئینہ کافی است بس
مرد را زیبا ست چار آئینہ در برداشتن
جوے شہد و شیر وجوے بادہ ہم دارد بہشت
کفرِ نعمت ہاست تنہا دل بہ کوثر داشتن

کیا لوگ تھے، جو کل تک ہمارے درمیان موجود تھے اور ہمیں خبر نہ تھی- گئے تو معلوم ہوا کہ ان کا بدل صدیوں میں بھی نہیں مل سکتا- خواجہ عزیز کی بعض چیزیں اتنی محیر العقول ہیں کہ بیان کروں تو یقین نہ آئے گا مثلاً قاآنی کے ایک قصیدے کا ایسا جواب لکھا، جیسا کوئی لکھ ہی نہیں سکتا- صرف ایک بند سن لیجیے:

مبند دل بہ ہیچ شے، مداں ثباتِ شمس و فے
مگوئی از قبادو کے، مپرس از عراق و رے
زچرخ و انقلابِ وے، گہ اُردی است و گاہ دے
زمانِ دے چوگشت طے، بیاو ہے بنائے وے
بہ نوش مے کجاد کے؟ بباغ در بہارہا

دیکھیے ایک بند میں بارہ قافیے لکھ لائے اور اتنی بے تکلفی سے کہ کسی کو تکلف کا خیال بھی

Marfat.com

نہیں ہوسکتا- اور یہ خاصا لمبا قصیدہ ہے- اب میں تھک گیا ہوں اور معافی چاہتا ہوں-

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

میں خط لفافے میں ڈال رہا تھا تو خیال آیا کہ مقابلہ کر کے دیکھوں- ایک ایک شاعر کا نام دیکھا- معلوم ہوا کہ دو جلدیں مازندران کے شعرا تک آ گئی ہیں-

میری کتاب کے ۴۵۵ صفحے ہیں- شعرا مازندان کے حالات صفحہ ۱۷۳ کے بالائی حصے میں ختم ہوتے ہیں- گویا ۲۸۲ صفحے باقی ہیں- دو یا تین جلدوں میں وہ آئے ہوں گے- کل چار یا پانچ جلدوں کی قیمت کیا ہے؟ یہ کیفیت آپ کو ایرانی کتب خانے سے معلوم ہو جائے گی جو غالباً مال روڈ پر ہے-

حواشی خط نمبر ۱۳۰

۱: ان دنوں فیروز سنز کے ہاں ایران سے خاصی تعداد میں شعراء کے دواوین موجود تھے- میں نے ان کی تفصیل مع قیمتوں کے لکھ کر بھیج دی تھی- اس کے جواب میں فرما رہے ہیں-

۲: قدیم آریائی رسائل جن میں ویدوں کے اشعار کی شرح ہے انہیں اپنشد کہتے ہیں- شہزادہ داراشکوہ نے بعض اپنشدوں کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام سِرِ اکبر رکھا- میں نے اس کو مختلف جگہوں میں پڑھا تھا اس لیے ان سے استفسار کیا- ''منتخباتِ آثار داراشکوہ'' جو ایران سے سید محمد رضا جلالی نائینی نے چھاپے ہیں، ان میں اپنکھت مندک تحریر ہے-

۳: یہ کتاب تھی Life and Odes of Ghalib مطبوعہ اُردو اکیڈمی مور گیٹ لاہور ۱۹۴۰ء- اس کے چند نسخے ایک دکاندار کے پاس برائے فروخت موجود تھے- میں نے مولانا کی غالب سے شیفتگی کے سبب اطلاع دی تھی کہ اگر ضرورت ہو تو ایک نسخہ خرید لیا جائے-

۴: یہ بیدل کا مصرعہ ہے اور پورا شعر اس طرح ہے:

حرص مانع نیست بیدل ورنہ از ساز معاش
آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

(کلیات بیدل (انتخاب)- الکتاب گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۷۸ء)

۵: عزیز لکھنوی- فارسی کے قادر الکلام شاعر- ان کا کلام کلیاتِ عزیز (مع مکتوبات) کے نام سے بعد از وفات ان کے لڑکے خواجہ وصی الدین ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر اسپیشل مجسٹریٹ لکھنو نے نامی پریس لکھنو سے

Marfat.com

۱۹۳۱ء میں شائع کر دیا۔ خواجہ صاحب کے مورث اعلیٰ خواجہ محمد مقیم آٹھویں صدی ہجری میں ترکستان سے کشمیر میں خواجہ شرف الدین بلبل کے ساتھ آ کر مقیم ہوئے۔ خواجہ صاحب ۱۸۲۱ء میں کشمیر ہی میں پیدا ہوئے اور آٹھ نو سال کی عمر میں باپ کے ساتھ لکھنو پہنچے اور یہیں تحصیل علم کی۔ بعد از فراغت درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ کیننگ کالج میں نو سال تک فارسی کے پروفیسر رہے۔ بعد از اں حیدر آباد دکن کے محکمہ السنہ شرقیہ کے ممتحن مقرر ہوئے۔ آپ کا یہ نعتیہ شعر بہت بلند پایہ ہے:

دہد حق عشقِ احمد بندگانِ چیدۂ خود را
بخاصاں شاہ می بخشد می نوشیدۂ خود را

آپ نے ۷ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) کو بہ عمر ۸۵ سال بہ مقام لکھنو رحلت کی۔

۶: کلیات عزیز میں اس مصرعہ کی صورت یہ ہے:

نو عروساں را بیک آئینہ باشد کار و بس

(۱۳۱)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- اس ارمغانِ محبت (۱) کے لیے میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمائیے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مہر

حاشیہ خط نمبر ۱۳۱

۱: اب حافظہ یاوری نہیں کرتا کہ وہ ہدیۂ نیاز کیا تھا۔ بہر حال کتاب کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

(۱۳۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- میں کل صبح اِن شاء اللہ پنڈی جا رہا ہوں۔ تین چار روز میں واپسی کی اُمید ہے۔ مقصد وہی معالجہ۔ آپ نے بڑی محنت کی۔ (۱) شکر گزار ہوں۔ لیکن وہی بات ہوئی۔

کس زبانِ مرا نے فہمد
بہ عزیزاں چہ التماس کنم

میں آؤں، آپ آئیں (۲) تو سامنے بیٹھ کر کسی نتیجے پر پہنچیں۔

Marfat.com

مثنوی ''لیلیٰ مجنون'' میرے پاس ہے بلکہ دو نسخے ہیں - ایک نولکشور کا دوسرا علی گڑھ کا - اب ایران کا نسخہ کیا خریدوں گا - پہلے ہی اب تک پورے دیکھ نہیں سکا - میری زبان پر ابتدا سے لیلیٰ مجنوں ہی ہے - ممکن ہے امیر خسرو نے مجنوں لیلیٰ (۳) لکھا ہو - دیکھنے کا وقت نہیں ''احوال غالب'' (۴) سے آپ کی مراد کیا ہے؟ کیا وہ کتاب جو علی گڑھ میں چھپی تھی؟ اگر کہیں سے ''احوال غالب'' اور اس کے ساتھ کی کتاب ملتی ہو، (۵) تو مجھے بتایئے - میرے پاس دونوں کتابیں تھیں، لیکن اب ملتیں نہیں - معلوم ہوتا ہے کوئی لے گیا - میں انھیں خریدنا چاہتا ہوں - مجھے حوالوں کے لیے مطلوب ہیں جتنی بھی قیمت ہو (بہ شرطیکہ نامناسب نہ ہو) دے دوں گا -

اگر کوئی اور کتاب ہے تو خیر -

آپ کا جو لفافہ گم ہو گیا تھا، وہ بھی مل گیا اب کم از کم ایک مرتبہ آپ لفافہ نہ بھیجیں - میں آؤں تو ضرور ملیے اگرچہ چند ہی منٹ کے لیے فرصت ہو -

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

حواشی خط نمبر ۱۳۲

۱- میں نے فیروز سنز میں موجود آتشکدہ آذر کے مکمل کوائف نقل کر کے بھیج دیے تھے مگر اس پر بھی آپ مطمئن نہیں ہوئے -

۲- چنانچہ میں ۱۹۶۶-۳-۱۳ کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے آتشکدہ سے اپنی وابستگی کا اظہار اس طرح کیا کہ میں بی اے کا طالب علم تھا اور یہ ۱۵-۱۹۱۴ء کا واقعہ ہے - مولانا آزاد بریگنزا ہوٹل (نزد ریلوے اسٹیشن لاہور) میں فروکش تھے - ہم طلبہ ان سے ملاقات کو گئے - ہر طالب علم اپنا نام بتاتا جاتا - یہاں تک کہ میری باری بھی آ گئی - مولانا غلام محی الدین قصوری (م ۱۹۶۳-۹-۱۵) بولے کہ یہ ہیں ''صاحب التصویر'' یعنی کیا؟ (آزاد) جن کو آپ نے دستخطی تصویر ارسال کی تھی - (قصوری) مجھے مولانا آزاد نے دوسرے روز ملنے کو کہا - چنانچہ دوسرے دن ملاقات کے موقع پر مولانا تمنا عمادی (متوفی ۱۹۷۲-۱-۲۷) بھی موجود تھے - انہوں نے مولانا آزاد سے پوچھا کہ فلاں غزل کہاں ہے؟ آپ نے بتایا کہ آتشکدہ آذر کے فلاں مقام پر - واپسی پر میں آتشکدہ کی تلاش میں چل پڑا اور کشمیری بازار میں شیخ الٰہی بخش جلال الدین کی دکان سے گوہر مقصود ہاتھ آ گیا - اس وقت میں نے اسے دو روپے میں خریدا تھا - پھر آپ نے کتاب نکال کر بتایا کہ اس

Marfat.com

کا شروع کا حصہ آخری حصہ سے زیادہ دلچسپ ہے اور اسی وجہ سے کثرت مطالعہ کے سبب یہ اکثر مقامات سے پھٹ گیا ہے۔ جس سبب میں نئے نسخہ کی تلاش میں ہوں۔ میں نے اُٹھا کر دیکھا تو پتا چلا کہ یہ مطبع فتح الکریم بمبئی سے ۱۲۹۹ھ میں چھپا جو مرور ایام اور کثرت استعمال کے سبب واقعی سینہ تمام داغ داغ کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔

۳۔ کتاب کا ذکر ''مجنون ولیلیٰ'' کے نام سے ہی تذکروں میں ملتا ہے، خود میرا ذاتی نسخہ مرتبہ طاہر احمد اوغلی محرم اوف (مطبوعہ مسکو ۱۹۶۴ء) مجنوں ولیلیٰ کے نام سے ہی چھپا ہوا ہے البتہ پنجابی میں لیلیٰ مجنوں کے نام سے ہی اکثر شعراء نے قصے لکھے باستثناء کرم پیر اور ثناء اللہ جنہوں نے مجنوں لیلیٰ کے نام سے یہ قصہ منظوم کیا (پنجابی کتابیات جلد ا ڈاکٹر شہباز ملک۔ اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد ۱۹۹۱ء) زبان زد عام ہونے کے سبب مولانا کی زبان پر بھی لیلیٰ مجنوں ہی رہا اور ہم بھی لیلیٰ مجنوں ہی لکھتے بولتے ہیں:

اب شروع ہوتا ہے قصۂ لیلیٰ مجنوں

۴۔ احوال غالب مرتبہ ڈاکٹر مختار الدین احمد، انجمن ترقی اُردو ہند (علی گڑھ) ۱۹۵۳ء میں مختار الدین صاحب کے مضمون ''میرزا غالب کی تصویریں'' میں اصلی اور جعلی تصویروں کی نشاندہی مع تصاویر کی گئی۔ اس کتاب کی ابتدا میں ایک رنگین تصویر بھی شامل ہے جس کا ذکر اصلی ونقلی تصویروں میں نہ تھا۔ یہ بات اسی لیے پوچھی گئی تھی۔

۵۔ اس کے ساتھ کی کتاب کا نام نقدِ غالب ہے''۔ یہ بھی ڈاکٹر مختار الدین احمد کی مرتبہ ہے اسے بھی انجمن ترقی اُردو ہند (علی گڑھ) نے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا تھا۔

(۱۳۳)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم۔ میں نے آپ کی نوازش سے جون پور (ا) کی تاریخ دیکھی۔ اب آپ آئیں اور لے جائیں یا کسی کو بھیج کر منگوالیں۔ میرے دماغ میں کتاب کا جو نقشہ تھا، وہ تو صحیح ثابت نہ ہوا۔ خیر۔ مختلف معلومات کی یکجائی بھی ایک کام تھا جو ہو گیا۔ بہ ہر حال میرے لیے اس میں کوئی بات قابل توجہ نہ نکلی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

جناب محمد عالم مختار حق صاحب
موضع جھگیاں ناگرہ، ڈاک خانہ ڈھولن وال
براہ اچھرہ - لاہور

حاشیہ خط ۱۳۳

۱- درست نام ''تاریخ شیراز ہند جونپور'' ہے- اس کے مصنف سید اقبال احمد ہیں اور یہ ادارہ شیراز ہند پبلشنگ ہاؤس نمبر ۹۳ رضوی خاں جونپور سے ۱۹۶۳ء میں چھپی- مولانا کی یہ عادت تھی کہ دورانِ مطالعہ انھیں جہاں کوئی کتابت کی یا علمی غلطی نظر آئی فوراً حاشیہ پر اس کی اصلاح کر دی- اس کتاب کے ابتدائیہ میں رقم کرتے ہوئے مؤلف نے ایک فقرہ لکھا کہ ''ہم موصوف کے مفید مشوروں سے استفادہ حاصل نہ کر سکے-'' مولانا نے حاشیہ پر لکھا کہ عربی ''استفادہ'' کے مفہوم میں طلب شامل ہے لہٰذا ''استفادہ حاصل نہ کر سکے'' صحیح نہیں ''نہ کر سکے'' بالکل کافی ہے-

(۱۳۴)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- لکھنے کی کوئی خاص بات تو ہے نہیں- فرانسیسی زبان کے دو لفظ ہیں ایک بورژوا (۱) "Bourgeoise" دوسرا پرولی ٹیریٹ Proletariat - اول کا حقیقی مفہوم متوسط درجے کے دکاندار یا تاجر یا سرمایہ دار، چونکہ آخری دور میں سرمایہ داری متوسط طبقے میں عام ہو گئی تھی اور وہ لوگ نجی املاک کے سرگرم و پرجوش حامی تھے اس لیے انتہا پسند اشتراکی یہ لفظ سرمایہ داروں کے لیے استعمال کرنے لگے- اب بورژوا سے مراد سرمایہ دار ہیں- اسی طرح Proletariat سے مراد غریب، مسکین اور محتاج ہیں چنانچہ (یہ) لفظ اس طبقے کے لیے استعمال ہونے لگا جو سرمایہ داروں کی ضد تھا، ''پرولتاری'' یا ''پرولتاریہ'' عام تلفظ ہے اور غالباً فرانسیسی تلفظ کی نقل ہے-

۲- تذکرہ نصرآبادی (۲) دیکھنے پر عرض کر سکوں گا- اگر ذکر میں جامعیت ہے اور اشعار کا انتخاب بُرا نہیں تو میں ضرور خرید لوں گا- دیکھے بغیر کچھ عرض کرنا مشکل ہے-

۳- صائب مجھے نہیں چاہیے- میں اسے فارسی کے دوسرے درجے کے شعرا میں شمار کرتا ہوں- اچھے شعر بھی کہتا ہے، مگر زیادہ تر تمثیلی اور نری تمثیلی شاعری مجھے پسند نہیں- نظیری،

Marfat.com

غالبؔ، عرفیؔ وغیرہ بھی تمثیل سے کام لیتے ہیں، مگر کم تر نیز ٹھیک مناسب مقام پر اور کلیات صائبؔ مطبوعہ نولکشور میرے پاس ہے، جس کتاب کے پڑھنے یا دیکھنے کی نوبت کم تر آتی ہے، اس کے بارے میں زیادہ اہتمام مجھے پسند نہیں- موجودہ کلیات کام دے سکتا ہے اور میں اتنا دولت مند نہیں کہ صرف وقتاً فوقتاً مطالعے میں آنے والی کتاب پر خواہ مخواہ پیسے صرف کروں، جب کہ ایک کتاب میرے پاس ہے- اگرچہ وہ معمولی ہو- البتہ نظیریؔ اور عرفیؔ کے مطبوعہ دیوان مل جائیں اور قیمتیں غیر معمولی حد تک زیادہ نہ ہوں تو ضرور خرید لوں گا، کیونکہ یہ اکثر میرے مطالعے میں رہتے ہیں اور بعض اشعار کے باب میں درستی کا اطمینان نہیں-

۴- آپ کا خط ۲۴ کو بعد دوپہر ملا جب میں اُٹھ کر اندر جا رہا تھا، وہ وقت کچھ لکھنے کا نہ تھا- غالبؔ (۳) کے بارے میں مضمون آیا تو دیکھوں گا- ۲۵ کو یہ سطریں بہ وقت صبح لکھیں- آپ کا آدمی آئے گا تو اسے کتاب بھی دے دوں گا اور یہ کاغذ بھی جس پر میں (سیاہ بہ اعتبار نظر عمومی اور نیلے بہ اعتبار حقیقی) نقوش کھینچتا رہا-

والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

مہرؔ

حواشی خط ۱۳۴

۱- میں نے بورژوا کے معانی پوچھے تھے- اس سلسلے میں تصریح کی گئی-

۲- تذکرہ نصر آبادی مولفہ میرزا محمد طاہر نصر آبادی- عصر صفوی کے قریباً ایک ہزار شعرأ فارسی کا معروف تذکرہ ہے جو وحید دست گردی کی تصحیح کے بعد کتاب فروشی فروغی تہران سے ۱۳۶۱ میں شائع ہوا- یہ بھی فیروز سنز پر برائے فروخت موجود تھا- اس لیے اس کی اطلاع دی گئی-

۳- اب مطلق یاد نہیں پڑتا کہ غالبؔ پر کیا لکھا البتہ یہ بات ضرور ہے کہ مذکورہ مضمون چھپا نہیں وگرنہ اس کا ذکر کسی عنوان ضرور آتا-

(۱۳۵)

GHULAM RASUL MIHR

MUSLIM TOWN

LAHORE

Marfat.com

۲۹-مارچ ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- مولوی شمس الدین صاحب (۱) کے سوال کا جواب دینا میرے لیے مشکل ہے، جس کا مطالعہ نظم ونثر محدود ہے- قرینہ یہ ہے کہ اہلِ علم میں سے جن اصحاب کو شعری ذوق تھا، وہ علی قدر مراتب ذوق عام تحریرات یا مکاتیب میں اشعار بھی استعمال کرتے رہے- ظہوری (۲) نے سہ نثر میں التزام کیا تھا کہ نثر کے ساتھ نظم بھی لکھتا تھا- نعمت خان عالی رقعات میں جا بجا اشعار لکھتا ہے اور یہ شعر تو اس نے ایک سے زیادہ مرتبہ لکھا ہے:

آنچہ پر جستیم و کم دیدیم و درکار است و نیست (۳)
نیست جز آدم دریں عالم کہ بسیار است و نیست

(یہ بھی عرض کردوں کہ اکثر اشخاص نے یہ شعر عموماً غلط لکھا ہے) عالمگیر کا کمال تو یہ ہے کہ وہ بیدل کے اشعار بھی مکاتیب میں درج کرتا ہے- حالانکہ بیدل عالمگیر کے آخری دور کا شاعر تھا- گویا اسے معاصر شعرا کے کلام پر بھی عبور حاصل تھا اور اچھے شعر ہمیشہ پیش نظر رہتے تھے- مثلاً بیدل کا یہ شعر

من نمی گویم زیاں کن یا بہ فکرِ سود باش
اے زفرصت بے خبر در ہرچہ باشی زود باش

غالباً یہ رقعات عالمگیری میں دو مرتبہ آیا ہے- رقعات کے ایک اور مجموعے میں تو یہ کمال نظر آتا ہے کہ ہر شعر کے جواب میں نہایت موزوں جواب بہ شکل شعر ہی دیتا ہے- میر معز فطرت موسوی (۴) ایک نہایت خوددار امیر تھا- کسی بات پر ناراض ہوگیا اور عزم کرلیا کہ شاہنشاہ سے کبھی کوئی درخواست نہ کروں گا- عالمگیر کو اس کی قدروقیمت کا اندازہ تھا- میر بخشی سے کہا کہ کہہ سن کر اس سے درخواست لی جائے- میر بخشی نے یہ کام پورا کردیا- میر معز نے درخواست لکھی، مگر ساتھ ہی یہ شعر بھی درج کردیا:

درطلب ما بے زباناں امتِ پروانہ ایم
سوختن، از حرفِ مطلب پیش ما آساں تراست

عالمگیر نے درخواست منظور کرلی، ساتھ ہی یہ شعر لکھ دیا:

بے زبانی مے کشاید بند ہائے سخت را

Marfat.com

در قفس طوطی زمنقارِ سخن گوے خود است

لیکن نصیحت ترک نہیں کی جاسکتی تھی اس لیے ساتھ ہی فرمایا:

ہیچ مردے درپۓ اصلاحِ خوے خویش نیست
ہر کرا دیدیم درآرایشِ خوے خود است

یہ ژرف نگاہی عالمگیر ہی سے ممکن تھی کہ ''اصلاح طبیعت'' اور ''آرایش طبیعت'' کے فرق و امتیاز کی حقیقت کھول کر واضح کر دی - تفصیل فرصت کی طلب گار ہے -

مولانا شبلی بھی وقتاً فوقتاً شعر درج کرتے رہتے تھے لیکن دورِ حاضر میں جس فرد جلیل و عظیم نے اس شیوے کو منتہاۓ کمال پر پہنچایا وہ مولانا ابوالکلام مرحوم و مغفور تھے - اس کی مثالیں ''الہلال'' میں بھی خاصی ملتی ہیں اور اس کا ایک بے مثال مرقع ''غبار خاطر'' ہے جو اردو ہی میں یگانہ نہیں بلکہ فارسی میں بھی میرے ناچیز علم کی حد تک ایسی کوئی کتاب نہیں ملتی - پھر شعر ایسے انداز میں لکھنا، گویا وہ اسی موقع کے لیے کہا گیا تھا - نیز محض شعر ایک خاص جگہ لکھ دینے سے اس کے حقیقی مطالب بھی خود بخود واضح ہو جاتے تھے -

اس ضمن میں کامیابی کا مدار مختلف امور پر تھا:

۱- اشعار کا بے اندازہ ذخیرہ حافظے میں محفوظ ہونا -

۲- کمالِ استحضار کہ شعر محفوظ ہی نہ تھے، بروقت ذہن میں تازہ ہو کر زیب قرطاس بن جاتے تھے -

۳- کمالِ حسن ذوق

۴- احاطہ روحیت اشعار

یہ چیزیں خدا کی دین ہیں - خاص فطری صلاحیتوں پر ان کا مدار ہے، سعی و کوشش اور کسب و محنت سے مقام بلند حاصل کر لینا ممکن نہیں - اگرچہ تحریر میں کتنی ہی آرایش و زیبایش کا انتظام کر لیا جاۓ -

آپ کا آدمی ۲۴ کو آتا تو ناکام واپس جاتا، اس لیے کہ آپ کا مکتوب مجھے ۲۴ کو دو بجے ملا تھا اور وہ میرے لکھنے کا وقت نہیں - دوسرے یا تیسرے روز آیا - میں نے اس شام کو ایک تحریر لکھ کر آپ کی کتاب میں رکھ دی تھی اور آدمی کو کتاب دیتے وقت دکھا دی تھی - کتاب کے حسن و قبح کی توضیح والا خط اس وقت ملا، جب کتاب جا چکی تھی، والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ - مولوی شمس

Marfat.com

الدین صاحب سے بعد سلام نیازمندانہ کہیے کہ ان مساکین سے بے اعتنائی اچھی نہیں جو عمر بھر کے نیاز مند ہیں۔ اگرچہ بے بسی کے باعث حاضر خدمت ہونے میں مقصر ہیں۔ آپ جوہری ہیں، جواہر سے ہم نیازمندوں کو محروم رکھنا مناسب نہیں:

دور دستاں را بہ احساں یاد کردن ہمت است
ورنہ ہر نخلے بہ پاے خود ثمر مے آورد (۵)
(صائبؔ)

مہرؔ

حواشی خط ۱۳۵

۱۔ ہمارے دوست مولانا شمس الدین (م ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء) نادرہ کتب فروش نے مولانا غلام رسول مہرؔ کے نام ایک رقعہ میری وساطت سے ارسال کیا تھا جس میں موصوف سے پوچھا گیا تھا کہ عربی، فارسی اور اُردو مکاتیب میں خواہ ان کا تعلق صوفیہ سے ہو یا علماء کرام سے، ان میں شعر نویسی کا آغاز کس زمانہ میں ہوا۔ میں نے مذکورہ رقعہ اپنے لفافے میں ڈال کر انہیں ارسال کر دیا۔ یہ موصوف کے استفسار ہی کا جواب ہے۔

۲۔ ظہوریؔ ملا نورالدین ترشیزی۔ شہر ترشیز (ضلع سبزوار، ایران) کے باشندے تھے۔ حصولِ تعلیم کے بعد ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری کے زمانے میں دکن آئے اور یہیں زندگی بادشاہ کی ملازمت میں گزار دی۔ انہوں نے نظم ''ساقی نامہ'' جو چار ہزار ابیات پر مشتمل ہے، برہان نظام شاہ احمد نگری کے نام معنون کی جس پر بیش بہا انعام سے نوازے گئے۔ دیگر تصانیف کے نام یہ ہیں: مینا بازار، رقعاتِ ظہوریؔ، سہ نثر ظہوریؔ، دیوانِ ظہوریؔ، رسالۂ نورس، خوانِ خلیل اور گلزارِ ابراہیم۔ ۹۰ برس سے زائد عمر پاکر ۱۶۱۷ء میں انتقال کیا۔

۳۔ مولانا مہرؔ صاحب نے مکتوب نمبر ۱۳۹ میں تصریح کر دی ہے کہ ''یہ شعر عالمگیر کا نہیں۔ فارسی شاعر وارستہ کا ہے۔ عالمگیر نے اس کے دوسرے مصرعے میں تھوڑا سا تصرف کر لیا ہے''۔ وارستہؔ کا نام ملا حسن ہے جب کہ بعض نے اس کا نام امام قلی لکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مشہور شاعر ہے مگر ہندوستان میں پہنچ کر اسے چنداں شہرت حاصل نہ ہوئی۔ ''تذکرہ مخزن الغرائب'' (جلد پنجم) از شیخ احمد علی خان ہاشمی سندیلوی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ۱۹۹۴ء میں اس مختصر تعارف کے بعد اس شعر کو مندرجہ ذیل صورت میں پیش کیا گیا ہے:

Marfat.com

آنچہ برجستیم و کم دیدیم و درکار است و نیست
نیست درمعنی بجز آدم کہ بسیار است و نیست

جب کہ ''بہترین اشعار'' مولفہ ح پژمان کتاب خانہ ومطبع بروخیم طہران ۱۳۱۳ میں وارستہ کا شعراس طرح درج ہے:

آنچہ پُر جستیم و کم دیدیم و درکار است و نیست
در حقیقت نیست جزانساں کہ بسیار است و نیست

رقعاتِ عالمگیری (محشی) مطبع مصطفائی لاہور ۱۲۹۵ھ میں مذکورہ شعراس شکل میں درج ہے:

آنچہ پرجستیم ودیدم کم کہ بسیار است ونیست
نیست جز انساں دریں عالم کہ بسیار است و نیست
(رقعہ نمبر ۱۵)

رقعہ نمبر ۳۴ میں انساں کے بجائے آدم ہے-

۴- میر معزالدین فطرت موسوی، عالمگیر کے زمانے میں مشہد سے نقل مکانی کر کے ہندوستان وارد ہوئے اور دربار عالمگیر میں اعلیٰ مدارج پر فائز رہے- بادشاہ کے مقربین میں ان کا شمار ہوتا ہے- ایک مدت تک صوبہ بہار کے دیوان بھی رہے- ان کے تین تخلص ہیں: فطرت، معز اور موسوی- ۱۰۶۷ھ میں وفات پائی اور دائرہ میر محمد مومن استرآبادی حیدرآباد (گورستان ایرانیاں) میں دفن ہوئے-

۵- ''واجب الحفظ'' انتخاب دیوان میرزا صائب مطبع مصطفائی ۱۲۶۴ھ میں ''می آورد'' کے بجائے ''می افگند'' ہے-

(۱۳۶)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم- آپ کی مہربانی کا شکریہ (۱) میں ان شاء اللہ اسے دیکھوں گا لیکن جس کتاب کا آپ ذکر فرما رہے ہیں وہ ''فی مافی سیرۃ النعمان'' میرے ذہن میں نہیں (۲) اگر اس سے مراد ''حسن البیان'' ہے تو وہ میرے پاس موجود ہے، فی الحال سامنے نہیں- خدا جانے کہاں رکھ دی، اگر کوئی اور کتاب ہے تو وہ آپ آئیں اور دیکھ کر لے جائیں- مجھے اس کا علم نہیں- عفوخواہ ہوں-

دعاگو

Marfat.com

حواشی خط ۱۳۶

۱- تقویم ہجری وعیسوی مرتبہ ابوالنصر خالدی ایم اے (عثمانیہ) شائع کردہ انجمن ترقی اُردو (پاکستان) کراچی ۱۹۵۲ء کا ایک نسخہ بطور یادگار آپ کی نذر کیا تھا، یہ اس کا شکریہ ہے۔

۲- جی ہاں! یہ کتاب ''حسن البیان فی مافی سیرۃ النعمان'' ہی تھی، جس کے نام کا ابتدائی حصہ ذہن سے اُتر گیا۔ یہ کتاب عبدالعزیز محمدی کی مصنفہ ہے جو مطبع فاروقی دہلی سے ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النعمان (امام اعظم ابوحنیفہ کی سوانح عمری) کے رد میں لکھی گئی۔

(۱۳۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم۔ تعجب ہے کہ آپ کا اندازہ ڈاک کی رفتار سے ہمیشہ متفاوت رہا۔ آپ کو اپنا اندازہ بڑھا کر کم از کم دگنا کر لینا چاہیے تاکہ ڈاک کی رفتار سے مطابقت کا امکان پیدا ہو سکے۔ آپ کا آدمی آ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ڈاک آئی اور خط ملا۔ جوابی لفافے کا معاملہ چھوڑیے۔ ''نذورعلمی (۱)'' کا سلسلہ غالباً یورپ ہی سے آیا مگر یورپ کی ہر شے اس لیے ملعون نہیں ہوسکتی کہ یورپ کی ہے۔ ورنہ لباس، مکان، خورونوش، آداب بودوماند، بازار، دکانیں، سواریاں وغیرہ کون سی چیز ہے جو یورپ کی نہیں۔ رسومات میں اچھائیاں بھی ہوتی ہیں، برائیاں بھی۔ اہل نظر ہمیشہ نیک دبد کا جائزہ لے کر قبول ورد کا فیصلہ کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تو ان نذور میں کوئی خرابی نہیں۔ علمی آدمی کو علمی خدمات کے صلے میں بادشاہ جاگیریں دیتے تھے۔ گرانقدر انعام دیتے تھے لیکن عوام اس کے سوا کیا کر سکتے ہیں کہ کوئی علمی تحفہ پیش کریں؟

کتاب (۲) میں نے ابھی سرسری نظر سے دیکھی ہے۔ فرصت پا کر اسے بغور دیکھوں گا۔ پھر اندازہ ہو سکے گا کہ اس کی حقیقی حیثیت کیا ہے؟ بہرحال اس ارمغان کے لیے دلی شکریہ قبول فرمایئے۔ جس کتاب کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کا نام میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک کتاب ''حسن البیان'' کے نام سے مولانا شبلی مرحوم کی ''سیرۃ النعمان'' پر مدت ہوئی چھپی تھی اور اس میں مولانا کی علمی ونظری غلطیاں واضح کی گئی تھیں۔ کتاب نہایت اہم ہے۔ میرے پاس ہے۔ اگر وہ آپ نے دیکھی تو اس وقت پیشِ نظر نہیں۔ اگر کوئی اور تھی تو جب چاہیں آئیں اور مجھے ٹھیک ٹھیک بتائیں تاکہ میں نکال دوں اور آپ اسے دیکھ لیں۔ ''حسن البیان'' کے سوا ''سیرۃ النعمان'' کے

Marfat.com

متعلق اور کسی کتاب کا مجھے علم نہیں۔ وہ اس وقت مجھے نہیں ملی، تعجب ہے کہ آپ نے میز پر دیکھی، حالانکہ اس کے میز پر آنے کا بظاہر کوئی بھی امکان نہ تھا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

حواشی خط ۱۳۷

۱۔ نذورِ علمی۔ ان دنوں اخباروں میں یہ خبر نظر نواز ہوئی کہ ڈاکٹر جسٹس ایس اے رحمان صاحب کو ان کی قومی، علمی، ادبی اور ثقافتی خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب نے ایک ارمغان ''نذر رحمن'' پیش کیا ہے جس میں مشاہیر اہل قلم کے علمی وادبی مقالات جمع کر دیے گئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا تھا کہ ہمارے ہاں ایسے محسنین علم کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں اس قسم کے نذور پیش کرنے کی روایت کب سے شروع ہوئی۔

مولانا کا جواب تشنہ رہ گیا۔ اب میں خود ہی بمصداق ''دینا پڑا جواب خود اپنے سوال کا'' ''کب سے'' کا جواب تحریر کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں اہل فضل وکمال کی خدمت میں نذر/ارمغان پیش کرنے کی روایت کا آغاز ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی خدمت میں ۱۹۵۵ء میں ارمغان علمی پیش کرنے سے ہوا جس نے اب ایک مستحکم صورت اختیار کر لی ہے۔ اس سلسلے میں راقم الحروف ۱۹۵۵ء تا ایں دم برصغیر پاک وہند میں زندہ/مردہ علمی شخصیات کے کارناموں کے اعتراف میں جو علمی تحائف پیش کیے گئے، ان کا ایک خاکہ قارئین کرام کی خدمت میں اس نظریے سے پیش کر رہا ہے کہ جو صاحب اس اچھوتے موضوع پر کام کرنا چاہیں یہ ارمغانی کوائف ان کے لیے مشعلِ راہ کا کام دے سکیں۔ یاد رہے کہ یہ کوائف سنہ وار (Chronologically) پیش کیے جا رہے ہیں نہ کہ الف بائی (Alphabatically) ترتیب سے:

۱۔ ارمغانِ علمی۔ بخدمت ڈاکٹر مولوی محمد شفیع پروفیسر اُردو پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ مرتبہ: ڈاکٹر سید عبداللہ۔ مجلس ارمغان علمی لاہور۔ ۱۹۵۵ء۔

۲۔ نذرِ عرشی۔ بخدمت مولانا امتیاز علی خاں عرشی (۶۱ ویں سالگرہ پر) مرتبہ: مالک رام ومختار الدین احمد۔ مجلس نذرِ عرشی نئی دلی۔ ۱۹۶۵ء

۳۔ نذرِ رحمن۔ بخدمت ڈاکٹر جسٹس شیخ عبدالرحمان۔ مرتبہ: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔ مجلس نذر رحمن المامن اُردو نگر ملتان روڈ لاہور۔ ۱۹۶۶ء۔

Marfat.com

۴- سوغات (شخصیہ) بخدمت ڈاکٹر سید عبداللہ (ساٹھویں سالگرہ پر) - مرتبہ: ممتاز منگلوری - مجلس ارادت مندانِ سید لاہور - ۱۹۶۷ء -

۵- نذرِ ذاکر - بخدمت ڈاکٹر ذاکر حسین (۷۱ویں سالگرہ پر) مرتبہ مالک رام - مجلس نذر ذاکر نئی دلی - ۱۹۶۸ء

۶- نذر مقبول - بخدمت مقبول احمد لاری (جشن مقبول کے موقع پر) مرتبہ: خیر بہوروی - آل انڈیا شفیق میموریل سوسائٹی جونپور - ۱۹۷۰ء -

۷- ارمغانِ مالک - بخدمت مالک رام (۶۵ویں سالگرہ پر) مرتبہ: ڈاکٹر گوپی چند - مجلس ارمغان مالک نئی دلی - ۱۹۷۱ء

۸- نذرِ عابد - بخدمت ڈاکٹر سید عابد حسین (۷۸ویں سالگرہ پر) مرتبہ مالک رام - مجلس نذر عابد نئی دلی - ۱۹۷۴ء -

۹- نذر زیدی - بخدمت کرنیل سید شبیر حسین زیدی (۸۲ویں سالگرہ پر) مرتبہ مالک رام - مجلس نذر زیدی، نئی دہلی - ۱۹۸۱ء -

۱۰- نذر حمید - بخدمت حکیم عبدالحمید (۷۵ویں قمری سالگرہ پر) مرتبہ: مالک رام - مجلس نذر حمید نئی دہلی - ۱۹۸۱ء

۱۱- یادگاری مجلدہ - بخدمت ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی - ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اکادمی - کراچی - ۱۹۸۶ء -

۱۲- ارمغانِ فاروقی - بخدمت خواجہ احمد فاروقی - مرتبہ ظہیر احمد صدیقی - ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی - ۱۹۸۷ء -

۱۳- نذر مختار - بخدمت پروفیسر مختار الدین احمد (۶۴ویں سالگرہ پر) مرتبہ: مالک رام - مجلس نذر مختار نئی دلی - ۱۹۸۸ء -

۱۴- یادگارنامہ فخر الدین علی احمد (م ۷۷-۱۹-۲-۱۱) مرتبین: پروفیسر نذیر احمد، پروفیسر مختار الدین احمد، ڈاکٹر شریف حسین قاسمی - غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی - ۱۹۹۴ء -

۱۵- ارمغان علمی - بخدمت ڈاکٹر وحید قریشی - مرتبہ: رفیع الدین ہاشمی، عارف نوشاہی، تحسین فراقی - مجلس ادبیات مشرق لاہور - ۱۹۹۸ء -

۱۶- نذرِ آزاد (جگن ناتھ) - امین بنجارا - مونومینٹل پبلشرز، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء -

۱۷- یادگارنامہ قاضی عبدالودود (م ۱۹۸۴-۱-۲۵) مرتبین: پروفیسر نذیر احمد، پروفیسر مختار الدین احمد،

Marfat.com

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی - غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی - ۲۰۰۰ء -

۱۸- ارمغانِ شیرانی - بخدمت حافظ محمود احمد شیرانی - مرتبین: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر زاہد منیر - شعبہ اُردو پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج لاہور - ۲۰۰۲ء -

۱۹- یادگار نامہ، یوسف حسین خاں - پروفیسر نذیر احمد - پروفیسر شریف حسین قاسمی - شاہد ماہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی ۲۰۰۴ء -

۲۰- ارمغانِ ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر ضیاء الحسن - اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۰۰۵ء -

۲۱- نذرِ قاضی عبدالستار - پروفیسر محمد غیاث الدین - ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۲۰۰۶ء -

نوٹ: بعض ثقہ حضرات کے نزدیک زندہ شخصیت کو پیش کیا جانے والا علمی تحفہ ارمغان یا نذر کہلاتا ہے جب کہ کسی مرحوم شخصیت کی یاد میں اس قسم کی پیشکش ''یادگار نامہ'' سے موسوم ہوگی - ارباب پنجاب یونیورسٹی کے لیے لمحۂ فکریہ!

۲- تقویم ہجری وعیسوی کا ہی ذکر ہے

(۱۳۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم - ''انفاس العارفین'' (۱) مل گئی - جو خوشی ہوئی محتاج بیان نہیں، اُمید ہے میرا کارڈ مل گیا ہوگا - ابھی معلوم ہوا آپ کو پیچش ہے - دیکھیے اپنے تجربے لکھتا ہوں:

۱- انگریزی دوا کے عادی ہوں تو دن میں کم از کم تین مرتبہ انٹروایا فارم کی دو دو ٹکیاں کھائیں -

۲- اگر یونانی طب کی طرف رغبت ہو تو حکیم قرشی صاحب کے قومی دواخانے میں ایک دوا تیار ہوتی ہے جسے ''جوارش انارین'' یعنی دو اناروں کھٹے اور میٹھے سے تیار کی ہوئی جوارش، یہ اکسیر ہے -

۳- وہاں ایک سفوف پیچش بھی ملتا ہے - جس کی دو چار خوراکیں ہی پیچش کو روک دیتی ہیں -

خدا صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے - آپ کے محبت بھرے احسانوں سے گردن جھک گئی ہے - لیکن میں دعا کے سوا کیا دے سکتا ہوں - والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

Marfat.com

حاشیہ خط ۱۳۸

۱- انفاس العارفین: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف لطیف ہے جس کا تعارف کتاب کے سرورق پر اس طرح تحریر ہے: در بیان حالات، کرامات، ملفوظات، مکتوبات، حکایات، معمولات حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم قدس سرہ، والد ماجد ایشاں و ذکر صاحب تسلیم و رضا حضرت شاہ ابوالرضا محمد صاحب بزرگوار ایشاں و ذکر نھیال و ددھیال حضرت شاہ صاحب موصوف مع حالات و کرامات دیگر بزرگان دین متین۔

مہر صاحب نے اس کتاب کا مطالبہ کر رکھا تھا۔ جب اس کا نیا ایڈیشن اسلامی کتب خانہ کچہری روڈ ملتان شہر سے ۱۹۶۶ء میں چھپ کر آیا تو میں نے مولوی شمس الدین صاحب کو مہر صاحب کا مطالبہ یاد دلایا۔ انہوں نے فوراً ایک نسخہ آپ کو ارسال کرنے کے لیے میرے حوالے کیا جو میں نے انہیں ارسال کر دیا۔

(۱۳۹)

باسمہ سبحانہ

۱۷-مئی ۱۹۶۶ء

عزیز مکرم۔ پریشانیوں کی تفصیل معلوم ہوئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب والدہ کو آرام ہے۔ انسان کے لیے اس امتحان گاہ زندگی میں سب سے بڑا سہارا والدہ ماجدہ ہی کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ عام اسلامی احکام کی پیروی کے علاوہ حضور کوئی اور نیکی فرمائیں، ارشاد ہوا: والدہ کی خدمت۔ حضور ﷺ نے تین مرتبہ کے سوال پر یہی ارشاد دہرایا، چوتھی مرتبہ اعادہ فرماتے وقت ''والد'' کا اضافہ کیا، جب تک یہ نعمت اللہ کی رحمت سے میسر رہتی ہے، غافل انسان اس کی قدر نہیں کرتا۔ جب یہ طبعاً چھنتی ہے تو اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ میری والدہ کا انتقال ۱۱ اگست ۱۹۴۱ء کو ہوا تھا۔ آج اس غم انگیز واقعہ پر ربع صدی گزر چکی ہے اور آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کن مراحل میں کائنات کی اس نعمت عظمیٰ سے محرومی نے مجھے پریشانیوں میں مبتلا کیا۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ والدہ موجود ہیں اور خدا کا شکر کیجیے کہ اس نعمت کی قدر و منزلت کا آپ کو احساس بھی ہے اور آپ اس کے مطابق خدمت انجام بھی دے رہے ہیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو اور والدہ ماجدہ کو بہ آرام و سکون اس حیات مستعار کے گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

آپ کے خالہ زاد بھائی (۱) کی وفات باعث قلق ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ قضا و قدر کے

Marfat.com

معاملات میں دم مارنے کا کسی کو بھی یارا نہیں، مصلحتیں وہی ہیں، جو قضا و قدر کی ہیں- ہم کیا اور ہماری مصلحتیں کیا، دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے بھائی صاحب کو نیز والدہ ماجدہ کو اس حادثۂ محزنہ پر صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے- یعنی بیچارگی اور بے دست و پائی کا صبر نہیں بلکہ مشیت ایزدی پر ایک مخلص بندے کی حیثیت میں تسلیم و حوالگی کا صبر، انسانوں کے ہر مجمع کے لیے اس دنیا میں ایک دوسرے سے مفارقت مقدر ہے- یہ سب سے بڑی اور سب سے اہم حقیقت ہے جس کے شواہد روزانہ ملتے رہتے ہیں لیکن انسان بھول جاتا ہے- شاید اس میں بھی باری تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہو- ایک مصلحت تو بدیہی ہے کہ اگر مفارقت کا زخم ہر لحظہ تازہ رہے تو زندگی کے باقی فرائض کیوں کر ادا ہوں؟ البتہ ہمارا ایمان ہے کہ ہم خود بھی موت کے دروازے سے گزر کر اپنے عزیزوں سے جا ملیں گے اور زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے گا- بزرگوں نے اکثر اسی زندگی کی بہتری کے لیے دعائیں کی ہیں، موجودہ زندگی میں تو صرف رضا کے مطابق جینے کو نصب العین بنائے رکھا-

اللہ تعالیٰ ہر حال میں آپ کا حامی و ناصر ہو- ایک بج چکا ہے جو کاغذ سامنے آیا اسی پر یہ سطریں لکھ دیں کہ جلد ڈاک کے حوالے ہو جائیں اور آپ تک پہنچ جائیں-

ایک اچھا شعر یاد آ گیا:

باصد ہزار دیدہ بگردد جہاں سپہر
جویائے آدمی است ولے آدمی کجاست؟

عالمگیر اعظم خوب کہہ گیا ہے:

آنچہ پر جستیم و کم دیدیم و درکار است و نیست
نیست جز آدم دریں عالم کہ بسیار است و نیست

(یہ شعر عالمگیر کا نہیں- فارسی شاعر وارستہ کا ہے- عالمگیر نے اس کے دوسرے مصرعے میں تھوڑا سا تصرف کر لیا ہے- مہر)

غالب نے معاملہ فلسفہ کا بنا دیا:

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ-

مہر

Marfat.com

حاشیہ خط ۱۳۹

۱- یہ تھے برادرم حاجی اللہ بخش مرحوم ومغفور- ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال عالم شیر خوارگی ہی میں ہو گیا تھا لہٰذا ان کی پرورش میری والدہ مکرمہ نے کی اور پھر ساری عمر ہمارے پاس ہی گزار دی - وہ ساری عمر مجرد رہے، جو کچھ کمایا اللہ فی اللہ غربا و مساکین کی خدمت گزاری میں صرف کر دیا - چلتے پھرتے ''توں میرا رب'' وردِ زباں رہتا - طبیعت سیلانی پائی تھی - تھے تو چٹے اَن پڑھ مگر بعض اوقات پنجابی میں تک بندی کر لیا کرتے تھے - وہ کم و بیش اسی سال کی عمر میں ۱۷ اپریل ۱۹۶۶ء کو ہمیں ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گئے - اللہ غریق رحمت کرے - عجب آزاد مرد تھا - میں نے ان کی جدائی کے غم کا اظہار اپنے عریضے میں کیا تھا - مولانا کے جواب سے دل کو حوصلہ ملا -

(۱۴۰)

۲۷- مئی ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم ! میں ۲۱ کو راولپنڈی چلا گیا ابھی واپس آیا ہوں اور یہ سطریں لکھ رہا ہوں-

۱- میرے علم کی حد تک عبدالواحد (۱) صاحب کی کتاب کے دو ایڈیشن نکلے - پہلا ایڈیشن میری کتاب کی اشاعت سے پیشتر نکل چکا تھا، آپ نے جو ایڈیشن دیکھا وہ غالباً دوسرا تھا، اس میں انہوں نے میری کتاب پیشِ نظر رکھ کر سب کچھ بدل دیا، لیکن بھائی ایسے معاملات میں کیا کیا جا سکتا ہے؟ ہم نہ دعوے کر سکتے ہیں، نہ ایسے ہنگاموں کے لیے ہمارے پاس فرصت و وقت ہے- لوگ حدود کا خیال نہیں رکھتے، صبر کے سوا چارۂ کار کیا ہے؟

۲- قریشی صاحب سے اجازت (۲) کا مطلب میں نہیں سمجھا - مجھے علم ہی نہیں ہوتا کہ کون کیا کر رہا ہے- پاکستان میں عموماً ''جمع زر'' نصب العین بن گیا ہے- جائز و ناجائز کا خیال کوئی نہیں رکھتا الا ماشاء اللہ- مجھ ایسے شریف آدمیوں کے لیے معاملہ اور بھی مصیبت خیز ہے، سب جانتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کریں گے لہٰذا جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں-

۳- یونیورسٹی (۳) نے ایک کمیٹی اس لیے بنائی تھی کہ تاریخ ادبیات کی مختلف جلدوں کے مطالب کی تفصیلات پر غور کرے- اس کمیٹی میں مجھے بھی شامل کر لیا گیا- کئی اجلاس ہو چکے ہیں- یعنی ۹، ۱۰، ۱۱ جون کو اور اجلاس ہوں گے- اس سلسلے میں کتاب لکھنے کا کیا سوال ہے؟ لکھنے کے لیے

Marfat.com

چند آدمی تجویز ہو چکے ہیں اور میں ایسے کاموں کے لیے وقت کیوں کر نکال سکتا ہوں- صرف مشوروں کی حد تک جا سکتا ہوں اس سے آگے نہیں- اُمید ہے آپ بخیر ہوں- میں بے حد تھکا ہوا ہوں، اس سے زیادہ فی الحال ممکن نہیں- والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ-

حواشی خط ۱۴۰

۱- علامہ اقبال کا متفرق اور غیر مدون کلام ''باقیاتِ اقبال'' کے نام سے سید عبدالواحد معینی ایم اے (آکسن) نے مرتب کیا تھا جسے مجلس اقبال کراچی نے ۱۹۵۲ء میں شائع کیا- اس ایڈیشن کی طباعت کے بعد مولانا غلام رسول مہرؔ نے باشتراک صادق علی دلاوری صاحب علامہ اقبال کا ایسا کلام جو ان کے کسی مجموعے میں شامل نہ تھا ''سرودِ رفتہ'' کے نام سے مرتب کیا جسے کتاب منزل لاہور نے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا- اس کی اشاعت کے بعد باقیات اقبال کا دوسرا ایڈیشن (مع ترمیم و اضافہ) محمد عبداللہ قریشی صاحب نے ترتیب دیا جو آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور سے ۱۹۶۶ء میں اشاعت پذیر ہوا- اس ایڈیشن میں سرودِ رفتہ کا معتد بہ حصہ بغیر حوالے کے جوں کا توں نقل کر لیا گیا یہاں تک کہ جو سقم مولانا کے ایڈیشن میں تھے وہ بھی بعینہٖ اس میں چھپ گئے- میں نے دونوں نسخوں کا مقابلہ کر کے مولانا مہرؔ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا-

۲- میرا مطلب تھا کہ جو کلام عبداللہ قریشی صاحب کے مجموعہ میں زائد ہے، ان سے اجازت لے کر آپ سرودِ رفتہ کے دوسرے ایڈیشن میں شامل کر لیں-

۳- چنانچہ پنجاب یونیورسٹی کی تشکیل کردہ اس کمیٹی نے ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند'' کے نام سے مختلف مقالہ نگاروں سے ادب کی متنوع فروع پر عربی، فارسی، اردو بنگالی اور علاقائی ادبیات پر اٹھارہ جلدوں (مع اشاریہ چار جلد) پر مشتمل یہ تاریخ (۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۸ء) چھاپ کر ایک قابلِ قدر کارنامہ انجام دیا-

(۱۴۱)

۸- جون ۱۹۶۶

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں اس لیے پنڈی گیا تھا کہ ڈاکٹر کو اصرار تھا، میں وہی دوا جاری رکھوں، میں بار بار عرض کر رہا تھا کہ موسم کے تغیر کے بعد وہ دوا سازگار نہیں رہی اور میرے معدے پر مضر

Marfat.com

اثر ڈال رہی ہے- آخر اس نے کہا کہ میرے سامنے استعمال کرو- چنانچہ مجھے جانا پڑا- میں نے اپنا نقطۂ نگاہ مثالیں دے دے کر واضح کیا چنانچہ دوا بدلی گئی اور میں چار چھ روز کے بعد واپس آ گیا- چند روز میں پھر جانے کا قصد ہے- علاج کے لیے کم اور آرام کے لیے زیادہ- ہفتے اور اتوار کو یونیورسٹی میں دو تین میٹنگیں ہیں- جن میں مجھے شامل ہونا چاہیے ان کے بعد قصد ہے چلا جاؤں- وہاں گرمی کم ہے یہاں زیادہ ہے- میں نے مری میں مکان لے لیا تھا لیکن بلندی ساڑھے چھ ہزار فٹ تھی- میں ڈر گیا- ڈاکٹر نے میری رائے کی تصدیق کی- اب چل پھر کر موسم گزاروں گا، ان شاء اللہ- اگر روپے مل جائیں یعنی مبادلہ تو ولایت جانے کا قصد ہے-

مولانا کے مقالات چھاپنے (۱) کی داستان دردناک ہے، بیشتر لوگوں نے ان کی زندگی میں مختلف مجموعے چھاپ لیے- لیکن بے سروپا طریق پر جس کو جو چیز ملی، چھاپ کر فروخت کرنی شروع کردی- ساہتیہ اکیڈیمی (ہندوستان) (۲) نے چونکہ تمام چیزوں کو چھاپنے کا ذمہ اٹھا لیا ہے اس لیے انھوں نے زیادہ تر مضامین مرتب کر لیے ہیں- جو رفتہ رفتہ چھپیں گے، خدا جانے کتنا وقت لگے- ان مضامین کو چھاپنے کی چند شرطیں ہیں- جنھیں پورا کیے بغیر حق ادا نہ ہوگا مثلاً:

۱- مضامین و مقالات بہ اعتبار موضوع اکٹھے کیے جائیں، تاریخی الگ، دینی الگ، ادبی الگ، مزاحی الگ، پھر دین میں تفسیری الگ، مباحث حدیث الگ-

۲- اکثر مضامین مختصر تمہیدات کے محتاج ہیں، تاکہ ان کی حقیقت سمجھ میں آ جائے- ان میں تلمیحات بھی ہیں، جن کی تصریح ضروری ہے- کم و بیش پچاس سال پیشتر کے مضامین آج کی فضا میں بلا تمہید و تصریحات نہیں چھاپنے چاہییں-

۳- ان میں سے بعض حصے حذف بھی کیے جا سکتے ہیں کیونکہ مضامین کو ہر اعتبار سے مفید و قابل مطالعہ بنانا مقصود ہے- حرف حرف چھاپنا ضروری نہیں-

اور بھی کئی ضروری باتیں ہیں، آپ کسی وقت آ کر بات کریں گے تو میں تفصیل سے بتاؤں گا- اگر ہمت کر سکیں تو ایک مفید خدمت انجام پائے گی- اعانت جتنی ممکن ہو، بے تکلف پیش کروں گا، ان شاء اللہ باقی خیریت-

میرے دوست مالک رام صاحب کو ''غبار خاطر'' (۳) کے پہلے ایڈیشن کی ایک کاپی چاہیے میرے پاس ہے لیکن مولاناؒ کی دستخطی ہے- میں پچھلے ہفتے مولوی شمس الدین صاحب کے پاس گیا تھا اور کہا تھا کہ تلاش کر دیں- بعض اور دوستوں سے بھی کہا ہے- آپ بھی خیال رکھیں اور

Marfat.com

مولوی شمس الدین صاحب سے بھی پوچھیں-مل جائے تو ایک اہم کام ہو جائے گا-ان کی ضرورت شدید ہے- پہلا ایڈیشن لاہور میں چھپا تھا-اُمید ہے آپ بخیر ہوں-والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ،

مہرؔ

حواشی خط ۱۴۱

۱- مولانا ابوالکلام آزادؔ کے مقالات چھاپنے کا بعض احباب کا خیال تھا-اسی سلسلے میں مولانا سے مشورہ کیا گیا-

۲- ساہتیہ اکادیمی کا صدر دفتر رابندر بھون نئی دلی میں ہے-اس اکادمی نے مولانا ابوالکلام آزادؔ کی وفات (۱۹۵۸،۲-۲۲) کے بعد ان کی پانچ کتابیں چھاپنے کا اعلان کیا تھا جو بہ ترتیب ذیل شائع ہوئیں-یہ جملہ کتابیں مالک رام (م ۱۹۹۳ء) کی مرتب کردہ ہیں:

۱- ترجمان القرآن (چہار جلد) ۱۹۶۴-۷۱ء

(یاد رہے کہ مولانا آزادؔ کی زندگی میں ترجمان القرآن دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی-ساہتیہ اکادیمی نے قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر ان دو جلدوں کو چار جلدوں میں تقسیم کر دیا، البتہ چوتھی جلد میں سورۂ نور کا ترجمہ اور حواشی پہلی مرتبہ شائع ہوئے-اس سورہ کا مسودہ ترجمان القرآن کے کاتب منشی عبدالقیوم خان مراد آبادی سے حاصل ہوا تھا-)

۲-غبار خاطر ۱۹۶۷ء

۳-تذکرہ ۱۹۶۸ء

۴-خطبات آزادؔ ۱۹۷۴ء

۵-خطوط ابوالکلام آزادؔ (جلد اول) ۱۹۹۱ء

۳- غبار خاطر کا پہلا ایڈیشن حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی نے شائع کیا تھا البتہ اس کی طباعت آفتاب عالم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں ہوئی-سنہ طباعت مذکور نہیں-

(۱۴۲)

۱۸-اگست ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم ! آپ کو میرے مصائب کا کچھ بھی اندازہ ہو تو میرے لیے رحم کا جذبہ ہے-لیکن مصائب زبانی ہی بتا سکتا ہوں لکھوں کیوں کر؟

Marfat.com

۱- یہ ٹھیک ہے میں خط نہ لکھ سکا لیکن آپ کے استغنا کی بھی داد دینی چاہیے۔

۲- خدا کرے غبار خاطر مل جائے۔

۳- جامع الشواہد (۱) جیسی بھی ہے لے لیجیے۔ پیسے میں پیش کردوں گا۔

۴- یہ کتاب (۲) نہ خریدیے۔ ایک دوست کا اصرار تھا اور فیصلہ یہ ہوا تھا کہ وہ کتاب پر میرا نام نہیں لکھیں گے پھر انہوں نے مواد کچھ نہ دیا اور کہا کہ جس طور پر بھی ہو اسے مکمل کردیجیے۔ میں نے خاک چھانی، مختلف تقریریں پڑھیں، جو دماغ میں آیا لکھ دیا۔ میرے پاس بڑی دیر میں دو یا تین کاپیاں بھیجیں۔ کوئی آدمی آجائے تو ایک کاپی آپ کے لیے منگوالوں۔ اب وہ دوست ناراض ہیں، معلوم نہیں کیوں؟

میں اتوار کی صبح کو پھر پنڈی جا رہا ہوں۔ تین چار روز کے لیے ان شاء اللہ۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

مہر

تا دستر سم	بود	زدم	چاک	گریباں
شرمندگی از	خرقۂ	پشمینہ	نہ	دارم

حواشی خط ۱۴۲

۱- جامع الشواہد فی دخول غیر المسلم فی المساجد: مرتبہ انور حارث، مالک مکتبہ ماحول بہادر شاہ مارکیٹ کراچی سے ۱۹۶۰ء میں رف کاغذ پر نہایت بھونڈے انداز میں شائع ہوئی۔

۲- یہ کتاب ''جنرل سر عمر حیات خان ٹوانہ کے سوانح حیات اور ان کی خاندانی تاریخ کا پس منظر'' ہے جسے مولانا مہر نے مرتب کیا اور پاکستان ٹائمز پریس رتن چند روڈ لاہور سے ۱۹۶۵ء میں چھپی۔ میں نے حسب معمول ۱۹۶۸-۴-۱۶ کو کتاب دستخط کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے دستخط فرمانے سے اظہار معذوری کیا اور کہا کہ ''کتاب ہذا ملک خضر حیات خان صاحب اور دیگر احباب جیسے حکیم احمد شجاع صاحب کے اصرار پر مجھے مجبوراً لکھنا پڑی۔ تاہم طے یہ پایا تھا کہ کتاب پر بطور مصنف میرا نام نہیں بلکہ ملک خضر حیات خان صاحب کا نام ہوگا۔ مگر جب کتاب چھپی تو اس پر میرا نام بطور مصنف چھاپ دیا گیا جس سے مجھے سخت کوفت ہوئی۔ لہٰذا میں اسے اپنی تصانیف سے خارج سمجھتا ہوں۔''

Marfat.com

(یہ اندراج میں نے اس روز اپنی کتاب میں کر دیا تھا)

(۱۴۳)

یکم ستمبر ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم ! خط دو پہر کو ملا، فرصت بالکل نہ مل سکی ورنہ اسی وقت جواب لکھ دیتا۔
آپ نے مولاناؒ کے کون سے خطوں (۱) کی نقلیں مالک رام صاحب کو بھیجی ہیں؟

آپ نے دوسرا مضمون دیکھا، پہلا مضمون بھی چٹان (۲) ہی میں شائع ہوا تھا۔
چند نمبر پیشتر، یاد نہیں کس تاریخ کو۔

آپ اور بچہ (۳) دونوں مطمئن ہیں تو دوسرا سوال بے سود ہے اور میرا مسلک تو یہ ہے
کہ:

در طریقت ہرچہ پیشِ سالک آید خیر اوست
درصراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

اور یہ قرآن مجید کی آیت کا آزاد ترجمہ یا کہنا چاہیے اسی مفہوم کا حامل ہے، یعنی
وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم و عسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شرلکم (۴)
دعا کیجیے کہ اللہ نتیجہ اچھا نکالے۔ ہر اچھائی اللہ کے فضل سے وابستہ ہے اور ہر بُرائی انسان کے نفس
خطا کار سے پیدا ہوتی ہے۔

اقبال کی غزل (۵) کے لیے شکریہ۔ معلوم ہوتا ہے پوری غزل نہیں چھپی۔ صرف چند
شعر چھپے۔ یہ اس دور کا کلام ہے جب مرحوم تکلفاً مشکل لکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ اشعار کے انداز
سے ظاہر ہے اور یہ منزل ہر بڑے شاعر کو عموماً پیش آئی ہے۔ میرزا غالبؔ بھی اس منزل سے
گزرے۔ بیدلؔ نے عمر اسی میں گزار دی اور مشکل گوئی میں وہ کمال پیدا کیا جو عام شعرا کو سہل گوئی
میں بھی نصیب نہ ہوا۔

یہ سب کچھ طبیعت کی مناسبت، فکر و نظر کی پختگی، بیان پر عبور و قدرت کے کرشمے ہیں۔
البتہ اقبالؒ کا یہ خیال پیش نظر رہنا چاہیے کہ:

شعر مے گردد چو سوز از دل گرفت

Marfat.com

باقی خیریت، کام کی پہنائی، وقت کی تنگنائی، طبیعت کی نادرستی، نزلے کا زور، نتھنوں میں سوں سوں، طبیعت تکان زدہ، ہاتھوں کو جنبش سے گریز۔ کہیے اور کیا لکھوں؟

در دستِ دیگریست سفید و سیاہِ ما
با روز و شب بہ عربدہ بودن چہ احتیاج
(غالبؔ)

یعنی ہمارے سفید و سیاہ یعنی اچھائی برائی کا رشتہ دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ روز و شب کے ہاتھ میں نہیں۔ پھر روز و شب سے لڑائی کے درپے رہنے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

یا بقول نظیریؔ:

بہ گردش مہ و خورشید و طعنہ ہا دادیم
بہ بخت خویش، زیاں کار برسر جنگ است

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مہرؔ

حواشی خط ۱۴۳

۱۔ مولانا آزاد کے یہ دو خط تھے جو انہوں نے مولانا محمد مدرس و مہتمم دارالحدیث محمدیہ بازہ ہندو راؤ دہلی کو لکھے۔ انہوں نے یہ دونوں خط ابن قیم (م ۷۵۱ھ) کی کتاب ''اعلام الموقعین عن رب العلمین'' کے اپنے اُردو ترجمہ ''دلائل المتقین باحادیث سید المرسلین معروف بہ دین محمدی مطبوعہ ۱۳۵۶ھ کی جلد پنجم کے سرورق کے اندرونی صفحہ پر چھاپ دیے تھے۔ بعد ازاں یہی مکاتیب جلد ششم میں بھی چھاپ دیے گئے۔ یہ دونوں مکاتیب میں نے ایک وضاحتی نوٹ کے ساتھ ہفت روزہ چٹان لاہور مورخہ ۱۹۶۵-۲-۲۲ میں بھی چھپوا دیے تھے۔ اعلام الموقعین کے نئے ایڈیشن مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار لاہور ۱۹۹۹ء میں مذکورہ خطوط جلد اول کی ابتدا میں دے دیے گئے ہیں۔

۲۔ مولانا مہرؔ کا ایک مضمون ''اسلام اور اسلامی سوشلزم'' ہفت روزہ چٹان لاہور مورخہ ۱۹۶۶-۸-۲۲ میں شائع ہوا تھا جس میں اس سے پیشتر اسی قسم کے ایک دیگر مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ میں نے اس مضمون کے متعلق دریافت کیا تھا کہ کہاں چھپا تھا۔ میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق چٹان کے اس سے سابقہ شمارے ملاحظہ کیے تو پتا چلا کہ مورخہ ۱۹۶۶-۸-۱ کے شمارے میں آپ کا ایک مضمون بعنوان ''داراشکوہ اور جہانگیر'' شریک اشاعت ہے جس میں داراشکوہ کے عقائد پر بحث کی

Marfat.com

گئی ہے۔مضمون کے اختتام پر اسلامی سوشلزم کے متعلق بھی اشارات ملتے ہیں۔اس موضوع پر الگ سے کوئی دوسرا مضمون مولانا نے نہیں لکھا۔

۳۔ برخوردار محبوب عالم سلمہ ربہ کے میٹرک کے بعد کالج میں داخلے کا ذکر ہے۔

۴۔ سورہ بقرہ آیت ۲۱۶۔ (ترجمہ) اور ہوسکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو۔

۵۔ اقبال کی مرسلہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے اور یہ غزل ماہنامہ استحکام لاہور (زیراہتمام پاکستان مسلم لیگ) اگست ۱۹۶۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔اب یہ غزل کلیات باقیات شعر اقبال مرتبہ ڈاکٹر صابر کلوروی۔اقبال اکادمی پاکستان لاہور (۲۰۰۴ء) میں شامل ہے۔

(۱۴۴)

باسمہ سبحانہ

ا۔ میرے علم کی حد تک (ا) صرف ایک مرتبہ چھپا۔ کاغذ نہایت عمدہ، ٹائپ بے حد خوبصورت۔ قیمت غالباً بیس روپے تھی۔اب صحیح یاد نہیں۔

ب۔ علم نہیں

ج۔ کچھ معلوم نہیں کہ دستیاب ہوتا ہے یا نہیں۔ ہندوستان کے حالات سے بالکل بے خبر ہوں۔

مصروفیت کی حالت آپ کا آدمی بتا سکے گا۔

مہرؔ

حاشیہ خط ۱۴۴

ا۔ ا، ب، ج، تینوں سوالات انتخاب غالبؔ بہ تصحیح امتیاز علی خان عرشی طبع مطبع قیمہ بمبئی ۱۹۴۲ء کے متعلق تھے۔اس پر مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں۔

(۱۴۵)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم ! آپ کا آدمی آیا تھا تو میں کاموں میں ڈوبا ہوا تھا۔ دماغ کام کے سوا ہر دوسری شے سے منقطع تھا۔ ذرا فراغت ملی تو جامع الشواہد کو دیکھا تو سخت قلق ہوا کہ میں نے اس

Marfat.com

کتاب کے لیے آپ کو کیوں تکلیف دی - مسلسل عبارتیں غلط اور بے سر و پا ہیں - کتنی شرم کی بات ہے کہ بلند نام تاجران کتب چند پیسے بچانے کے لیے اس طرح بہترین چیزیں برباد کرتے ہیں - اب کسی ایسی کتاب کی تلاش ہے جسے سامنے رکھ کر اس کی تصحیح کر لوں -

دوپہر کو خط ملا - شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی کی کتاب طبقات الصوفیہ (۱) میں نے نہیں دیکھی - لیکن شیخ الاسلام بہت بلند پایہ بزرگ تھے - فقہی نقطۂ نگاہ سے حنبلیت اختیار کر لی تھی، جس کا مطلب یہ ہے کہ احادیث پر عمل تھا - ان کی کتاب ''منازل السائرین'' کی کئی شرحیں لکھی جا چکی ہیں - ان میں سے بہترین شرح حافظ ابن القیم کی ''مدارج السالکین'' ہے جو تین جلدوں میں چھپی تھی میرے پاس ہے، بحمد اللہ - لوگوں نے طبقات الصوفیہ کی تعریف کی ہے - لیکن جو چیز میں نے نہیں دیکھی، اس کے باب میں کیا لکھ سکتا ہوں -

یہ سطریں اس لیے لکھیں کہ آپ کو خط کے جواب کا انتظار ہو گا - والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

جناب محمد عالم مختار حق صاحب — مہر
جھگیاں ناگرہ، ڈاک خانہ ڈھولن وال — آٹھ بجے شب
براہ اچھرہ، لاہور — ۱۳ - ستمبر ۶۶

حاشیہ خط ۱۴۵

۱- طبقات الصوفیہ عبدالحیٔ حبیبی کی تصحیح، تعلیقات و تحشیہ کے ساتھ انجمن تاریخ وزارت معارف افغانستان نے بتقریب نہصد میں سال وفات شیخ الاسلام عبداللہ انصاری (۳۹۱ھ - ۴۸۶ھ) کابل سے ۱۹۶۲ء میں شائع کی تھی - اس کے متعلق استفسار کیا تھا -

(۱۴۶)

۲۰ - ستمبر ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! اب میں تھکا ہوا ہوں، زیادہ نہیں لکھ سکتا -

۱- کیا جامع الشواہد آپ کو بھیج دوں تا کہ آپ پرچے دیکھ کر رفتہ رفتہ تصحیح فرما دیں؟ ''معارف'' (۱) کے پرچے میرے پاس نہیں - ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ہیں - غالباً ۱۹۱۹ء کے

Marfat.com

اواخر کے دو پرچے ہیں یا ۱۹۱۸ء کے- اس زمانے میں مولانا بمقام رانچی (صوبہ بہار) نظر بند تھے- بہرحال اسے تو اٹھا کر دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا- دل پر چوٹ لگتی ہے- ایسی تحریر کا یہ انجام؟ میرزا غالب کا خط بنام تفتہ (۲) یاد آ گیا- تفتہ کی ایک کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

تم نے روپیہ بھی کھویا اور اپنی فکر اور میری اصلاح کو بھی ڈبویا- ہائے کیا بری کاپی ہے اپنے اشعار کی اور اس کاپی کی مثال جب تم پر کھلتی کہ تم یہاں (دہلی میں) ہوتے اور بیگمات قلعہ کو چلتے پھرتے دیکھتے صورت ماہ دو ہفتہ کی سی اور کپڑے میلے، پائنچے لیر لیر، جوتی ٹوٹی ہوئی-''

۲- مجھے مولاناؒ کے انتقاد (۳) کے متعلق کچھ یاد نہیں- مجھے یہ بھی شبہہ ہے کہ ۱۹۱۵ء (۴) میں ''زمیندار'' نکلتا تھا- میں نے جو پرچے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو دیے تھے، وہ میرے دور ادارت تحریر کے ہیں یعنی ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء تک- اگر کوئی انتقاد ملے اور وہ واقعی مولاناؒ کا ہو تو مجھے بھی دکھایئے-

۳- وحشت مرحوم (۵) کے اشعار میں نے شاید کبھی دو چار اتفاقیہ پڑھے ہوں- زیر غور شعر (۶) میں مجھے تو ذم کا کوئی پہلو محسوس نہیں ہوا- اصل میں ذم کا پہلو بدیہی ہونا چاہیے ورنہ تکلفاً وہ پہلو نکالنا خوبی کی بات نہیں- شعر صاف معلوم ہوتا ہے یعنی قد موزوں یار کی تعریف فرمائی- دوسرے مصرعہ میں اول قد کو قیامت کہا- پھر موزونیت کے اعتبار سے مصرعہ استاد سے تشبیہ دی، یعنی بہ اعتبار موزونیت کسی استاد کا مصرع اتنا موزوں نہ ہوگا اور نہ اس درجہ قیامت خیز- اس کی اور تشریح کیا کروں- میری سمجھ کی حد تو ایسے اشعار میں یہ بھی ہے- جن کی بنیاد کسی حقیقت پر نہیں بلکہ چند مفروضہ تصورات، چند تشبیہات چند مروجہ و متداول اشاروں پر ہو، ایسی شاعری میرے نزدیک ''تک بندی'' ہے- وحشت کے بعض شعر اچھے بھی دیکھے مگر کوئی بھی یاد نہیں- یہ بے اعتنائی کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے اور شاعر کے کلام میں جاذبیت و گیرائی کے فقدان کا بھی- اللہ ہم سب کو اچھے شعر کہنے، پڑھنے اور سننے کی توفیق مرحمت فرمائے-

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ-

مہر

حواشی خط ۱۴۶

۱- جامع الشواہد پہلے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کے دو شماروں مئی جون ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی- (معارف کا اشاریہ مرتبہ عابد رضا بیدار و شائستہ خاں- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ اردو بازار نئی دہلی-

Marfat.com

۱۹۹۵ء)- بعد میں مطبع معارف اعظم گڑھ سے الگ کتابی صورت میں بھی چھپ گئی تھی (سنہ ندارد)- معارف کے پرچے نہ میرے پاس تھے اور نہ ہی میں نے ریسرچ سوسائٹی سے رابطہ کیا اور یوں مکتبہ ماحول والے ایڈیشن کی تصحیح نہ کر سکا-

۲- منشی ہرگوپال تفتہ کی اس کتاب کا نام ''سنبلستان'' ہے جس کے متعلق غالب کے خط کا اقتباس دیا گیا ہے- تفتہ کے نام اس خط کا نمبر شمار ۸۷ ہے اور یہ خطوط غالب مرتبہ مولانا غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور ۱۹۶۸ء میں شامل ہے-

۳- دارالعلوم دیوبند میں گورنر یوپی مسٹر مسٹن تشریف لائے- ان کی خدمت میں علماء دیوبند نے سپاس نامہ پیش کیا جس پر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے تنقید فرمائی اور یہ تنقید روزنامہ ''زمیندار'' لاہور کے مارچ ۱۹۱۵ء کے کسی شمارے میں چھپ گئی تھی- اس تنقید کی محمد ایوب قادری مرحوم (م ۱۹۸۳) کو ضرورت تھی- اس سلسلے میں مولانا کو لکھا گیا تھا-

۴- اخبار زمیندار ۱۹۱۵ء سے چار سال پیشتر ہی نکلنا شروع ہو گیا تھا- یہ پہلے ہفت روزہ تھا- بعد میں مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء سے روزنامہ میں تبدیل ہو گیا (مولانا ظفر علی خان- ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی مکتبہ اسلوب کراچی ۱۹۸۵ء)-

۵- وحشت کلکتوی- اردو شاعر- رضا علی نام، کلکتہ میں ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے- حصول تعلیم کے بعد اسلامیہ کالج کلکتہ میں اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے- حکومت ہند کی جانب سے خان بہادر کا خطاب ۱۹۳۱ء میں عطا ہوا- شاعری میں محمد مظہر الحق شمس تلمیذ داغ کی شاگردی اختیار کی-
فارسی میں بھی مشق سخن کی- چنانچہ ان کے دیوان میں دونوں زبانوں کا کلام شامل ہے- غزل گوئی میں بلند مقام رکھتے تھے- قیام پاکستان کے بعد ڈھاکا چلے گئے اور وہیں ۲۱ جولائی ۱۹۵۶ء کو انتقال ہوا-

۶- شعر یہ تھا:

قدِ موزوں کی ترے صل علیٰ کیا بات ہے
اس قیامت کا نہ ہو گا مصرع استاد بھی

میں نے اس پر جو اعتراض وارد کیا، مولانا کے جواب سے عیاں ہے-

(۱۴۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کمال ہو گیا، میں نے تین چار مرتبہ کوشش کی کہ آپ کو لکھوں لیکن اپنی

Marfat.com

پریشانیوں میں وقت نہ مل سکا - پھر میں نے سوچا کہ غالباً یہ آپ کو ایسی زحمت دینا ہوگا، جس کے لیے آپ کسی نہ کسی وجہ سے فی الحال تیار نہیں - مجھے سخت نزلہ ہے لیکن کام پر بیٹھا ہوں، اول اس لیے کہ وقت نہیں گزرتا - ثانیاً اس لیے کہ کتاب (۱) کے صفحے صرف تیس چالیس رہ گئے ہیں اور میں اسی ہفتے میں اسے ختم کر دینا چاہتا ہوں ان شاءاللہ - میں نے جامع الشواہد دیکھی، لیکن ملی نہیں خدا جانے کہاں رکھ دی - ایک دو جگہوں میں اس کا امکان ہے، اگر خدانخواستہ نہ ملی تو دو تین روز میں تلاش کر کے جہاں آپ فرمائیں پہنچا دوں گا -

اُمید ہے آپ بخیر ہوں - والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

آپ کے جو دوست (۲) افغانستان سے کتابیں منگاتے ہیں، ان سے عرض فرمایئے کہ بیدلؔ کا دیوان مجھے منگا دیں - نیز اس کی قیمت پوچھ لی جائے -

حواشی خط ۱۴۷

۱- یہ اشارہ مولانا کی مشہور تصنیف ''سید احمد شہید'' (حصہ اول - دوم) کی اشاعت سوم کی طرف ہے جس کے آپ ان دنوں پروف دیکھ رہے تھے، اس ایڈیشن میں آپ نے تین ابواب کا اضافہ کیا ہے - یہ ایڈیشن سال ۱۹۶۸ء میں آپ کے ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور نے چھاپ دیا تھا -

۲- مولانا شمس الدین (م: ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء) نادرہ کتب فروش -

(۱۴۸)

۶ - دسمبر ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آج کل میں انہی کاغذوں پر خط لکھتا ہوں، جو میرے سامنے رہتے ہیں اور ان پر مضمون لکھے جاتے ہیں -

کلیات بیدلؔ (۱) کے لیے جن تفصیلات کا آپ نے انتظام فرمایا، ان کے لیے بطور خاص شکر گزار ہوں - کل صفحات ۳۳۷۶ ہوئے، ان کی قیمت پونے تین سو زیادہ نہیں - میں خریدنے کے لیے تیار ہوں - جب آئے تو مجھے کم از کم ایک حصہ ایک نظر دکھا لیا جائے - ساتھ ہی

Marfat.com

مولانا کو چک بھیج دوں گا - دیکھنا اس لیے ضروری ہے کہ کاغذ یا چھپائی ناقص نہ ہو- میرے پاس بیدلؔ کی جو چیزیں موجود ہیں، وہ شاید ہی کسی کے پاس ہوں مثلاً:

۱- ایک دیوان دو ضخیم جلدوں میں مدت ہوئی بمبئی سے شائع ہوا تھا، وہ اب کہیں نہیں ملتا- کم و بیش بارہ سو صفحات پر مشتمل ہوگا-

۲- ایک دیوان، جو نصر اللہ خان مرحوم (برادر امیر حبیب اللہ خان) نے اپنے زیر اہتمام مرتب کرایا تھا مگر صرف ''د'' کی ردیف تک ہی چھپا پھر افغانستان میں افراتفری پیدا ہوگئی-

۳- ایک دیوان جو بمبئی میں چھپا تھا، اس کے نکات اور دو مثنویاں بھی چھپیں-

۴- ایک دیوان جو لاہور میں چھپا-

۵- چہار عناصر

میں اب بیدلؔ پڑھتا بھی نہیں لیکن کتاب لے لوں گا ان شاء اللہ- اگرچہ موجودہ دور میں کتابیں خریدنے سے بیزار ہوں-

مولانا سے پتا کیجیے اور کون کون سی کتابیں آ رہی ہیں؟ ان کی فہرست مل جائے تو بہت اچھا ہو، نیز ایرانی مطبوعات سے کلیم ہمدانی (۲) نظیری (۳) طالب آملی اور عرفی کا کلام موجود ہو یا مل سکتا ہو تو ان کی قیمت کیا ہوگی- میں سب کے لیے بیک وقت چک دے دوں گا- ہاں آپ نے آتشکدہ کے بارے میں پھر کچھ نہ بتایا- میرا آتشکدہ اب اس حالت کو پہنچ گیا ہے کہ ورق الٹتا ہوں تو پرزے نیچے گرتے ہیں- پڑھنے کا لطف جاتا رہا- کیا اڑتیس روپے والا نسخہ ہی خرید لوں-

آپ کے احسانوں کا بدلہ کہاں دوں گا- وہ چھوٹا سا رسالہ (۴) کہیں رکھ کر بھول گیا- ایک روز خاصی کوشش کی خدا جانے کہاں رکھا گیا؟

سردار صلاح الدین سلجوقی (۵) میرے نہایت عزیز دوست ہیں- پہلے ہرات میں محکمہ تعلیمات کے ایک رکن تھے- پھر انہیں بمبئی میں قونصل بنا کر بھیجا گیا- بعد ازاں افغان قونصل جنرل مقرر ہوئے- اس دور میں میرے ساتھ ان کے دوستانہ روابط بہت بڑھ گئے- یہاں آتے تھے تو مجھ سے گھر پر آ کر ملتے تھے، میں جاتا تھا تو شملہ میں ان سے ملتا تھا- دہلی میں ایک مرتبہ انہوں نے بہ اصرار اپنے پاس قونصل خانے میں ٹھہرایا- انہی کے دور میں مجھے افغانستان جانے کا موقع ملا تھا- پاکستان بن جانے کے بعد وہ سفیر مقرر ہو کر آئے (پہلے شاہ ولی خان فاتح کابل سفیر تھے اور سلجوقی صاحب مشیر) یہاں سے گئے تو مصر میں افغانستان کے سفیر بنے- اب مدت سے

Marfat.com

رئیس مطبوعات ہیں یا وزیر، بڑے فاضل اور خوش ذوق ہیں - انہیں خاقانی (۶) سے خاص دلبستگی ہے - بیدلؔ افغانستان کی حد درجہ محبوب شخصیت ہے - اس کا کلام محفلوں میں سنایا جاتا ہے، اس لیے یہ ضخیم سلسلہ مرتب ہوا -

مجھے انسائیکلو پیڈیا سے نجات مل گئی ہے - حمید احمد خان (۷) کی منتیں کرتا رہا اور انہوں نے ڈاکٹر سید عبداللہ (۸) کو چیئرمین مقرر کر دیا، وائس چانسلر صاحب باہر گئے ہوئے ہیں - ۱۳ دسمبر کو آئیں گے تو رسمی انقطاع بھی ہو جائے عملی ہو چکا ہے، اگرچہ بعض چیزیں تا حال میرے پاس ہیں، والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ -

مہرؔ

معلوم نہیں مولانا کی معرفت کیوں خط منگایا انہیں میری طرف سے محبت بھرا سلام پہنچائیں -

حواشی خط ۱۴۸

۱- مولانا شمس الدین مرحوم کی دکان پر کلیات ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدلؔ موجود تھا جو دپوہنی مطبع کابل سے ۱۳۴۱، میں چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوا - میں نے ہر جلد کے مشمولات الگ الگ تفصیلاً لکھ بھیجے تھے -

۲- کلیم ہمدانی - ابو طالبؔ کلیم ہمدانی کاشانی - دور صفوی کا برجستہ گو شاعر - ۱۰۲۸ھ میں ہندوستان کا سفر اختیار کیا مگر جلد ہی واپس چلا گیا - دو سال بعد پھر وارد ہند ہوا اور میر جملہ متخلص بہ روح الامین سے وابستہ ہو گیا - بعد ازاں شاہجہاں کے دربار تک رسائی ہو گئی اور جلد ہی ملک الشعراء کے خطاب سے نوازا گیا - شاعری کی تمام صنفوں پر قدرت رکھنے کے سبب خلاق المعانی کے لقب سے ملقب ہوا - شاہجہان بادشاہ کے لیے ''ظفر نامہ شاہجہانی'' تالیف کیا جو پندرہ ہزار ابیات پر مشتمل ہے - آخری عمر میں کشمیر چلا گیا اور وہیں ۱۰۶۱ھ میں فوت ہوا اور محمد قلی سلیم کی قبر کے نزدیک دفن ہوا - ملا طاہر غنی نے قطعہ تاریخ کہا جس کے مقطع سے اس کا سال وفات ۱۰۶۱ھ مستخرج ہوتا ہے:

گفت تاریخِ وفاتِ اوغنیؔ ''طور معنی بود روشن از کلیم''

(۱۰۶۱ھ)

شبلی نعمانی نے کلیم کو ''صحیفۂ شاعری کا آخری ورق'' کہہ کر زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا ہے - (شعر العجم - جلد ۳)

۳- نظیریؔ: محمد حسین، فارسی کا مشہور شاعر جو نیشاپور کا رہنے والا تھا - اکبر بادشاہ کے عہد میں وارد ہند ہوا اور

Marfat.com

عبدالرحیم خان خانان کی فیاضیوں کا شہرہ سن کر اس کے دربار سے وابستہ ہو گیا- چند برس بعد حرمین شریفین کا سفر مبارک اختیار کیا اور مراجعت پر احمد آباد گجرات میں متوطن ہو گیا- نظیری کو جب تحصیل دینیات کا شوق ہوا تو شیخ غوثی مندوی سے پہلے عربی سیکھی بعد ازاں علوم تفسیر و حدیث مولانا حسین جوہری سے حاصل کیے- اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر سے منسلک ہو گیا تھا- ایک مرتبہ جہانگیر بادشاہ نے ایک غزل کے صلے میں اسے تین ہزار بیگھہ زمین انعام میں دی- اسی بادشاہ کے عہد میں ۱۰۲۱ھ یا ۱۰۲۳ھ میں وفات پائی اور محلہ تاجپورہ احمد آباد میں اپنی تعمیر کردہ مسجد کے احاطہ میں سپردِ خاک ہوا-

۴- یعنی جامع الشواہد-

۵- مولانا شمس الدین مرحوم نے بیدل کے سلسلے میں ذکر کیا تھا کہ افغانستان کے سردار صلاح الدین سلجوقی نے بیدل پر ایک نہایت عمدہ کتاب ''نقد بیدل'' تصنیف کی ہے- میں نے اس سلسلے میں سردار صاحب کے حالات دریافت کیے تھے- نقد بیدل ۱۳۴۳ میں دپوہنی وزارت دارالتالیف ریاست (کابل) سے شائع ہوئی- یہ کتاب بیدل کی جملہ اصناف نظم و نثر پر ایک یگانہ تبصرہ کی حیثیت رکھتی ہے-

۶- خاقانی- یہ زبردست فاضل شروان علاقہ ٹرینس کا کیشیا کا رہنے والا تھا- اس کا اصلی نام افضل الدین بن ابراہیم بن علی ہے- قوم کا نجار مگر فصاحت و بلاغت کا بحرِ زخار تھا- کہتے ہیں کہ پہلے پہل وہ حقائقی تخلص کیا کرتا تھا مگر جب خاقان کبیر منوچہر شروان شاہ کے دربار میں داخل ہوا تو اپنے تئیں اس کی طرف منسوب کر کے خاقانی اپنا تخلص مقرر کیا- اس نے اپنی قادر الکلامی سے وہ عزت حاصل کی تھی کہ اہل عصر اس کو عرب کے مشہور صحابی شاعر حسان بن ثابت کا ہم پلہ کہنے لگے- چنانچہ حسان عجم اس وجہ سے اس کا لقب قرار پایا- معنی آفرینی یعنی عمدہ اور نئے مضامین کے پیدا کرنے میں وہ استاد یگانہ مانا جاتا ہے، چنانچہ اس کو خاقانی خلاق المعانی بھی کہتے ہیں- شاہی دربار میں جب وہ قصیدہ پیش کرتا تھا تو ہزار دینار سے کم صلہ نہیں پاتا تھا- خاقانی دو مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوا- دوسرے سفر کے مفصل حالات اس نے مثنوی ''تحفۃ العراقین'' میں نظم کیے ہیں- یہ مثنوی غالباً فارسی میں سب سے پہلا منظوم سفر نامہ حج ہے جسے اس نے وزیر جمال الدین ابوجعفر محمد بن علی اصفہانی کے نام پہ معنون کیا ہے- ابوالفضل علامی وزیر شہنشاہ اکبر اس مثنوی کو طنزاً ''جوارش ناگوار'' کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے- (تحفہ شروان: پروفیسر اصغر علی روحی) ۵۸۲ھ میں اس کا انتقال ہوا اور بمقام سرخاب (تبریز) سپردِ خاک ہوا-

۷- حمید احمد خان- (م ۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء) ایم اے کیمبرج، پنجاب یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر، اسلامیہ کالج سول لائنز کے پرنسپل، ریٹائرمنٹ کے بعد ادارہ ثقافت اسلامیہ اور مجلس ترقی ادب لاہور سے وابستہ

Marfat.com

رہے۔ ۱۹۶۹ء میں چیئرمین مرکزی اُردو بورڈ مقرر ہوئے۔ ان کا شمار اُردو زبان کے محسنین میں ہوتا ہے۔ ان کی علمی یادگاروں میں ارمغانِ حالؔی اور دیوان غالبؔ (نسخہ حمیدیہ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۸۔ ڈاکٹر سید عبداللہ (م ۱۴ اگست ۱۹۸۶ء) پروفیسر ایمیریٹس، اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل، اُردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے مدیر اعلیٰ۔ اُردو خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے آپ کو تمغۂ حسن کارکردگی سے نوازا۔ آپ کی تصانیف و تراجم وغیرہ کی تعداد بتیس تک پہنچتی ہے جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

(الف) کتب مصنفہ:

۱۔ ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ

۲۔ سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اُردو نثر کا فنی اور فکری جائزہ

۳۔ میر امن سے عبدالحق تک

۴۔ شعرا اُردو کے تذکرے

۵۔ ولی سے اقبال تک

۶۔ اردو ادب ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۸ء تک

(ب) کتب مرتبہ

۱۔ لطائف نامہ فخری

۲۔ نوادر الالفاظ۔ سراج الدین علی خان آرزؔو

۳۔ تذکرہ مردم دیدہ۔ عبدالحکیم حاکم لاہوری

سید عبداللہ کا یادگار کارنامہ ''ارمغان علمی'' ہے جو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

(۱۴۹)

۲۷۔ دسمبر ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! ابھی نامہ محبت آیا، اس کے لیے شکر گزار ہوں۔ اول آپ سے معافی مانگنا چاہتا ہوں، میں نے کہا تھا کہ جواب دے دیا ہے، یہ صحیح نہ تھا۔ دانستہ غلط بیانی نہ تھی، ذہول ہوا۔ پرسوں اتفاقیہ تمام پرانے خطوط نکال کر دیکھے کہ کسی کا جواب رہ نہ گیا ہو۔ آپ کا لفافہ مع جوابی [illegible] کے نکل آیا، سخت افسوس ہوا کہ میں نے غلط تصور کے ماتحت آپ سے خلاف واقعہ بات کہہ

Marfat.com

دی - اُمید ہے آپ معاف فرمائیں گے -

۲ - پندرہ روز کے لیے آپ کو آتشکدہ واپس کرنے کی زحمت نہیں دے سکتا - آپ رمضان کے بعد اسے درست کرا دیں لیکن زیادہ دیر نہ لگے -

۳ - آپ کا جلد ساز اچھا اور معتمد علیہ ہو تو میں چند جلدیں اس سے بندھوانا چاہتا ہوں - کتابیں ایسی ہیں جو ہاتھ سے نکل جائیں تو نہیں ملیں گی - اس بارے میں اطمینان کامل ہونا ضروری ہے - بعد رمضان سہی -

۴ - مولوی شمس الدین صاحب سے پوچھیے کہ وہ کیا فرماتے ہیں؟ میرے پاس پیسے کل پرسوں تک آ جائیں گے، اِن شاء اللہ - چک آ گیا ہے، آج بنک میں بھیجوں گا یا کل - دو روز میں وصول ہو جائیں گے اور اب مجھے کوئی پریشانی نہیں بفضل اللہ - کتاب کی خرید کا عزم راسخ و محکم ہے -

۵ - باقی کتابوں کی بھی بات کریں - بعد رمضان سہی -

۶ - اگر آپ جامع الشواہد (۱) چھاپنا چاہتے ہیں تو ضرور چھاپ لیجیے لیکن یہ دیکھ لیجیے کہ آیا اس کے نکل جانے کے مواقع ہیں؟ مجھ سے جو خدمت آپ لینا چاہیں گے ظاہر ہے کہ حتی الامکان اس میں کوتاہی نہ ہوگی - لیکن یہ خیال رکھ لیجیے کہ میں تا حال یونیورسٹی سے آزاد نہیں ہوا - یعنی اگرچہ میں نے جواب دے دیا کہ ان حالات میں کام میرے لیے مشکل ہے اور آپ کو فائدہ بھی نہ ہوگا - لیکن ایک ڈیوٹی ابھی تک ان کے ذہن میں ہے اسی وجہ سے میں نے اپنا کام ابھی شروع نہیں کیا کہ اگر کچھ وقت انہیں دینا پڑا تو میں اس کا انتظام کر کے شروع کروں گا، اِن شاء اللہ -

۷ - بیدلؔ کی رباعی (۲) جس طرح آپ نے لکھی ہے میرے نزدیک اس طرح بداہتاً غلط ہے - میرے ذہن میں یہ رباعی یوں تھی:

طفلی کہ بساط بازی می آراست — دامن افشاند
وانگاہ جوانی کہ داغش پیداست — گل کرد و نماند
اکنوں پیری نفس شماری دارد — بیدلؔ چہ علاج؟
زیں نسخہ ہم آخر ورقے چند بجاست — باید گرداند

''زمانے'' کی جگہ ''بساط'' ٹھیک ہو سکتا ہے، لیکن طفلی کے لیے ''دامن افشاند'' مناسب نہیں - ''گل

Marfat.com

کردونماند'' ہی مناسب ہے یعنی طفلی پیدا ہوئی اور باقی نہ رہی۔

''ایام جوانی کہ خزانش پیداست'' الخ اس لیے ٹھیک نہیں کہ جب اس پر خزاں کا دور طاری ہوا تو ''دامن افشاند'' یا گل کردونماند'' کہنا کیوں کر مناسب ہے؟ دامن افشاند کا مطلب دامن جھٹک کر الگ ہو جانا۔ گل کردونماند کا مطلب ہے پیدا ہونا اور نہ رہنا۔ اگر خزاں کا عالم ہے تو سمجھنا چاہیے کہ جوانی باقی تو ہے مگر اس پر زوال آ گیا ہے صحیح وہی ہے جو مجھے یاد تھا۔ یعنی طفلی کے بعد جوانی آئی، چونکہ دامن جھٹک کر الگ ہوگئی اس لیے اس کا داغ سینے پر باقی ہے۔ ''دیگر چہ علاج'' بے معنی ہے۔ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اب بڑھاپا آ گیا، سانس گن رہا ہوں اے بیدلؔ اس کا علاج کیا ہے؟ آخری مصرعے کی دونوں صورتیں مناسب ہو سکتی ہیں یعنی یہ بھی کہ:

۱۔ آخر چند ورق باقی رہ گئے ہیں اور انہیں پلٹے بغیر چارہ نہیں۔

۲۔ اس نسخے کے بھی صرف چند ورق رہ گئے ہیں اور......

بلکہ زیں نسخہ ہم آخر بہتر ہے کیونکہ مستزاد کا ٹکڑا ہے پلٹنا چاہیے لیکن نسخہ نہ بھی ہو تو ''ورق'' کا لفظ کافی ہے۔

بہر حال مجھے خوشی ہے کہ جو کچھ یاد تھا، وہ غلط نہ تھا، صحیح تھا۔ جو رباعی آپ نے لکھی ہے، وہ تو کچھ اچھی نہیں۔ (۳)

دل خوں شد و حنا بہ پائے تو رسد

کا مستزاد ''سبحان اللہ'' کم از کم مجھے ''بے جوڑ'' معلوم ہوا۔ مقام ''انا للہ'' کا تھا ''سبحان اللہ'' کا نہ تھا۔

بہر حال بیدلؔ بڑا قادر الکلام شاعر تھا۔ ایک لاکھ کے قریب تو اس کے محض شعر ہیں۔ اوائل شعور میں اس سے محبت پیدا ہوئی تھی، جب میں اس کا کلام سمجھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اب اواخر عمر میں پھر اس کی طرف رغبت پیدا ہوئی ہے یہاں تک کہ اس کا کلیات خریدنے پر آمادہ ہوں حالانکہ اپنی کتابیں فروخت کر دینا چاہتا ہوں۔

ہاں، بھائی صاحب! ایک کتاب چھپی ہے ''جہان غالبؔ (۴)'' خدا جانے لاہور میں کس نے چھاپی ہے۔ پانچ روپے یا ایسی ہی اس کی قیمت ہے۔ اگر مولانا شمس الدین کے پاس ہو تو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں اگر اچھی ہوئی خرید لوں گا ورنہ واپس کر دوں گا اگر وہاں سے یا کسی دکان سے مل سکے اور پیسے دے کر بھی تو میں پیسوں کا ذمہ دار ہوں خواہ اچھی ہو یا بری۔ یہی ایک

Marfat.com

شاعر ہے جس سے اوائل میں عقیدت پیدا ہوئی اور اب تک رو بہ افزائش ہے۔ عرؔفی اور نظیرؔی سے بعد میں دلبستگی کا اتفاق ہوا۔ کلیم کے ساتھ سب کے بعد۔

آج کل رمضان شریف ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ شیخ سعدیؒ نے غزل کے ایک شعر میں روزہ داری کی تشبیہ سے بھی کام لیا ہے؟

باز آ کہ در فراقِ تو چشمِ امیدوار
چوں گوشِ روزہ دار بر ''اللہ اکبر'' است

اسی غزل کا ایک نہایت دلکش شعر یہ ہے:

گفتیم عشق را بہ صبوری دوا کنیم
ہر روز عشق بیشتر و صبر کم تر است

کل ایک صاحب کو ایک خط میں پے در پے دو شعر لکھے:

گوہرِ خویش ہماں بہ کہ بہ خاک اندازیم
نتواں ایں ہمہ منت ز خریدار کشید
پیش ایں جوہریانے کہ دریں بازار اند
قیمتِ رشتہ فزوں تر بود از گوہرِ ما

والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

مہؔر

حواشی خط ۱۴۹

۱۔ جامع الشواہد نہایت بھونڈے انداز میں چھپی ہوئی بازار میں ملتی تھی اس لیے راقم نے چودھری بشیر احمد خان کے اشتراک سے شایان شان انداز میں چھاپنے کا پروگرام بنایا۔ اسی سلسلے میں مولانا کی معاونت طلب کی گئی تھی چودھری صاحب مولانا مودودی مرحوم کے ادارہ ترجمان القرآن سے وابستہ ہو گئے۔ موصوف کا شمار ادارہ کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ افسوس کہ موصوف ۲۶ راکتوبر ۲۰۰۶ کو انتقال کر گئے۔

۲۔ مولانا کی خدمت میں ۲۰ دسمبر ۱۹۶۶ء کو حاضری دی۔ میں اپنے ساتھ انسائیکلوپیڈیا تاریخ اسلام (جلد اول) مولفہ ولیم ایل لینگر ترجمہ وتہذیب مولانا غلام رسول مہؔر، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز و پبلشرز لاہور ۱۹۵۸ء لیتا گیا تھا۔ اسے دستخطوں کے لیے آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے بیدؔل کی یہ رباعی لکھ کر دستخط فرمائے:

Marfat.com

طفلی کہ زمانہ بازی می آراستہ　　　　گل گردونہ ماند

وانگہ جوانی کہ داغش پیداست　　　　دامن افشاند

اکنوں پیری نفس شماری دارد　　　　بیدلؔ چہ علاج؟

زیں ہم آخرورقے چند بجاست　　　　باید گرداند

مگر میں نے مولوی شمس الدین کے مملوکہ نسخہ رباعیات بیدلؔ (ص ۵۲۹) مطبوعہ کابل میں اس رباعی کو اس طرح پایا اور مولانا کو لکھ کر بھیج دی:

طفلی کہ بساط بازی می آراست　　دامن افشاند

ایام جوانی کہ خزانش پیداست　　گل گردونہ ماند

اکنوں پیری نفس شماری دارد　　دیگر چہ علاج؟

زیں نسخہ ہم آخرورقے چند بجاست　　باید گرداند

(مولانا نے خطوط پر نظر ثانی فرماتے وقت بعض جگہ تبدیلی کر دی تھی۔ البتہ شرح اسی کتابت کی ہے جو انہوں نے پہلے لکھا)۔

۳۔ یہ رباعی بھی بیدلؔ ہی کی ہے اور رباعیات بیدلؔ (ص ۵۳۴) سے نقل کی گئی تھی۔ اسی زمین میں ہونے کے سبب میں نے یہ بھی مولانا کو لکھ بھیجی تھی۔

آئینہ بحسن دلکشائے تو رسد　　　　اے جانِ نگاہ

ہم شانہ بزلف مشک سائے تو رسد　　ماراچہ گناہ

ماخاک شویم و سرمہ منظور افتد　　　داغیم زرشک

دل خوں شود و حنا بپائے تو رسد　　　سبحان اللہ

اس پر مولانا نے جو تبصرہ کیا یہ مولانا ہی کر سکتے تھے۔ ہماشما میں یہ جرأت کہاں کہ بیدلؔ کے کلام پر انگلی بھی رکھ سکے۔

۴۔ جہانِ غالبؔ۔ کوثر چاند پوری کی کتاب ہے جو حامد برادرز سوہا بازار لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کا ایک ایڈیشن مکتبہ کائنات لاہور سے بھی ۱۹۶۸ء میں اشاعت پذیر ہوا۔

(۱۵۰)

(مجھے تسلیم کہ مولانا مہرؔ کے مکتوبات گرامی میں میرے عریضے کی شمولیت کمخواب میں ٹاٹ کا پیوند لگانے کے مترادف ہے مگر: مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات۔

Marfat.com

مولانا نے میرے ہی عریضے کے حاشیہ پر سوالات کے جوابات لکھ کر واپس کر دیا تھا- اس لیے جوابات کی تفہیم کی لیے اپنے عریضہ کو نقل کرنا ناگزیر ہے- لہٰذا پہلے میرا عریضہ، بعد میں مولانا کے حواشی/ جوابات مطالعہ فرمائیں-)

صبا بیار نسیمے ز خاکِ شیرازم

باسمہ سبحانہ

مکرمی و معظمی جناب مولانا مہر صاحب! زید مجدہ،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

۱- گرامی نامہ باصرہ نواز ہوا- آپ نے بیدؔل کی رباعی کا موازنہ مطبوعہ رباعی ''رباعیات بیدؔل'' سے جس انداز سے کیا کچھ اسی قسم کا خیال میرا بھی تھا مگر پاس ادب سے میں اظہار رائے نہ کر سکا- باقی ''دل خوں شود و حنا بپائے تو رسد'' کے متزاد ''سبحان اللہ'' پر آپ نے جو گرہ ''انا للہ'' کی لگائی اس پر سبحان اللہ کہنے کا صحیح مقام ہے- واقعی شاعر کے اس خیال پر انا للہ پڑھنا چاہیے اور اگر اسے سبحان اللہ کی جگہ بدل دیا جائے تو مصرعہ ساقط الوزن بھی نہیں ہوتا اور ہوتا بھی زیادہ معنی خیز ہے- خیر-

۲- ''آتشکدہ'' عید کے فوراً بعد اِن شاء اللہ تعالیٰ جلد کرا کے خود حاضر خدمت ہو جاؤں گا- جلد مطبوع خاطر ہوئی تو آپ کی دوسری کتابیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، کی شیرازہ بندی کرا دی جائے گی- جلد بنانے والا آدمی قابل اور معتمد علیہ ہے اور یہ کام مکتبہ سلفیہ کے حافظ عبد الرحمان صاحب کی زیر نگرانی ہوتا ہے-

۳- ''جامع الشواہد'' کے مشورے کا شکریہ- آپ فارغ ہولیں تو اس کی طباعت کی طرف توجہ دیں گے- اِن شاء اللہ تعالیٰ نکل جائے گی اور اس کے نکاس کے لیے مولانا کے نام کی ضمانت ہی کافی ہے- بازار میں جو نسخے دستیاب ہوتے ہیں، ان کا حشر تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں اور کچھ نہیں تو اپنی لائبریری میں اس بہانے ایک اچھا نسخہ شامل ہو جائے گا-

۴- ''کلیاتِ بیدؔل'' آپ کے لیے محفوظ ہے بلکہ یوں سمجھیے کہ آپ کے پاس ہی رکھی ہے کیونکہ یہ اسی دن سے میرے گھر میں پڑی ہے صرف جلد نمبر ۴ کی ابھی کسر باقی ہے- مولوی شمس الدین فرماتے ہیں کہ کم وبیش ایک ماہ کے اندر اندر کابل سے آ جانے کی توقع ہے-

۵- آپ نے فرمایا تھا کہ دیوان بیدؔل کے بڑے اچھے اور نادر نسخے آپ کے پاس محفوظ

Marfat.com

ہیں - آیا سردار صلاح الدین سلجوقی کی ''نقد بیدلؔ'' بھی آپ کے کتب خانہ میں موجود ہے؟

۶ - مولوی شمس الدین کے پاس، بقول ان کے، کم وبیش دو ہزار نادر کتب کا ذخیرہ ہے مگر ان کی فہرست مرتب صورت میں نہیں ہے - فہرست سازی کا کام بھی وہ میرے سر ڈال رہے ہیں اور مجھے یہ ذمہ داری آپ کی خاطر نباہنا پڑے گی مگر رمضان شریف کے بعد -

۷ - مولوی شمس الدین صاحب پوچھتے ہیں کہ ''سید قادر بخش لاہوری'' کے متعلق آپ کو کچھ معلوم ہو تو تحریر فرمائیں - موصوف کی ایک قلمی کتاب ''مصطلحات فارسی'' ان کے پاس ہے مگر مصنف کے حالات زندگی نامعلوم -

۸ - جہانِ غالبؔ مولوی شمس الدین صاحب کے پاس نہیں تھی - میں نے ان کے ذریعے بازار سے منگوالی ہے - اس کے مصنف ہیں کوثر چاند پوری - ضخامت ۳۲۴ صفحات اور شائع کرنے والے ہیں حامد برادرس سوہا بازار لاہور - کاغذ رف استعمال کیا گیا ہے - کتاب بروز منگل میرا آدمی آپ کو دے جائے گا اور اس عریضے کا دستی جواب لے جائے گا - اسی لیے جوابی لفافہ ارسال خدمت نہیں کر رہا - کتاب پسند آجائے تو میری طرف سے نذر قبول فرمائیں اور اس کے محاسن سے آگاہ - ناپسند ہو تو واپس فرمادیں اور اس کے عیوب سے مجھے مطلع کر دیں -

۹ - لفظ ''ششدر'' بمعنی حیران کیا ہے؟

۱۰ - تلک عشرۃ کاملہ کا اطلاق تو جب ہی صحیح ہوگا کہ آپ اس دفعہ عید کے متعلق اشعار تحریر فرما کر محظوظ فرمائیں -

فقط والسلام مع الاکرام

بندۂ مہر و محبت

محمد عالم مختار حق

۶۶-۱۲-۳۱

جوابات:

۱ - شکریہ

۲ - بہتر

۴ - میرا مطلب یہ تھا کہ اگر دیر نہ ہو تو میں چک مولانا کو دے دوں؟

۵ - نہیں بلکہ سنا بھی نہیں -

۶ - ضرور فہرست بنایئے اور جتنی بنتی جائے دکھاتے جایئے -

۷ - میں نے کبھی نام نہیں سنا -

Marfat.com

۸- میں دیکھوں گا ان شاء اللہ رکھنے کے قابل ہوئی تو قیمت لازماً پیش کروں گا-

۹- اس کے معنی ہیں بیچارہ، حیران، متحیر، بے بس- اصل بات یہ ہے کہ شطرنج کی طرح کھیل کا ایک تختہ ہوتا ہے جس کے خانے بالمقابل ہوتے ہیں- ہر قطار میں چھ خانے، جب نرد آخری خانے میں پہنچ جائے اور اسے اِدھر اُدھر ہونے کے لیے جگہ نہ ملے تو سمجھ لیجیے کہ وہ بے بس ہوگئی- اسی سے لفظ شش در نکلا لیکن اس تختے کی پوری اور صحیح کیفیت معلوم نہیں- شطرنج کے بارے میں کچھ علم ہے- بہ ہر حال شش در یا ششدر کے معنی حیران اور بے بس ہی کے ہیں-

۱۰- آخری سوال کا جواب میں فی الحال نہیں دے سکتا- کل کا دن دوستوں میں گزرا- اب بھی پریشان ہوں کیونکہ کام کچھ نہ ہوا اور مجھے غالبؔ پر ایک مقالہ کراچی بھیجنا ہے اور ایک مقالہ مولانا آزادؒ پر دہلی ارسال کرنا ہے- غالبؔ والا مقالہ بیچ ہی میں معلق ہے- دہلی والا ابھی لکھنا ہے- کیا شعر ہو اور کیا سناؤں- بس یہ سنا سکتا ہوں:

عید آمد و شد تازہ غمِ را غمِ دیگر
ماتم زدہ را عید بود ماتمِ دیگر

مہرؔ

غالبؔ پر مضمون مکمل ہوگیا تو خیال آیا کہ عید پر اس کا بھی ایک شعر لکھ دوں-

نہ دارد شیر و خرما ذوقِ صہبا، رحم می آید
نشاطِ عید از ما ہدیہ سوئے روزہ داراں بر

(۱۵۱)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم:

۱- مناسب نہیں لازم ہے کہ چک بھیجوں- میں اب بیٹھا ہوں اور اٹھ کر چک بک نکالنا مشکل ہے، نیز خیال ہے کہ ممکن ہے اور کتابیں بھی خرید لوں اور ایک ہی وقت چک بھیج دوں-

۲- اگر کتابیں آنے میں دیر ہو تو آپ زحمت فرمائیں، اتوار کو آجائیں اور -/۲۷۵ کا چک آپ کو دے دوں- باقی بعد میں سہی- دوسرا رقعہ پنجشنبہ مع جوابات حاضر ہے- کل چند کتابیں (۱) نکلیں- میں انھیں عاجزانہ ہدیے کی حیثیت میں بھیج رہا ہوں ابھی اور نکلیں گی-

مہرؔ

Marfat.com

حاشیہ خط ۱۵۱

۱- یہ کتابیں ان انگریزی کتابوں کے تراجم پر مشتمل ہیں جو شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور (حال ۱۹۹- سرکلر روڈ چوک انارکلی) نے بہ اشتراک فرینکلن پبلی کیشنز لاہور- نیویارک طبع کیں- ان کتابوں کے اُردو تراجم مولانا مہر کے قلم سے ہیں- اس تحفہ میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہیں:

(۱) خلا میں سفر کی پہلی کتاب- جین بنڈک- ۱۹۶۰ء- (۲) تاریخ لبنان- ڈاکٹر فلپ کے- حتی- ۱۹۶۲ء- سرورق پر لبنان لام مکسور کے ساتھ چھپا ہوا ہے- مولانا نے اس نسخہ پر کسرہ کاٹ کر لام کو مضموم کر دیا یعنی لُبنان بنا دیا-

(۳) اسلامی مملکت وحکومت کے بنیادی اصول- محمد اسد (لیوپولڈ وانس)- ۱۹۶۳ء

(۴) اٹلی: سرزمین اور باشندے- فرانس ون وار- ۱۹۶۴ء-

(۱۵۲)

۹-۱-۶۷

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میرا سارا اتوار آپ کے انتظار میں گزرا- سعدیؔ بیچارا سچ ہی کہہ گیا ہے:

حدیثِ عشق چہ داند کسے کہ در ہمہ عمر
بہ سر نہ کوفتہ باشد درِ سرائے را

آپ کی کتابوں میں سے ایک نہایت ضروری کام (کی) کتاب رہ گئی (۱)، آپ کے آدمی کے جانے پر میں اندر گیا تو دیکھا کہ جہاں تمام کتابیں رکھی تھیں- وہیں وہ کتاب تھی، میں نے آدمی سے کہا تھا کہ کتابیں لاؤ، وہ ایک چھوڑ آیا- وہ رکھی ہے- آپ آئیں یا آدمی بھیجیں تو دے دوں- آپ مہربانی فرما کر (آپ نہ آسکیں تو) آدمی بھیج دیں، میں مولوی صاحب کے نام کا چک اور آپ کی کتاب معاً دے دوں گا- افسوس ہوا کہ جو طریقہ آپ کو بلانے کا اختیار کیا تھا وہ آپ کے لیے اور مولوی صاحب کے لیے باعث تشویش ہوا- معافی خواہ ہوں- ایک اور بھی چھوٹا سا کام ہے-

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ-

مہرؔ

ہاں، مبارک علی شیخ کے سلسلے میں آپ نے جو فرمان (۲) صادر فرمایا، اسے میں انجام

Marfat.com

نہیں دے سکتا - آپ مبارک علی شیخ کو نہیں جانتے، میں پچاس سال سے جانتا ہوں - وہ خاص موڈ میں ہوتو دس بیس ہزار کی چیز ایک ثانیے میں دے دے، موڈ میں نہ ہو تو دو کوڑی کی چیز بھی نہ ملے گی - میں یہ کام اپنے ذمے لے کر آپ کو اور اپنے آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا - ملیں گے تو بتاؤں گا -

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

حواشی خط ۱۵۲

۱- یہ کتاب ہے تاریخ شام مصنفہ فلپ کے حتی کا اُردو ترجمہ از مہؔر صاحب، مطبوعہ کتاب منزل (شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز) لاہور ۱۹۶۲ء - میں مورخہ ۶۷-۱-۱۶ کو آپ کی مطلوبہ کلیات بیدل پیش خدمت کرنے حاضر ہوا - علیک سلیک کے بعد آپ نے سب سے پہلے تاریخ شام پر کلیم ہمدانی کا یہ شعر لکھ کر میرے حوالے کی:

منتِ دریا نہند ار قطرۂ احساں کنند
کاش منت رابمقدار عطا باید کشید

۲- منشی عبدالمجید پرویں رقم کا ایک کتبہ "شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا" شیخ مبارک علی تاجر و ناشر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور (حال صفانوالہ چوک مزنگ لاہور) کی دکان کی زینت ہوتا تھا - اس کے حصول کے لیے میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی گزارش کی تھی - آج ۶۷-۱-۱۶ کی حاضری میں انہوں نے مزید بتایا کہ منشی عبدالمجید صاحب نے یہ قطعہ شفاء الملک حکیم فقیر محمد چشتی نظامی (م ۳۷-۱۰-۱۶) کو لکھ کر دیا تھا جسے شیخ صاحب بعد ازاں چھاپ کر فروخت بھی کرتے رہے -

(۱۵۳)

۶۷-۱-۱۹

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم: لھانے کا وقت مدت ہوئی، ہو چکا اور میں ابھی تک "گھس گھس" میں لگا ہوا ہوں - حیاتی گیلانی (۱) نے کہا ہے:

بہ ہر سخن کہ کنی خویش را نگہباں باش
زگفتنی کہ نشگفد پشیماں باش

Marfat.com

اب کہاں یاد ہے کہ اس روز کون سے شعر آپ کو سنائے تھے؟ وقت کی بات ہوتی ہے۔ طبیعت بحال ہوتو پے در پے آتے ہیں۔ بحال نہ ہوتو سوچنے سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ میرا خیال ہے کہ چند شعر شراب کے متعلق سنائے تھے مثلاً:

حیرتی (۲) کا یہ شعر:

از حسد امروز زاہد منع ما از بادہ کرد
ورنہ کے ایں نا مسلماں را غمِ فردائے ماست

وہ بیچارا کئی سال جلا وطن رہا۔ آیا تو شراب پی کر کوٹھے پر چڑھ گیا، گر کر جان دے دی۔

پھر غالباً یہ سنایا تھا:

از خوردنِ مے منع کنندم کہ حرام است
چیزے کہ دریں شہر حلال است کدام است؟

ایک غالباً یہ تھا:

مے حرام است ولے اہلِ خرد را نہ سزد
ترک چیزے کہ یکش عیب و ہزاراں ہنر است

ہمارے حضرت میرزا غالبؔ فرماتے ہیں:

مے بہ زہاد مکن عرض کہ ایں جوہرِ ناب
پیشِ ایں قوم بہ شورابۂ زمزم نہ رسد

نہ وقت، نہ فرصت، نہ دماغ، لیکن عرفیؔ کا یہ شعر یاد آ گیا، لکھے بغیر رہ نہیں سکتا:

گاہے فریبِ توبہ وگاہے فسادِ رزق
بازیچۂ طبیعت طفلانہ خودیم

افسوس کہ اس کا ہم نوا بن کر یہ کہنے کا حوصلہ نہیں پڑتا، مگر حالت یہی ہے:

مے فروشم داغ و نقدِ گریہ مے گیرم ز خلق
مے ستانم آب و آتش درترازو مے کنم

آپ کی محبت اور مہربانیوں کا شکریہ لیکن میرے الفاظ ان کی وسعت و پہنائی کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ معافی خواہ ہوں۔ ''نقد بیدلؔ'' کا خیال رکھیے اور مولانا شمس الدین کی کتابوں کا۔

Marfat.com

کوئی قابل زیارت ہو تو سبحان اللہ۔

مہؔر

حواشی خط ۱۵۳

۱- حیاتی گیلانی - انھیں شاعری کی تمام اصناف پر دسترس حاصل تھی - ان کے کلام میں اکابر شعرا کا رنگ جھلکتا ہے - ایک مرتبہ گیلان میں ایک شاعر مسمی میلی نے بدمستی کی حالت میں ان کے دائیں ہاتھ پر تلوار کا وار کیا مگر انہوں نے تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے درگزر سے کام لیا - البتہ اس واقعہ کے بعد گیلان کو خیر باد کہہ کر کاشان چلے گئے - پھر ہندوستان کا رخ کیا اور اپنے ہم وطن اور بادشاہ کے چہیتے مصاحب حکیم ابوالفتح کے وسیلے سے اکبر بادشاہ تک رسائی حاصل کر لی اور پھر یہاں تک قرب حاصل کیا کہ اکبر بادشاہ نے اسے سونے میں تلوایا - آخری عمر میں خان خاناں کے دربار سے وابستہ ہو گئے - اس نے بڑی قدر افزائی کی یہاں تک کہ ایک مرتبہ اسے خزانے میں لے جا کر کہا کہ جس قدر اشرفیاں اٹھا سکتے ہو اٹھا کر لے جاؤ - حیاتی نے ۱۰۱۵ھ میں وفات پائی -

۲- ملا حیرت حیرتی بخارائی - اس کا تعلق ماوراء النہر سے تھا اور اہل تشیع میں سے تھا - اہلِ سنت والجماعت کی ہمیشہ ہجو کہا کرتا تھا - اسی سبب اپنے وطن سے راہ فرار اختیار کر کے شاہ طہماسپ صفوی کے دربار میں پناہ اختیار کر لی مگر اہل تسنن کی ہجو سے پھر بھی باز نہ آیا - مولانا مہؔر نے جو شعر لکھا ہے یہ اس کے ایک قصیدے کا مطلع ہے جس پر حاسدین نے بادشاہ کو بھڑکا کر اس کے خلاف کر دیا - چنانچہ وہ جان کے خوف سے بغداد کو فرار ہو گیا - یہاں پہنچ کر اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کا مطلع یہ ہے:

به هیچ خانه رهم نیست یا شه دوسرای
توئی چو شاه ولایت ولایتے بنمای

بادشاہ نے خواب میں اس قصیدہ کی پذیرائی دیکھتے ہوئے حیرتی کی جان بخشی کر دی اور اسے پیغام بھیج کر بغداد سے واپس بلا لیا - حیرتی کو شراب کی لت بھی تھی مگر بادشاہ کے قرب کے سبب سزا سے ہمیشہ بچا رہا - ۹۶۱ھ میں اس کا انتقال ہوا -

(۱۵۴)

۲۵-۱-۶۷

باسمہ سبحانہ

Marfat.com

عزیز مکرم : آپ نے جو کچھ لکھا ہے، یہ میرے لیے محض تعجب انگیز نہیں بلکہ عین مطابق تصور ہے اور اس مسئلے کا حل بہت سہل ہے، یعنی:

۱- ظاہر ہے کہ اس کتاب (۱) کی درستی کے لیے پچیس تیس روپے دینے سے کہیں بہتر ہے کہ نیا ایڈیشن خرید لیا جائے۔

۲- اس کے ابتدائی دس بیس یا اس سے کم اوراق بہت خراب ہیں، وہ دو چار روپے میں درست ہو جائیں تو فی الحال اسی سے کام لیتا جاؤں گا تا آں کہ کوئی دوسرا نسخہ مل جائے۔ لیکن دو تین روپے سے زیادہ کا کام نہ ہونا چاہیے صرف ابتدائی اوراق مثلاً پانچ دس۔

''نقد بیدلؔ'' آئے تو ایک نظر دیکھ لینا ضروری ہوگا۔ پھر خریدوں گا۔ ویسے چونکہ بیدلؔ کی بیشتر چیزیں جمع ہوگئی ہیں، نقد میں ضرور لے لوں گا لیکن دیکھے بغیر نہیں۔

آپ کی لائی ہوئی فہرست نیز کابل کی دوسری کتابوں کی فہرست مل جائے تو اچھا ہو۔ جس انگریزی کتاب (۲) کا ذکر آپ نے کیا ہے، یہ آپ نے کہاں دیکھی؟ میں اسے تین سال ہوئے دیکھ چکا ہوں۔ اسے سید احمد شہید سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے مریدین و معتقدین کے حالات کے لیے اس کی ضرورت ہوسکتی ہے اور وہ بھی زیادہ نہیں مگر افسوس اس امر کا ہے کہ جس شخص نے یہ مرتب کی، وہ اصل تحریک کے حالات سے بالکل بے خبر ہے اور کئی افسوسناک غلطیاں کی ہیں۔ بہر حال اس کی قیمت کیا ہے اور کہاں سے ملتی ہے؟ میں نے سب سے پہلے ''غالبؔ'' چھاپی (۱۹۳۶ء) اس سے پیشتر مولوی عبدالعزیز مرحوم مالک الہلال بک ایجنسی (شیرانوالہ دروازہ لاہور) نے امام ابن تیمیہؒ کی ایک عربی کتاب کا ترجمہ کرایا تھا اور اس کے مقدمے کے لیے مجھ سے کہا تھا۔ یہ ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ میں حجاز جا رہا تھا (اکتوبر ۱۹۲۵ء) جلدی میں مقدمہ لکھا، جو خاصا طویل ہوگیا۔ جنوری ۱۹۲۶ء میں حجاز سے واپس آیا۔ ایک روز کے لیے بمبئی میں ٹھہرا۔ شرف الدین اینڈ سنز کے ہاں کتابیں دیکھنے گیا تو انہوں نے ''سیرت امام ابن تیمیہ'' نام ایک کتاب دکھائی۔ جو مولوی عبدالعزیز مرحوم نے چھاپی تھی اور یہ وہی میرا مقدمہ تھا جسے مرحوم نے الگ کتاب کی صورت میں چھاپ دیا تھا۔ اب اس کی کوئی کاپی نہیں ملتی۔ میرے پاس ایک ہے جو مولوی عبدالعزیز مرحوم نے نظر ثانی کے لیے دی تھی لیکن وہ بیمار ہوگئے اور اسی میں وفات پائی۔ میں کچھ بھی نہ کر سکا۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی کتاب وہی ہے اگرچہ وہ مستقل کتاب کے طور پر نہیں لکھی گئی تھی۔ اس صورت میں ''غالبؔ'' دوسری ہے۔ (۳)

بعد کی کوئی چیز میرے ذہن میں نہیں۔ پچانوے فی صد بلکہ ننانوے فی صد نیاز صاحب

Marfat.com

(مالک فرم شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور) نے چھاپیں، نام یاد نہیں۔ایک سو سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہ ہوں گی، بعض زیرِ طبع ہیں۔ میں سمجھتا ہوں چھ سات تو ضرور ہوں گی۔

اُمید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

مہر

حواشی خط ۱۵۴

۱۔ یہ آتشکدہ آذر کی مرمت کا ذکر ہے۔

۲۔ اس کتاب کا نام ہے Selections from Bengal Government record on wahabi trials.

edited by: Moin-ud-Din Ahmed, Asiatic Society of Pakistan, Dacca.

۳۔ مولانا کی تصانیف کی فراہمی کے سلسلے میں ان کی سب سے پہلی تصنیف کے متعلق دریافت کیا تھا۔ یہ تفصیل اسی استفسار کے جواب میں مہیا کی گئی۔

(۱۵۵)

۳۱۔جنوری ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

(وقت کم ہے، لہٰذا جواب ''شارٹ ہینڈ'' میں دیے بغیر چارہ نہیں)

عزیز مکرم:

۱۔ آتشکدہ کا حال معلوم ہوا۔

۲۔ابن تیمیہ ہے اور نکلے تو پیش کروں (۱)

۳۔لکھی تھی لیگ کی فارن کمیٹی کے لیے۔ عالمِ اسلام میں پروپیگنڈے کی ابتدا ہو رہی تھی اور میں نے بنیادی پمفلٹ (۲) لکھا، اس کے بعد کچھ بھی نہ ہوا۔ میرے پاس کسی جلد میں ہے۔ دیکھنے پر ملے گا۔

۴۔ میں نے دو مرتبہ حجاز کا سفر کیا۔ ۱۹۲۵ء اور ۱۹۳۰ء۔ دونوں مرتبہ کے مفصل سفرنامے تھے۔ میں

Marfat.com

نے نقل کرا لیے تھے، خدا جانے وہ لفافے کہاں رکھے گئے- بہ ہر حال پہلا ''زمیندار'' میں چھپا- دوسرا ''انقلاب'' میں- جلدیں ریسرچ سوسائٹی میں موجود ہیں- (۳)

۵- کتابوں اور مولانا شمس الدین کے بارے میں معلوم ہوا-

آپ کی مہربانیوں کا شکر گزار-

مہؔر

مکرر: دوسرا رقعہ مل گیا- میں نے انتظار نہیں کیا کیونکہ آپ کا خط کل ملا اور میں نے سمجھ لیا کہ بدھ کو آدمی آئے گا- اتنا ہوش کہاں کہ سوچتا، آپ نے ایک روز پیشتر خط لکھا تھا- جلد ساز آئے تو ضرور بات کیجیے- دو دو چار چار کر کے بعض کتابوں کی جلدیں بندھوانا چاہتا ہوں لیکن زیادہ اچھی نہیں- صرف گزارے کے مطابق- بیدلؔ کے اس نسخے کی جلدیں بندھوانی ہیں جو میں نے مطبوعہ بمبئی آپ کو دکھایا تھا-

مہؔر

حواشی خط ۱۵۵

۱- سیرۃ امام ابن تیمیہؒ کا ایک نسخہ مولانا کی وفات کے بعد ان کے کتب خانے سے دستیاب ہو گیا تھا، جو مرحوم کے خلف اصغر امجد سلیم علوی صاحب نے مجھے عنایت کر دیا تھا-

۲- یہ کتاب ہے ''سیاسیات اسلامیانِ ہند'' جسے دفتر امور خارجہ آل انڈیا مسلم لیگ کراچی نے ۱۹۳۹ء میں شائع کیا- اس کا ایک فاضل نسخہ بھی مولانا کے برخوردار موصوف نے عنایت کر دیا تھا-

۳- ۱۹۳۰ء والا سفر ''سفرنامہ حجاز'' کے نام سے جناب ڈاکٹر ابو سلیمان شاہجہانپوری صاحب نے مرتب کر دیا تھا جسے مکتبہ اسلوب کراچی نے ۱۹۸۴ء میں شائع کر دیا البتہ ۱۹۲۵ء کا سفر حجاز، جو انہوں نے مجلس خلافت کے وفد کے ہمراہ مولانا ظفر علی خان مدیر زمیندار کے سیکرٹری کی حیثیت سے کیا، وہ کتابی صورت میں نقش پذیر نہیں ہو سکا-

(۱۵۶)

۲۱- فروری ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم: میں رات راولپنڈی سے واپس آیا-

Marfat.com

میرا احساس یہی تھا کہ یہ کتاب اصلاح پذیر نہیں - لہٰذا اسے واپس کردیجیے - اب کوئی نیا ایڈیشن خریدلیں گے اور اس پر میں نے جو نشان لگا رکھے ہیں وہ نئے ایڈیشن پر لگا لیں گے - آپ سے مشورہ بھی کرلیا جائے گا -

بروکلمن (۱) مشہور مستشرق ہے - ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوا - ۱۹۵۶ء میں مرا - اس کی ایک کتاب ''تاریخ الادب العربیہ'' بہت مشہور ہے - ایک تاریخ اسلامی بھی لکھی تھی جو دو جلدوں میں شائع ہوئی - عمر کا بیشتر حصہ پروفیسری اور تالیف و تحقیق میں گزرا - جرمن تھا -

اُمید ہے آپ بخیر ہوں - میں ہجوم کار کے باعث بے اطمینانی کی حالت میں چند سطریں گھسیٹ رہا ہوں - میرے پیچھے خطوں کا انبار جمع ہو گیا تھا - سب کا جواب لکھنا ہے -

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ -

مہرؔ

خط کا پتا: جناب محمد عالم مختار حق صاحب

جھگیاں ناگرہ - ڈاکخانہ ڈھولن وال، براہ اچھرہ - لاہور

حاشیہ خط ۱۵۶

۱- مجھے اُردو میں بروکلمن کے حالات دستیاب نہ ہوئے تھے، اس لیے مولانا کو بلا تکلف زحمت دی گئی -

(۱۵۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم: مجھے آپ کا انتظار رہا، لیکن معلوم ہوتا ہے، فرصت نہ مل سکی - ''بیاض دلکشا'' (۱) کی اطلاع کے لیے شکر گزار ہوں - مجھے اس کا علم نہیں - کسی ذریعے سے عاریۃً بھی مل سکے تو شکر گزار ہوں گا -

سید شہید کے سوانح کئی مرتبہ پہلے ایڈیشن کے مطابق چھپے - اب میں نے اس کی عبارت میں جا بجا تبدیلیاں کیں - چھہتر کاپیاں میرے پاس آ گئی تھیں، جن میں سے ستر دیکھ چکا ہوں، باقی زیر غور ہیں - یا ان کی کتابت ہو رہی ہے - اگر ''بیاض دلکشا'' جلد مل جائے اور اس میں کوئی نئی چیز ہو تو میں بطور ضمیمہ اس کتاب میں شامل کر دوں گا، آپ کے شکریے کے ساتھ -

Marfat.com

میں نے وہ فہرست دیکھی تھی اور کچھ نشان بھی لگائے تھے- کئی روز میز پر پڑی رہی- اب نظر نہیں آئی -شاید اندر رکھ دی ہو- دیکھ کر عرض کروں گا- جو کتابیں آئی ہیں ان کے نام معلوم ہو جاتے تو بہتر ہوتا- قیمت کا سوال بعد میں طے کیا جا سکتا تھا- میں ضرور بعض کتابیں لے لوں گا- ایک بات پوچھنے کی تھی، بیدل کی چوتھی جلد بے جلد ملی- کیا مجلد نہیں مل سکتی؟ اگر ممکن نہیں تو اسی کی جلد بندھوالوں- نیز آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا، مگر خیال تھا کہ میری جن کتابوں کی جلدیں خراب ہیں یا ہیں ہی نہیں، ان کی جلدیں بنوالوں- اکثر کی سادہ، بعض کی متوسط- ایسی کتابیں کم وبیش ڈیڑھ دو سو ہوں گی- اسی طرح بعض اخباروں کے متفرق اوراق کی جلدیں بندھوانا چاہتا ہوں- دو چار سو روپے خرچ ہو جائیں گے، تاہم اطمینان ہو جائے گا کہ کتابیں قابل مطالعہ ہو گئیں- آپ سے مشورہ ضروری تھا- اگرچہ آپ کو زحمت دیتے ہوئے دل کڑھتا ہے لیکن میں آپ سے نہ کہوں تو کس سے کہوں؟ میرا بیٹا (۲) تبدیل ہو کر لاہور آ جاتا تو وہ سب کچھ کر سکتا تھا- آپ کم از کم منتخب کتابوں کی تجلید میں تو میرا ہاتھ بٹا سکتے ہیں- کسی روز آئیں تو دس منٹ میں بات ہو جائے- فہرست ضرور بھجوایئے یعنی ان کتابوں کی جو اب کابل سے آئی ہیں نیز وہ فہرست جو مولانا شمس الدین کی کتب خاص کی آپ تیار کر رہے تھے- مولانا کی خدمت میں میرا اسلام پہنچایئے-

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ-

مہر

حواشی خط ۱۵۷

۱- تحریک سید احمد شہید کے سلسلے کی ایک کتاب مصنفہ مولانا عبدالعلیم نصر اللہ خاں مطبوعہ علی گڑھ کول ایک صاحب کے پاس تھی جس کا ذکر مولانا کی کتاب سید احمد شہید کے مآخذ و منابع میں نہ تھا- اس لیے یہ بات ان کے علم میں لائی گئی-

۲- چودھری عبدالسلام اسلم صاحب (م ۲۰۰۰-۳-۵) - آپ ان دنوں سول لائنز راولپنڈی میں بطور ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن مامور تھے-

(۱۵۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم: عوارض پر اظہار [illegible] تقیم کان پر مسرت و تبریک، الگ [illegible] لکھنے کا نہ

Marfat.com

وقت ہے نہ ہمت، چند نہایت ضروری کام درپیش ہیں - زیادہ تر اصل خط کی پشت پر لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کتابوں کے نام نقل نہیں کرسکتا - یہ سب میں نہ خریدوں گا، سرسری طور پر (۱) دیکھ لوں گا بعض بداہتہً میرے مطلب کی ہیں - مجموعہ ہائے اشعار پر ایک نظر ڈال کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ انتخاب کیسا ہے اور انتخاب کی وسعت کس حد تک ہے - باقی خیریت -

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ -

آپ کا

مہر

۲۰-۳-۶۷

حاشیہ خط ۱۵۸

۱- مولوی شمس الدین صاحب کے پاس جو کتابیں افغانستان سے آئی تھیں، میں نے ان کے نام اپنے عریضے کی پشت پر تحریر کر دیے تھے - یہ انھی کتابوں کا ذکر ہے -

(۱۵۹)

(۱) یہ چار جلدیں (۲) میں دیکھ چکا ہوں، فرینکلن میں آ گئی تھیں اور اب بھی میرے پاس ہیں - ان کی ضرورت نہیں - صبح میں نے فہرست تلاش کی، سنبھال کر رکھی تھی، مگر وہ کسی ایسی جگہ رکھی گئی، جہاں سے سرسری تلاش میں دستیاب نہیں ہو سکی - محفوظ ہے، مگر زیادہ تلاش کی فرصت نہیں - چند فوری کام دماغ پر مسلط ہیں اور زیادہ وقت نہیں دے سکتا - اس لیے عذر خواہ ہوں -

تصویر اتروانے کا خیال کئی مرتبہ آیا - ایک تصویر مدت ہوئی اتروائی تھی - اس کی مزید کاپیاں کرانی چاہئیں - ان کے لیے وقت نہ مل سکا - اب کسی روز وقت نکال کر یہ انتظام بھی کروں گا - اِن شاءاللہ - فی الحال مجبوری ہے اور قرآن مجید کا ارشاد زبان پر یعنی **فمن اضطر غیر باغ ولا عاد** (۳) آپ کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے، تکلیف دے کر نہیں، صرف فرط محبت سے مجبور ہو کر، تاہم ضروری نہیں کہ آپ اس عاجز کے اطمینان کی خاطر اپنے اوپر زحمت گوارا فرمائیں -

مہر

حواشی خط نمبر ۱۵۹

۱- مکتوب ہذا چونکہ میرے ہی عریضے کے بچے ہوئے حصے پر تحریر ہے اس لیے مروجہ انداز مخاطبت مفقود ہے -

Marfat.com

۲- چار جلدیں ''آریانہ دائرۃ المعارف'' مطبوعہ افغانستان کی تھیں- جن میں سے ہر جلد ایک ہزار صفحات پر مشتمل تھی-

۳- سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۷۳ (ترجمہ) لیکن جو مجبور ہو جائے درآں حالیکہ وہ سرکش نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا- (ترجمہ از پیر کرم شاہ الازہری)

(۱۶۰)

۲۷- مارچ ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کے حکم کی تعمیل میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں- حقیقت یہ ہے کہ آج صبح سے پیچش نے اتنا تنگ کیا کہ انٹروو ایافارم کی چھ گولیاں کھا چکا ہوں- نہ دہی کے سوا کچھ ناشتا کیا اور نہ دوپہر کو خشکے اور دہی کے سوا کچھ کھایا اور طبیعت بر جا نہیں لیکن:

افزوں ز ہزار کعبہ آمد یک دل

بات سے بات ذہن میں آتی ہے۔ مولانا رومؒ (۱) کا مشہور شعر ہے:

دل بہ دست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

اس کا جواب کلیم ہمدانی نے خوب لکھا ہے:

گر دل ایں مخزن کین است کہ مردم دارند
آنکہ یک دل شکند کعبہؑ آباد کند

لیکن آپ کا دل تو بفضل اللہ تعالیٰ مہر و محبت اور اخلاص و وفا کا مجموعہ ہے۔ اسے کون توڑنا پسند کرے گا؟

۱۔ مجھے دلی افسوس ہے کہ دو روز فہرست (۲) کی تلاش میں گزارے اور ہاتھ نہیں آئی۔ کہاں رکھی، یہ بات ذہن میں نہیں آتی۔ محفوظ ہے اور میرے کسی کام بھی نہیں آسکتی۔ مولانا شمس الدین سے شرمندہ ہوں۔ میری طرف سے بہ ادب معافی مانگیے وہ بھی آپ ہی کی طرح صاحب دل ہیں اس لیے مجھ ناچیز و ہیچ میرز کے نزدیک بہر حال واجب الاحترام۔

۲۔ میں نے کتابیں دیکھ لیں- رازی اور کتاب الخراج خریدنے کا فیصلہ پہلے ہی سے

Marfat.com

تھا- گاذرگاہ کچھ نہیں- یہی کیفیت رجال ورویداد ہائے تاریخی نیز درۃ الزماں کی ہے۔ بالا حصار کابل کی دو جلدیں ہیں۔ اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر اور کچھ نہ ہوا صرف تاریخی حالات کا سلسلہ مکمل مل گیا تو رکھ لوں گا۔ اور قیمت ادا کردوں گا۔ ابتدائی دو کتابوں کے انیس روپے مجھے منظور ہیں لیکن دو گزارشیں ہیں۔ بہ شرطیکہ آپ کے اور مولانا شمس الدین کے نزدیک درخور قبول ہوں۔ اول مجھے چند روز کی مہلت بالا حصار کے لیے دے دیجیے تاکہ خریدوں تو اس کے روپے بھی شامل کر کے ایک چک مولانا کے نام بھیج دوں۔ دوم اگر کوئی اور کتاب ہو تو وہ بھی بھجوایئے میں اسے بھی خریدلوں اور چک ایک ہی مرتبہ دے دوں۔ مجھے یکم یا ۲۔ کو چند روز کے لیے راولپنڈی جانا ہے۔ واپسی تک بھی مزید کتابیں مل جائیں تو چک دے دوں گا، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں علی الحساب چک دے دوں اور کمی بیشی بعد میں سمجھ لی جائے۔ یہ اپنی سہولت کے لیے عرض کر رہا ہوں لیکن خودغرضی کا روادار نہیں یعنی یہ نہیں چاہتا (اور نہیں چاہ سکتا) کہ اپنی سہولت کے لیے مولانا کو مشقت میں مبتلا کردوں۔

۳۔ انڈیا ونس فریڈم (۳) کا ترجمہ میں نے کیا تھا اور صرف ایک کاپی میرے پاس ہے- باقی کاپیاں سرکاری افسروں کے حوالے ہوئیں جو ۱۹۵۹ء میں اس کتاب کی طباعت کے لیے اجازت دینے کے مجاز تھے۔ نام مجھے معلوم نہیں چند سال ہوئے ایک عزیز دوست نے ایک کاپی کے لیے اصرار کیا تھا لیکن نہ مل سکی۔

۴۔ وہ تصویر ''مرقع غالبؔ'' (۴) کے لیے لی گئی تھی جو بنارس میں ایک صاحب چھاپ رہے تھے بظاہر وہ تا حال نہیں چھپی یقینی طور پر کچھ معلوم نہیں۔

۵۔ میں نے جو اشعار سنائے تھے ان میں سے اب صرف غالبؔ (۵) کا شعر یاد رہ گیا۔ یہ معاملہ وقت کا ہوتا ہے اور استحضار بھی خاص اوقات ہی میں کام دیتا ہے۔ شعر یہ ہے:

نشاطِ جم طلب از آسماں، نہ شوکتِ جم
قدح مباش زیاقوت، بادہ گر غنی است

مقصود ظرف نہیں مظروف ہے- ساغر کانچ کا ہو یا یاقوت یا لعل وزمرد کا یا سونے چاندی کا، شراب خالص انگوری ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ حلق سے شراب ہی اترے گی، پیالہ تو نہیں اترے گا۔ مطلب یہ کہ حقیقت پر نظر رہنی چاہیے ظواہر میں دل نہ اٹکنا چاہیے۔

لیجیے اس رنگ کے اور شعر یاد آ گئے۔ یہ بھی غالبؒ ہی کے ہیں:

Marfat.com

زاہد از ماخوشۂ تاکے بہ چشمِ کم مبیں
ہیں نے دانی کہ یک پیمانہ نقصاں کردہ ایم

زاہد کو خوشہ انگور بطور تحفہ بھیجا، اب اس کی اہمیت جتاتے ہوئے کہتے ہیں۔ اسے معمولی نہ سمجھ۔ ہم نے شراب کا پورا ایک جام تیری نذر کر دیا اور خود نقصان اٹھایا کیونکہ عرق نوشی زاہد کا کام نہیں، میرزا کا کام ہے۔

یہ لکھتے لکھتے باقی شعر ذہن سے اتر گئے۔ اب انھیں یاد کرنے کے لیے غور وفکر اور سوچ بچار کا رشتہ نہیں سنبھال سکتا۔ عفو خواہ ہوں۔

مآثر الکرام (۶) کی درستی کے لیے شکریہ۔ ایسی ہی میری چند اور ضروری کتابیں ہیں، کسی سے معاملہ کر کے بھی ایک ایک کر کے بنوا دیں تو احسان ہوگا۔ ہدیے کے لیے حاضر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

اب آپ نے مزید استفسارات فرمائے ان کے لیے انتظار کرنا ہوگا۔ میری طبیعت اچھی نہیں کتابیں پھر بھجوایئے، باقی سوالات کا جواب آپ کے مرسلہ کاغذ پر دیا ہے۔

یاد آیا، استخراج تاریخ کی قیمت آپ نے نہیں لکھی۔ وہ بھی میں نے رکھ لی ہے۔

حواشی خط نمبر ۱۶۰

۱۔ مولانا روم فارسی کے مشہور صوفی شاعر شہرہ آفاق مثنوی معنوی کے مصنف، مولانا شمس تبریز کے مرید۔ وفات قونیہ (ترکی) میں ۶۷۲ھ میں ہوئی۔

۲۔ اس سے مراد افغانستان سے درآمدہ فارسی کتب کی فہرست ہے جو مولوی شمس الدین صاحب سے لیکر بھیجی گئی تھی۔

۳۔ ''انڈیا ونس فریڈم'' مولانا ابوالکلام آزاد کی انگریزی تصنیف بروایت پروفیسر ہمایوں کبیر (متوفی ۱۸؍اگست ۱۹۶۹ء) کا اردو ترجمہ ہے جو مولانا غلام رسول مہؔر نے شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز لاہور کے لیے ۱۹۵۵ء میں کیا تھا جس کے صرف چھ کاپیوں کے پروف نکلے تھے مگر افسران مجاز کی عدم اجازت کے سبب کتاب چھپ نہ سکی۔ میں نے ان مذکورہ کاپیوں کی تقسیم کے بارے میں دریافت کیا تھا تاکہ اپنے لیے ایک نسخہ کی گنجائش پیدا کر سکوں۔ بعد میں اس کا ایک نسخہ کتابت کے سلسلے ملک رب نواز صاحب مہتمم ادارہ مذکور کی مہربانی سے دستیاب ہو گیا تھا۔ دوسرا نسخہ مہؔر صاحب کے خلف

Marfat.com

اصغر امجد سلیم علوی کے پاس ہے۔ ان دونسخوں کے علاوہ تیسرے نسخے کی موجودگی کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کتاب کے مزید اردو تراجم کی کہانی کے لیے ملاحظہ ہو انڈیا ونس فریڈم مرتبہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹیٹیوٹ کراچی ۱۹۹۷ء:

۴۔ پہلے ''مرقع غالب'' غالب اکاڈمی مدن پورہ بنارس سے ۱۹۵۸ء میں چھپا تھا جو غالب کی تصاویر پر مشتمل تھا اور جسے خیر بہوروی نے مرتب کیا۔ اس کے نئے ایڈیشن کے لیے مہر صاحب نے یہ تصویر ''مرقع غالب'' ہاتھ میں لے کر اتر وائی تھی۔ اس کے چھپنے کا تا حال علم نہیں ہو سکا۔ البتہ اس نام سے ایک مرقع پرتھوی چندر نے لکشمی پرنٹنگ ورکس دہلی سے ۱۹۶۶ء میں شائع کیا جب کہ تیسرا مرقع غالب پروفیسر حمید احمد خان نے مرتب کیا جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔ اس مرقع میں غالب سے متعلق تصاویر کا خاصا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵۔ غالب، مرزا نوشہ اسد اللہ خان، نجم الدولہ، دبیر الملک، نظام جنگ، اردو، فارسی کے مشہور شاعر، ان کی وفات ۱۵ر فروری ۱۸۶۹ء کے حوالے سے ۱۹۶۹ء میں عالمی سطح پر ان کی صد سالہ برسی منائی گئی ان کی تصانیف کے جدید تحقیقی ایڈیشن شائع ہوئے اور اخبارات و رسائل نے خاص اشاعتیں چھاپ کر انھیں بھرپور خراج عقیدت پیش کیا۔

۶۔ ماثر الکرام، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کا مشہور عالم تذکرہ جس کے دفتر اول میں برصغیر پاک و ہند کے صوفیہ کرام اور علماء عظام کا بارھویں صدی ہجری تک کا تذکرہ ہے۔ جبکہ دفتر ثانی موسوم بہ ''سرو آزاد'' شعراء متاخرین کے احوال پر مشتمل ہے۔ اس کا دفتر اول مطبع مفید عام آگرہ سے ۱۹۱۰ء میں جب کہ دفتر ثانی مطبع رفاہ عام لاہور سے ۱۹۱۳ء میں اشاعت پذیر ہوا۔

(۱۶۱)

۱،۲- یہی کر رہا ہوں- (۱)

۳- رکھ لی ہیں-

۴- تا حال نہیں ملی-

۵- وہ باہر ہی پڑی ہے لیکن اندر لے جانے کی ہمت نہیں-

۶- بہتر-

۷- شکریہ اب ممکن نہیں ذرا ٹھہر کر-

۸- ذرا ٹھہرو ان شاء اللہ-

۹- پوچھوں گا-

Marfat.com

۱۰-لکھ ہی نہیں سکا لیکن ان شاء اللہ منگوالوں گا۔

مہربانی - میں نے اشعار لکھ دیے ہیں (۲) مگر ظاہر ہے کہ خود لکھوں تو اور لطف ہوتا ہے- عالم اضطراب میں لکھے ہیں اور ان میں لطف نہیں تاہم بعض اوقات امتثال امر بھی ہو جائے تو غنیمت ہے۔

مہر

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! مجھے آج کل فرصت بالکل نہیں، اس لیے ''ہماری آزادی'' واپس بھیج رہا- ہوں جب تھوڑی سی فرصت ملے گی تو منگوالوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے ترجمے سے اس کا مقابلہ کرلوں۔ باقی کتابوں پر جو کچھ لکھنا ہے اس کے لیے ایک مرتبہ اور زحمت فرمانی ہوگی/ لکھ دیا۔

حاشیہ خط نمبر ۱۶۱

1: مولانا نے اصل خط کے حاشیہ پر ہی جوابات تحریر فرما دیے تھے لہٰذا جوابوں کے سمجھنے کے لیے اپنا خط بھی نقل کر رہا ہوں- پہلے میرا خط پھر مولانا کے جوابات۔

باسمہ سبحانہ

مکرمی ومخدومی جناب مولانا مہر صاحب مدظلہٗ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

۱۔ ایک عریضہ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۷ء کو ارسال خدمت کیا تھا اس کا جواب بدست حامل رقعہ ہذا ارسال فرمادیں۔

۲۔ مطبوعات افغانستان میں سے جو مطبوعات آپ ناپسند فرمائیں وہ لوٹا دیں۔

۳۔ بقیہ پسند خاطر کتب کی قیمت زحمت نہ ہو تو اس وقت ارسال فرمادیں وگرنہ جیسے آپ ارشاد فرمائیں۔ حاضر خدمت ہو کر لے جاؤں۔

۴۔ مولانا شمس الدین صاحب کی فہرست ''مطبوعات افغانستان'' کتابوں کے انبار سے نکل آئی ہو تو وہ اور

۵۔ اسی طرح ''حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی'' بھی برآمد ہوگئی ہو تو ہردو ارسال فرما دیں- کتاب احمد رضا خاں پر اگر مناسب سمجھیں تو اپنے قلم سے دو سطور میں کتاب کے متعلق اظہار

Marfat.com

خیال فرمادیں۔

۶۔ ہماری آزادی (اردو ترجمہ انڈیا ونس فریڈم) بتعمیل ارشاد ارسال خدمت ہے۔ جب کتاب دیکھ چکیں تو اپنے اور اس ترجمہ کے متعلق اپنی رائے کتاب پر تحریر فرمادیں۔ پھر میں کتاب منگوالوں گا یا لے آؤں گا۔

۷۔ مآثر الکرام (مکمل) کی مرمت کرا کے ارسال خدمت کر رہا ہوں کام پسند ہو تو اسی حالت میں مرمت طلب ایک آدھ اور کتاب بھیج دیں۔

۸۔ چار کتابیں (بیک جلد) جو آپ کی مترجمہ ہیں ارسال خدمت ہیں۔ ان کتب پر مآثر الکرام حصہ دوم سے وہ اشعار، جو آپ نے بدست خود مندرجہ ذیل صفحات کے حاشیہ پر اضافہ فرمائے ہیں تحریر فرما کر مشکور فرمائیں کیونکہ آپ کے انتخاب اشعار کے پیش نظر کوئی انتخاب اچھا نہیں۔ص ۲۲۔ ۴۷۔ ۶۹۔ ۴۰۷

۹۔ عبدالسلام خورشید صاحب نے ہندو شعراء پر تقسیم سے پہلے ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ کسی وقت ان سے پوچھیے کوئی فاضل نسخہ مہیا ہو جائے تو ان کی نوازش ہوگی۔

۱۰۔ ماہنامہ "الرحیم" برائے مارچ ۱۹۶۷ء کے آپ نے زائد پرچے منگوانے کا ذکر کیا تھا آ گئے ہوں تو ایک پرچہ عنایت فرمائیں اور آخر میں بے وقت زحمت دینے پر معذرت چاہتا ہوا رخصت ہوتا ہوں اور اپنے آدمی کی واپسی کے لیے چشم براہ ہوں۔

والسلام مع الاکرام

2: آپ نے ان کتابوں پر جو اشعار تحریر فرمائے ان کے کوائف درج ذیل ہیں:

i. طیاروں کی پہلی کتاب پر:

ایں رسم ہائے تازہ ز حرمانِ عہد ماست
عنقا بہ روزگار کسے نامہ بر نہ شد
(نظیری)

ii. موٹروں کی پہلی کتاب پر:

نازم بہ ایں شرف کہ غلام محمدم
لاف نسب ز نسبت آدم نمی زنم
(نظیری)

Marfat.com

iii. خلا میں سفر کی پہلی کتاب پر:

ما عجز دشمنیم و حریفاں زبوں طلب
اے خونِ ما بہ گردنِ طبعِ غیورِ ما
(حیدرؔ معمائی)

iv. میرے اندر کیا ہے؟ پر:

وائے بر جانِ خلائق اگر آرند بہ حشر
عوض روز قیامت شب تنہائی را
(شیخ علی نقی)

(۱۶۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! پرسش مزاج کے لیے سپاس گزار ہوں- اللہ جزا دے میرا معدہ زود یا بہ دیر بگڑ جاتا ہے۔ شاید یہ میری انتہائی ذکاوت حس کا نتیجہ ہے- آپ حیران ہوں گے کہ کھانے میں بڑی احتیاط سے کام لیتا ہوں۔ جو کچھ پکواتا ہوں، بہت سوچ سمجھ کر پکواتا ہوں، خیال رکھتا ہوں کہ زیادہ گرم نہ ہو اور نہ زیادہ سرد معتدل ہو۔ پھر مزاج کی طرح صلاحیت ذائقہ بھی بہت بے ڈھب واقع ہوئی ہے۔ بعض اوقات تیز مرچ کھانے کو جی چاہتا ہے، مگر ڈر کے مارے نہیں کھاتا- بعض اوقات کھٹاس کے تصور سے منہ میں پانی بھر بھر آتا ہے، مگر کھٹاس، جسے عربی میں حموض کہتے ہیں، میرے معدے کے لیے اچھی نہیں، اس لیے صبر وتحمل سے کام لیتا ہوں۔ عمر کے لحاظ سے مجھے صرف لحم طیور کھانا چاہیے۔ بٹیریں، تیتر، بھٹ تیتر، مرغ یا مچھلی لیکن مچھلی ذرا ٹھیک پکی ہوئی نہ ہو یا اس میں کانٹے زیادہ ہوں تو کھا نہیں سکتا۔ طبیعت بیزاری محسوس کرتی ہے۔ بٹیریں ''وحدت کالونی'' کی تعمیر سے پیشتر روزانہ مل جاتی تھیں۔ پکڑنے والے میرے دوست تھے۔ لیکن ''وحدت کالونی'' اور یونیورسٹی کیمپس یا اس قسم کے دوسرے اسباب ونشانات ترقیات میرے لیے آفات وحوادث بن گئے۔ اب نہ بٹیریں پکڑنے والے رہے نہ یہ چیزیں میسر ہیں۔ ایک ایک روپیہ فی پرندہ دے کر بھی خرید تا ہوں مگر تازہ، فربہ اور اچھے نہ ہوں تو کھا ہی نہیں سکتا۔ ایسی کوئی صورت نہیں کہ خود روزانہ بازار پہنچوں اور خرید کر لاؤں۔ آدمیوں کو لاکھ تاکید کرتا ہوں مگر وہ احتیاط نہیں کر

Marfat.com

سکتے۔ میرے ایک آدمی کا کمال تو یہ ہے کہ دکاندار سے کہتا ہے گوشت یا مرغی دے دو اور خود پیٹھ موڑ کر کسی سے باتیں کرنے لگتا ہے۔ جو کچھ لاتا ہے وہ لائق خورش تو کیا ہوگا، قابل دید بھی نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ مرغ خریدنے کے لیے بھیجا۔ لایا اور ایک ٹوکرے میں اسے بند کر دیا کیونکہ میرے باقی عیوب میں سے ایک عیب یہ بھی ہے کہ جب تک جانور خود ذبح نہ کروں اور خود کھال اتار کر نہ دھوؤں تو کھانے میں تامل ہوتا ہے۔ میں سیر کر کے واپس آیا اور پوچھا بھئی لے آئے؟ بولا جی ہاں۔ میں نے کہا: پھر لاؤ ذبح کروں، ٹوکرے کے نیچے سے نکال کر لایا تو مرا ہوا تھا۔ ''دیانت کیش'' دکاندار نے اسے پیٹھ موڑے دیکھا تو ایسا بیمار مرغ حوالے کیا جو قریب مرگ تھا۔ گھر پہنچتے ہی جاں بحق ہوگیا۔ اناللہ پڑھ کر کھانا بھی چھوڑا اور جو روپے ضائع ہوئے تھے ان پر بھی صبر کیا۔

غرض نزاکت طبع نے زندگی کو ایک مصیبت بنا رکھا ہے، لیکن اب کہ ۱۵ اپریل سے عمر کا بہترواں سال شروع ہو جائے گا، نہ طبیعت کے بدلنے کا کوئی امکان رہا اور نہ وہ لطافت فکر و نظر زائل ہوسکتی ہے جو وساوس کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

پھر ایک اور لطیفہ سنیے۔ گوشت صرف اس روز کھاتا ہوں، جس روز خود شہر سے لاتا ہوں۔ دال کھاؤں تو معدے میں ریاح پیدا ہوتے ہیں۔ لحم طیور (پرندوں کا گوشت) کھاؤں تو ڈر رہتا ہے کہ یا تو پیچش شروع ہو جائے گی یا اسہال۔ ایک روز نیاز صاحب کے ساتھ شہر گیا۔ معلوم ہوا کہ ایک جگہ سے کھانے کے لیے ولایتی مرغ ملتے ہیں۔ میں سوا سات روپے میں ایک صاف کیا ہوا مرغ لایا جس کا وزن ایک سیر دس چھٹانک تھا۔ چونکہ میری ضرورت سے زیادہ تھا اس لیے پونا سیر اپنے لیے رکھا (دو روز کے لیے) باقی بچوں کو دے دیا۔ دو روز خوب کھایا اور لطف اٹھایا۔ تیسرے یا چوتھے روز نیاز صاحب نے کہا کہ چلو ٹیزان چل کر چائے پئیں۔ وہاں گیا تو وہ بولے کہ بارہ بج رہے ہیں کیوں نہ کھانا کھالیں؟ چکن سوپ، روسٹ کیا ہوا مرغ اور مچھلی یہ تین چیزیں میز پر آئیں۔ اس وقت تو مزے میں کھا گیا۔ گھر پہنچا تو معدے میں گڑبڑی محسوس ہوئی۔ صبح کو پیچش ہوگئی۔ اب اس دن سے سبزی خشکہ وغیرہ کھاتا ہوں، نیز دہی۔ تاہم تا حال طبیعت معمول پر نہیں آئی۔ اگرچہ اب پیچش سے افاقہ ہے۔

لیجیے چار صفحے اپنی صحت اور خورونوش کی بے سروپا اور لامتناہی کہانی میں صرف ہوگئے اور ابھی یہ ختم نہیں ہوئی لیکن کہاں تک سناؤں؟ لاہور سے باہر کسی گاؤں میں رہنا چاہتا ہوں جہاں سے تازہ سبزیاں مل سکیں۔ نیز تازہ انڈے اور عمدہ دہی۔ بھینس ہمیشہ رکھی۔ اب وقت محسوس ہو رہی

Marfat.com

ہے۔ شہران کاموں کے لیے موزوں نہیں۔ کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ کسی گاؤں میں جو لاہور سے قریب ہو تھوڑی سی جگہ مل جائے تو مکان بنالوں۔ لاہور سے اس لیے کہ یہاں سے باہر جا نہیں سکتا۔

اب مزید سنیے:

۱۔ آپ نے میرے عریضے کے جواب میں کچھ نہ لکھا کہ مولوی شمس الدین صاحب کو میری گزارش مستحق پذیرائی معلوم ہوئی یا نہیں؟

۲۔ میرا راولپنڈی جانا وقتی طور پر اس لیے موقوف ہوا کہ پنڈی سے میرے بیٹے کا خط آ گیا اسے ٹھیکے نیلام کرنے کا حکم آ گیا، جو کل تک (یکم تک) مکمل ہو جانے چاہییں۔ پھر ایک دو روز میں پروگرام بنا کر وہ اطلاع دے گا۔

۳۔ میں وہاں چند روز اس خیال سے رہنا چاہتا ہوں کہ علاج کرالوں۔

۴۔ یہاں ۱۲۔اپریل کو ضروری میٹنگیں ہیں اور مجھے بہر حال جلد واپس آنا چاہیے۔

۵۔ آپ نے جو معلومات چاہی ہیں، وہ میں شاید آپ کے اطمینان کے مطابق بہم نہ پہنچا سکوں۔ البتہ آپ اتوار کو آ کر ضروری باتیں سن سکتے ہیں اور شاید میں آپ کو اتا پتا بھی دے سکوں جو مفید مدعا ہو۔

۶۔ میں غالبؔ کے قصائد میں ڈوبا ہوا تھا۔ آپ کا خط پڑھ کر جو کاغذ سامنے آیا اس پر بے تکلف یہ سطریں لکھ دیں بلکہ چار صفحے کے بعد کاغذ تلاش کرنے میں دو منٹ لگے اور وہ جو فطری امواجِ فیض سیل کی طرح چلی آ رہی تھیں، رخ پلٹ کر دوسری طرف نکل گئیں اور میں پہلے کی طرح ''مجہول'' کا ''مجہول'' رہ گیا۔ غالبؔ کہہ ہی گئے ہیں کہ:

محرم آن است کہ رہ جز بہ اشارت نہ رود

اسی زمین میں غالبؔ کا ایک شعر ایسا ہے جسے میں برسوں عرفیؔ کا سمجھتا رہا:

تو بہ یک قطرۂ خوں ترکِ وضو گیری و ما
سیلِ خوں از مژہ ریزیم و طہارت نہ رود

عرفیؔ نے اپنی شعر گوئی کی کیفیت ایک جگہ بیان کی ہے:

از برونِ لب نہ دانم چوں شود لیک آگہم
از تہِ دل تا لبم افسانہ در خوں مے رود

یعنی مجھے معلوم نہیں کہ لبوں سے باہر نکل کر میرے افادات کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور

Marfat.com

ان سے دلوں پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ہاں یہ جانتا ہوں کہ میری باتیں دل کی گہرائیوں سے لب تک خون میں لتھڑی آتی ہیں۔ میرزا غالبؔ نے بھی اپنی شعر گوئی کی کہانی ایک شعر میں بیان کی ہے اور یہ مقام کسی دوسرے شاعر نے میرے علم کی حد تک واضح نہیں کیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

بینی ام از گدازِ دل، در جگر آتشے چو سیل
غالبؔ اگر دمِ سخن، رہ بہ ضمیرِ من بری

اے غالبؔ اگر تو شعر گوئی کے وقت کسی طرح میرے ضمیر کے نہاں خانے میں پہنچ سکے تو تیرے سامنے ایک عجیب منظر رونما ہوگا۔ یعنی دل کے پگھلنے سے جگر میں آگ کا ایک سیل موجزن نظر آئے گا۔

سبحان اللہ، ان لوگوں کو اپنے احساسات کے بیان کرنے پر کتنی قدرت حاصل ہوگی کہ جزئیات تک بتا جاتے ہیں اور شعریت میں قطعاً کوئی فرق نہیں آتا۔

اب رخصت چاہتا ہوں، جب کلپترہ گوئی پر آ جاؤں تو رکنا ناممکن ہو جاتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ دنیا کے پاس ان فضولیات میں وقت ضائع کرنے کا حوصلہ کہاں ہے؟ چلیے، میں اقبال کا سہارا لے کر عرض کرتا ہوں:

بہ حرفے مے تواں گفتن تمنائے جہانے را
من از ذوقِ حضوری طول دادم داستانے را

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہرؔ

(۱۶۳)

۷۔ جون ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

ا۔ وہ لوگ ملیں تو دریافت کروں۔ (۱) وہ تو گرمیوں میں یہاں رہتے نہیں۔ اوائل مئی میں پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں۔ خدا جانے کہاں ہیں؟

Marfat.com

۲۔ مصنف سے پوچھا نہیں، بالکل بھول گیا۔ (۲)

۳۔ افسوس کہ سیاسیات (۳) کی ایک ہی کاپی میرے پاس رہ گئی۔ کوئی ٹائپسٹ مل جائے تو ٹائپ کرا لوں لکھنے میں تو بہت وقت لگے گا۔ پچھلے دنوں سید حسام الدین راشدی (۴) کراچی سے آئے اور بتایا کہ اس کا مسودہ ان کے پاس محفوظ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب بیرونی اسلامی دنیا میں پروپیگنڈے کا فیصلہ ہوا تو سیٹھ عبداللہ ہارون مرحوم (۵) نے مجھ سے کہا کہ پہلا کتابچہ تم لکھ دو۔ میں اس زمانے میں ایک آدھ مہینے کے لیے پہاڑ پر گیا ہوا تھا۔ وہاں بیٹھے بیٹھے قلم برداشتہ لکھا اور مسودہ سیٹھ کو کراچی بھیج دیا، سید حسام الدین کے بڑے بھائی نے یہ رسالہ چھپوایا اور مسودہ سید حسام الدین کے پاس رہ گیا۔

۴۔ جو واقعہ (۶) آپ نے لکھا ہے مجھے اس کے متعلق کچھ علم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ ''پرویں رقم'' مرحوم نے ایک تختی ابجد کی لکھی تھی۔ وہ کئی مرتبہ حکیم فقیر محمد مرحوم شفاء الملک کے پاس پیش ہوئی اور حکیم صاحب مرحوم اس پر غور کر کے اصلاحیں دیتے تھے۔ پھر وہ چھپی۔ میرے پاس تو نہیں لیکن اکثر کے پاس ہے۔

مشغولیت تو اس وقت تک رہے گی جب تک جان بدن میں ہے۔ باہر کی نہ سہی، اپنی سہی مگر باتیں بھی کر ہی لیتا ہوں۔ آپ نہیں کہہ سکتے کہ جب آئے تو میں نے وقت دینے میں خست سے کام لیا۔ باقی بخیر۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

میں مولوی شمس الدین کے معاملے میں پریشان ہوں۔ روپے کا بھی مقروض ہوں اور کتابوں کا بھی۔ آپ معاملہ ختم کرا دیتے اور کتابیں مل جاتیں تو میں چک دے دیتا۔

مہر

حواشی خط نمبر ۱۶۳

۱۔ آپ کی کتاب (جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ) کے متعلق۔

۲۔ عبدالسلام خورشید کی کتاب ''اردو کے ہندو شعراء'' کے متعلق۔

۳۔ آپ کی کتاب ''سیاسیاتِ مسلمانانِ ہند'' کے متعلق۔ یہ کتاب آپ سے عاریتاً لے کر جیسا کہ آئندہ گرامی نامہ سے ظاہر ہے برخوردار محبوب عالم نے نقل کر لی تھی۔ مگر بعد میں اس کا ایک فاضل نسخہ بھی

Marfat.com

مولانا کے فرزند سلیم امجد سوی نے عنایت فرما دیا تھا۔

۴۔ سید حسام الدین راشدی (متوفی یکم اپریل ۱۹۸۲ء) چیئر مین بچل سرمست اکیڈمی میر پور خاص (سندھ) فارسی، اردو اور سندھی کے نامور محقق، ادیب، شاعر، صحافی، مورخ، درجنوں کتابوں کے مصنف، مولف و مرتب- نشان امتیاز (پاکستان) نشان سپاس (ایران) -سندھی میں ۴۳ تصانیف جب کہ اردو میں ۴ ہیں۔ فارسی کی بہت سی نایاب کتابیں تصحیح و مفید حواشی کے ساتھ سندھی ادبی بورڈ کراچی کی جانب سے شائع کیں۔

۵۔ سیٹھ عبداللہ ہارون -تشکیل پاکستان سے قبل ہی ان کے والد بمبئی سے نقل مکانی کر کے کراچی میں آ گئے تھے۔ ان کی کم سنی میں والد کا انتقال ہو گیا -تجارت سے فطری لگاؤ تھا صرف ۲۵ روپے سے کاروبار کا آغاز کیا - پھر ترقی کرتے کرتے ملک التجار بن گئے۔ زکوۃ و صدقات کی رقمیں الگ الگ کر کے انھیں مستحقین میں تقسیم کرتے۔ تحریک پاکستان کو عملی شکل دینے کے لیے جتنا روپیہ انھوں نے صرف کیا، شائد ہی کسی دوسرے فرد نے کیا ہو -آپ مسلم لیگ کے روح رواں تھے - ۲۷/اپریل ۱۹۴۲ء کو حرکتِ قلب بند ہونے سے کراچی میں انتقال کر گئے۔

۶۔ منشی عبدالمجید پرویں رقم کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ انھوں نے لاہور کے مشہور ناشر کتب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کے لیے ایک قاعدہ لکھا تھا جس کی اجرت فی حرف ایک روپیہ وصول کی تھی۔ اس کی توثیق مطلوب تھی۔

(۱۶۴)

۲۸۔ جون ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! خدا ہم سب پر رحم کرے، جس عذاب میں مبتلا ہو گئے ہیں، بظاہر اس سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی - خدا جانے ہمارا حشر کیا ہونے والا ہے۔

میں نے اسی روز جواب دے دیا تھا بلکہ اسی وقت جب آپ کا خط ملا تھا۔ خلاصہ یہ تھا

۱۔ آپ آئیں مولوی شمس الدین کا حساب لے آئیں، نقد پیسے لے جائیں - ان کی جو کتابیں بغرض مطالعہ میرے پاس ہیں، وہ بھی لے لیں۔

۲۔ اگر وہ فوراً میرے لیے فرہنگ اندراج (۱) کا بندوبست کر سکیں تو کر دیں، نیز

Marfat.com

غیاث اللغات کا - میری غیاث اللغات اب وہی صورت اختیار کر چکی ہے جو آتشکدہ آذر (۲) کی ہے۔

۳۔ سنا ہے فرہنگ کی قیمت پونے تین سو ہے۔ مجھے اس کی ضرورت ہے- یہ رقم ادا کرنے کے لیے تیار ہوں- کچھ رعایت ہو جائے تو مہربانی ہوگی، ورنہ خیر۔

۴۔ رسالہ لے جائیں نقل کرالیں۔

۵۔ مدت سے فارغ ہے آپ آتے ہیں تو مجھے یاد نہیں رہتا۔ اب کتاب سامنے لا رکھی ہے۔ (۳)

۶۔ جو کتابیں آپ کو نہیں ملیں، ان کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ کر دے گا، فی الحال میری بے بسی پر نظر رکھیے- کام بہت زیادہ ہے۔

۷۔ متفرقاتِ غالب (۴) سامنے نہیں۔ آپ آئیں تو نکالوں اور دیکھوں۔

زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں- فرہنگ اندراج کسی اور جگہ سے بھی ملے تو قیمت طے کر لیجیے اور چیک مجھ سے لے جائیے- مولوی صاحب (شمس الدین) اس کا مناسب اور جلد انتظام کر سکتے ہیں- نیز مجھے ''مکاتیب سعدیہ'' کی ضرورت ہے- مولوی صاحب سے پوچھیے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

میں ادھر انتظار میں ہوں، آپ ادھر انتظار میں ہیں- لعنت بر ''کالیا'' صد ہزار لعنت بر ''کالیا''

حواشی خط نمبر ۱۶۴

۱۔ فرہنگ اندراج فارسی کا معروف لغت جو پہلی بار اپریل ۱۸۸۵ء میں چھپا- اب ایران سے بھی چھپ چکا ہے اور مصنف کا نام منشی محمد پادشاہ ہے مگر اس نے اسے اپنے مربی اندراج ''راجہ ولایت وجئی نگر'' کے نام سے منسوب کیا ہے۔

۲۔ آتش کدۂ آذر، از لطف علی آذر- فارسی کا مشہور تذکرہ- مولانا کا نسخہ مطبع فتح الکریم بمبئی کا ۱۲۹۹ھ کا مطبوعہ تھا اور کثرت استعمال کے سبب اس قدر بوسیدہ ہو چکا تھا کہ جہاں سے ورق پلٹو وہ حصہ ہاتھ میں آجاتا تھا مولانا کا اشارہ ''غیاث اللغات'' کی طرف اس کی کہنگی کے سبب ہے۔

۳۔ یہ ہے ''حیات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی'' مصنفہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری

Marfat.com

مکتبہ رضویہ کراچی۔ (س ن)۔

۴۔ متفرقات غالبؔ از سید مسعود حسن رضوی ادیب مطبوعہ ہندوستانی پریس رام پور ۱۹۴۷ء۔ مصنف نے مقدمہ کتاب میں غالبؔ کے ایک شعر کی طرف اشارہ کیا ہے جو ایک نزاعی مذہبی مسئلے کے متعلق تھا اور بعد میں حذف کر دیا گیا۔ میں نے اس شعر کے متعلق دریافت کیا تھا۔

(۱۶۵)

یہ تو کسی بھی کام کی نہیں۔ آپ کی تکلیف فرمائی کا شکریہ (۱)

میرے پاس ہے، البتہ تلاش کرنی پڑے گی۔ ملتے ہی پیش کر دوں گا۔

امکان نظیر اور امتناع نظیر (۲) کا خلاصہ یہ ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ میری دانست کے مطابق یہ مسئلہ مولانا فضل حق خیرآبادی نے شاہ اسماعیل شہید کی کتاب تقویت الایمان پر انتقاد کے سلسلے میں شروع کیا۔ شاہ صاحب نے لکھا تھا کہ اللہ چاہے تو بے شمار ایسے رسول پیدا کر دے۔ معاملہ مشیت کا تھا اور صرف مشیت کا۔ اس پر ردوکد شروع ہوئی۔ شاہ اسماعیل نے ''یک روزی'' لکھا۔ پھر اور بحثیں ہوئیں۔ یہ تمام بحثیں علی گڑھ کے ایک فاضل نے جن کا نام اس وقت ذہن میں نہیں چھاپ دی تھیں۔ کئی سو صفحے کی کتاب تھی، میں نے دیکھی ہے لیکن میرے پاس نہیں۔ ہاں ان کا نام مولانا ''سلیمان اشرف'' (۳) تھا۔

میرزا غالبؔ کی ایک مثنوی میں بھی یہ بحث آئی جو مولانا فضل حق کے ایماء پر لکھی گئی تھی۔ میرزا اسی نتیجے پر پہنچے جس پر ہر سلیم الطبع آدمی پہنچے گا۔ یعنی ''رحمۃ للعالمین'' دو نہیں ہو سکتے۔ میرزا نے کہا:

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود
رحمۃ للعالمینے ہم بود

مولانا فضل حق نے کہا کہ تم نے تو ہمارا مسئلہ برباد کر دیا۔ میرزا نے چند شعر بڑھا دیے اور نتیجہ:

گر دو صد عالم بود خاتم یکے است

طبیعت گھبرائی ہوئی ہے کچھ سوجھتا نہیں۔ تفصیل مشکل ہے۔

Marfat.com

حواشی خط نمبر ۱۶۵

۱۔ یہ تھے ''مکتوبات سعیدیہ'' مرتبہ حکیم عبدالمجید احمد سیفی ناشر مکتبہ حکیم سیفی بیڈن روڈ لاہور ۱۳۸۵ھ۔

۲۔ اس سلسلے میں غالب نے جو مثنوی لکھی، وہ ان کی کلیات (فارسی) میں بعنوان ''بیان نموداری شان نبوت بہ ولایت کہ درحقیقت پرتو نور الانوار حضرت الوہیت است'' مثنوی ششم، موجود ہے۔ (علامہ اقبال نے بھی ''جاوید نامہ'' میں فلک مشتری میں اس موضوع پر گفتگو کی ہے)۔

۳۔ رئیس العلماء سید محمد سلیمان اشرف - بڑی آن بان کے عالم دین اور قادر الکلام مقرر تھے۔ صوفیانہ مشرب رکھتے تھے اور تصوف کے تمام سلاسل چشتی، نظامی، فخری، اور سلیمانی سے وابستہ تھے۔ مرحوم کی شخصیت اتنی جامع اور متنوع تھی کہ ہر موضوع اور ہر موقع سے بکمال حسن وخوبی عہدہ برآ ہوتے۔ آپ سے چند بلند پایہ علمی کتابیں یادگار ہیں۔

(۱۶۶)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کتاب (۱) کے لیے شکریہ - دیکھی مگر میرے نزدیک وہ دو روپے کی نہیں میں تو اسے نہیں خریدوں گا۔ کام کی بات اس میں کوئی نہیں۔

چوبیں روپے بھیجتا ہوں۔ یہ مولوی صاحب تک پہنچا دیجیے۔

دو کتابیں ان کی میرے پاس ہیں، وہ میں دیکھ لوں گا۔ تھوڑی سی باقی ہیں - باہر سے اور کتابیں آئیں تو مجھے بتا دیں، مہربانی ہوگی۔

کچھ اور روپے بھیجنا چاہتا تھا، حیدرآباد منی آرڈر کے لیے، لیکن خیال ہوا کہ یونیورسٹی میں تعطیلات ہیں۔ اس لیے وہ غالباً یہاں نہ ہوں جنھیں بھیجنے ہیں - پتا لے لوں تو بھیجوں گا۔ ان شاء اللہ

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

حاشیہ خط نمبر ۱۶۶

۱۔ اب نام ذہن میں محفوظ نہیں۔

Marfat.com

(۱۶۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں ہفتے کے روز گھر پر نہیں ہوتا۔ آپ کا آدمی کتاب (۱) میرے آدمی، خصوصاً ننکورام (۲) کو دے جائے۔ میں تاکید کر دوں گا کہ ان شاء اللہ اور اتوار کو لے جائے۔ میں اسے دیکھ لوں گا اور امید ہے نوٹ بھی لے لوں گا۔

آپ کی مہربانی کا شکریہ۔ اور کیا عرض کروں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہؔر

فوائد الفواد (۳) میرے پاس ہے غالباً حدیقہ سنائی کے ساتھ اس کی جلد بندھی ہوئی ہے۔ وہ کتاب دراصل میرے ایک قریبی رشتہ دار کی ہے، جو کئی سال ہوئے فوت ہو چکے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ کا اردو ترجمہ لے لیا تھا۔ اور یہ کتاب مجھے دے گئے تھے۔ مجھے اس زمانے میں حدیقہ سنائی کی ضرورت تھی۔ پھر حدیقہ کے اور نسخے مجھے مل گئے۔ اب یہ کتاب مرحوم رشتہ دار کی یادگار ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ چھپائی کس مطبع کی ہے، دیکھوں تو بتاؤں۔ اٹھنے کی اب ہمت نہیں۔ اغلب ہے نول کشور کی ہو۔

مہؔر

حواشی خط نمبر ۱۶۷

۱۔ یہ کتاب تھی ''بیاض دلکشا'' مصنفہ عبدالعلیم نصراللہ خاں احمدی خویشگی خورجوی مطبوعہ فتح الاخبار فتح باغ واقع سبزہ آباد عرف کول (علی گڑھ) جو میں نے کسی عزیز دوست سے مولانا کے مطالعہ کے لیے حاصل کی تھی۔ اس کا ذکر اگلے خط میں بھی ہے۔

۲۔ ننکورام، یہ ایک ہندو پوربیا تھا جو فیض آباد (یو۔ پی) کا رہنے والا تھا۔ اور ۴۳۔۱۹۴۲ء سے مولانا کے ہاں ملازم تھا۔ الٹی دھوتی باندھتا تھا۔ مولانا ذاتی طور پر سب کام اسی سے لیتے۔ ان کے باغیچہ کی دیکھ بھال بھی اسی کے ذمہ تھی۔ مولانا کا حقہ بھی بھرا کرتا۔ کوٹھی پر آنے جانے والوں کی تواضع کے لیے مولانا اسے بلند اور طویل آواز میں پنجابی لہجہ میں پکارتے ننکو...... تو جیسے وہ پہلے سے

Marfat.com

ہی گوش بر آواز ہو، اسی وقت چلا آتا - وہ اپنا کھانا خود پکاتا اور کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھا۔ اس طرح وہ چوبیس گھنٹے حاضر رہتا - مولانا کی رحلت کے کم وبیش دو سال بعد مورخہ ۴، ستمبر ۱۹۷۳ء کو وہ چل بسا - اسے اپنی ملکیتی اراضی میں برلب نہر جامن کے درخت کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ اب اس کے مدفن پر قریشی پتھالوجیکل لیبارٹری نون روڈ تعمیر ہو چکی ہے۔

۳۔ فوائد الفواد، مولفہ خواجہ حسن دہلوی کا محکمہ اوقاف مغربی پاکستان لاہور کا مطبوعہ نسخہ ۱۹۶۶ء میرے پاس موجود تھا جس کے بعض مشکوک مقامات کی صحت کے لیے مولانا سے اس کے متبادل ایڈیشن کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی ان کا نسخہ منشی نولکشور لکھنؤ کا ہی مطبوعہ تھا۔ جو ۱۹۰۸ء میں طبع ہوا۔

(۱۶۸)

GHULAM RASUL MIHR
MUSLIM TOWN
LAHORE.

۲۰۔ جولائی ۱۹۶۶ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں ہفتے کی شام کو اور اتوار کو منتظر رہا۔ اپنی طرف سے جواب فوراً بھجوایا تھا۔ خدا جانے کیا بات ہوئی کہ بروقت نہ مل سکا۔ اب کل انتظار کروں گا، اِن شاءاللہ۔

میرے سوانح میں کیا رکھا ہے؟ البتہ زندگی میں چند اہم کام کیے بلکہ کہنا چاہیے اللہ نے اپنی رحمت سے چند کام لیے۔ ان کی حقیقی حیثیت کا اندازہ ان اصحاب کے سوا اور کسی کو ہو نہیں سکتا، جنھیں ملک وملت کی سیاسیات سے پوری واقفیت ہو۔ میں ان کی تشریح کروں تو کئی دقتیں پیش آتی ہیں۔

۱۔ سمجھانا پڑتا ہے کہ وقت کے احوال کی کیفیت کیا تھی؟

۲۔ پھر بتانا پڑتا ہے کہ ان احوال میں بہتر اور اوفق راہ عمل کون سی ہو سکتی تھی۔

۳۔ سب سے آخر میں یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اس عاجز ہیچ میرز سے کیا کام لیا گیا۔

ایک ایک معاملے کے متعلق تینوں پہلوؤں کی تشریح گھنٹوں کی گفتگو میں بھی بقدر شوق مکمل نہیں ہو سکتی - پھر یہ ضروری ہے کہ جو بھی صاحب انھیں لکھیں وہ خود مختلف پہلوؤں سے کچھ نہ کچھ واقفیت

Marfat.com

ضرور رکھتے ہوں ورنہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ اصل نقشے کی نگارش کا صحیح خاکہ نہ ہوگا۔

خود میں لکھنا چاہتا تھا۔ اپنے لیے نہیں صرف مسائل کی توضیح کے لیے لیکن بہترین خواہشات کے باوجود اب تک فرصت نہ مل سکی۔ کبھی ایک مشغولیت کا پھندا پھانسی کی طرح گلے میں پڑ جاتا ہے۔ کبھی دوسری مصروفیت ہاتھ پاؤں باندھ کر لے جاتی ہے۔ نہ ہمت شکوہ، نہ یارائے فریاد، میں نے بھی مدت سے سمجھ رکھا ہے کہ اگر خدا کو یہ کام کرانا منظور ہے تو کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی اگر منظور نہیں تو میری کوئی بھی کوشش اسے پورا نہیں کر سکتی اور جو کچھ بعد میں پیش آئے گا، اس پر قناعت کر لینی چاہیے۔ مولانا آزادؒ مرحوم کو بھی یہی صورت پیش آئی۔

ایک صاحب نے مجھے بتائے بغیر نقوش کے شخصیات نمبر میں میرے حالات لکھے، صرف آخری مرحلے پر مجھے آگاہ کیا اور میں بعض بدیہی غلطیوں کی تصحیح کرا سکا۔

ایک طالب علم (۱) یونیورسٹی کی طرف سے مجھ پر تھیسس لکھ رہا ہے، اس کی مستعدی نے خود مجھے اتنا متاثر کیا کہ جی چاہتا ہے ایسے ہی نوجوانوں سے ملنا چاہیے۔ وہ تمام چیزیں اس نے جمع کر لیں جن کا خود مجھے بھی علم نہ تھا۔ خدا جانے وہ کتنے درجن اصحاب سے ملا۔ وہ غالباً اس مہینے کے اواخر میں امتحان سے فارغ ہو کر آئے گا۔

ایک صاحب اصرار کر رہے تھے کہ مجھ پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں- ایک روز آئے اور تین گھنٹے کی گفتگو میں کئی صفحے کے نوٹ لے کر چلے گئے۔ آئیں تو پتا چلے کہ کیا لکھا۔

آپ جو چاہیں گے اس کی تعمیل میں مجھے کیا تامل ہو سکتا ہے؟ لیکن ہے یہ معاملہ پیچیدہ۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

''جام جم'' (۲) ادھورا ہے۔ میں بے بس ہوں۔ وقت نہیں ملتا اور وہ مکمل نہیں ہوتا۔ آپ کے لیے میں خود تصحیح کر دوں گا بہ شرطیکہ وقت مل سکے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

کتاب ابھی ملی شکریہ- یہ ایک روز میں ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ بے شمار چیزیں غور طلب ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کا فرمان پورا ہو جائے۔ بہتر ہو گا کہ ایک روز کی مہلت اور لی جائے۔ مجھے ریسرچ کا کام دفتر کے مقررہ اوقات کے مطابق کرنا ہے۔ اس وقت میں کوئی اور کام منافی دیانت ہوگا۔

Marfat.com

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

خط نمبر ۱۶۸

۱۔ یہ مکتوب میری خواہش کے اظہار پر لکھا گیا ہے۔ جس طالب علم کا ذکر ہے وہ ہیں صاحبزادہ یوسف طاہر، یہ ان کا ایم۔اے کا تھیسز تھا۔ موصوف کا ٹھور ٹھکانا معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ صاحبزادہ کی نسبت سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کسی دربارِ دربار کے گدی نشین ہو گئے ہوں گے۔

۲۔ جام جم۔ سرسید احمد خاں کا رسالہ ہے۔ یہ رسالہ مقالات سرسید (حصہ شانزدہم نایاب رسائل و مضامین) مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۵ء میں شامل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ طباعت میں خاصی غلطیاں رہ گئی تھیں جن کی درستی کے لیے مرتب نے مولانا مہؔر کی طرف رجوع کیا۔ میں نے مولانا مہؔر کو اسے درست کرتے ہوئے پایا تھا اور اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ درست ہو جائے تو میں بھی اس کے مطابق اپنا نسخہ صحیح کر لوں۔

(۱۶۹)

۲۵۔ جولائی ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! پہلے سکندر جاہ مرحوم کی تاریخیں لیجیے۔ (۱)

جلوس: ۶ جولائی ۱۸۰۳ء

وفات: ۲۳، مئی ۱۸۲۹ء

نام: محمد اکبر علی خان، خطاب سکندر جاہ

بن نظام علی خاں آصف جاہ دوم

۲۔ کتاب (۲) کے لیے میں بڑا مضطرب تھا لیکن پوری کتاب میں سیدؒ صاحب کا ذکر صرف ایک جگہ ہے یعنی انھوں نے اس بزرگ کو کوٹہ سے ٹونک بلایا۔ اپنے پاس ٹھہرایا۔ پھر دوسری جگہ اقامت کا بندوبست ہوا اور یہ پتا کہیں سے نہ چل سکا کہ سال یا مہینا کون سا تھا؟ سید صاحب ٹونک میں ۱۸۱۷ء تک رہے اور وقتاً فوقتاً پھر ہجرت کے سلسلے میں چند روز رہے (۱۸۳۶ء) غرض کتاب بے سود سی ہے آپ منگا لیں۔ وہ طالب علم میرے پاس بیٹھے ہیں۔ آپ تھیسس دیکھیں گے تو

Marfat.com

خوش ہوں گے لیکن وہ جب تک تھیس پیش کر کے نمبر نہ لے لیں، کسی کو رسماً دکھا نہیں سکتے ورنہ وہ ہر خدمت کے لیے تیار ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۱۶۹

۱۔ اب یاد نہیں پڑتا کہ سکندر جاہ کے متعلق تاریخیں کس مقصد کے لیے مطلوب تھیں۔

۲۔ ''بیاض دلکشا'' کے متعلق اظہار خیال (متعلق خط نمبر ۱۶۷) اگلے خط میں بھی اس کتاب کا ذکر ہے۔

(۱۷۰)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کی محبت کا دلی شکریہ۔

استفادہ اللہ کی رحمت سے وابستہ ہے۔ کتاب میں کچھ بھی نہیں، جن بزرگ کے حالات لکھے ہیں اس کے باب میں بھی کوئی طریقہ پیشِ نظر نہیں رکھا۔

مولانا شمس الدین کی دو کتابیں میرے پاس امانت تھیں۔ مجھے ان کے مطالعے کا وقت نہیں ملتا۔ اس لیے واپس بھیجتا ہوں۔ پھر فرصت ہوئی تو منگا لوں گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکا

مہر

(۱۷۱)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! ''والتین'' (۱) میں سے صرف قسموں کی تفسیر پر مولانا نے غالباً دو طویل مقالے ''البلاغ'' میں کسی کے استفسار پر لکھے تھے۔ وہ اسی زمانے میں چھپ گئے تھے، ان کے پاس جو ''چالیس گنا تفسیری مواد'' موجود تھا، اس کی حقیقت بھی اس کی سوا کچھ نہیں کہ الہلال اور البلاغ میں سے تفسیری نکتے اکٹھے کر لیے جائیں۔ ان میں سے بعض طویل تحریریں میں نے قرآن

Marfat.com

مجید کے ایک نسخے میں نقل کرالی تھیں۔ پھر اس کی تکمیل کے لیے فرصت نہ نکلی۔

محمد شریف عبدالغنی صاحبان کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم اور مولانا کی تحریرات سے بڑی دل بستگی تھی۔ وہ تفسیر ''والتین'' کی نہیں صرف قسموں کی ہے اور اس سلسلے میں بھی مولانا آزادؒ نے استفادہ حافظ ابن قیم کی کتاب ''التبیان فی اقسام القرآن'' سے کیا ہے لیکن حافظ سے اختلاف بھی کیا ہے، جس کے لیے نہایت معقول وجہ موجود تھی تفصیل زبانی عرض کر سکتا ہوں۔

مولانا آزاد سبحانی مرحوم کا نام ''عبدالقادر'' تھا۔ زندگی درویشوں کی طرح گزاری۔ ایک تہمد باندھنے کے لیے ایک چادر اوڑھنے کے لیے اور ننگے سر۔ کبھی کبھار کھدر کا معمولی سا کرتا پہن لیتے تھے جسے پنجابی میں ''جھگی'' کہتے ہیں۔ میری آنکھوں سے جو آدمی گزر چکے ہیں، ان کی کوئی مثال دور حاضر میں نہیں ملتی۔ آپ کارڈ پر اس طرح لکھتے ہیں کہ دوسرے کے لیے دوسری طرف لکھنے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ اس کا فلسفہ سمجھ میں نہ آیا۔

حاشیہ خط نمبر ۱۷۱

۱۔ مولانا ابوالکلام آزادؔ سے منسوب سورہ والتین کی تفسیر محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب۔ کشمیری بازار لاہور نے ۱۳۴۰ھ میں شائع کی تھی۔ مجھے اپنے مضمون ''قرآن مجید کے اردو میں تراجم و تفاسیر'' کے سلسلے میں اس کے متعلق معلومات درکار تھیں جو مولانا نے بقدر تشفی مہیا فرما دیں۔ مکتوب کے اگلے پیرے کا سوال لکھنے کی ضرورت نہیں یہ از خود واضح ہے۔

(۱۷۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! افسوس کہ آج کے سوالات سے متعلق میری معلومات آپ کے لیے چنداں سودمند نہیں ہو سکتیں، اس لیے کہ بہ منزلہ صفر کے ہیں۔

۱۔ بروکلمان جرمنی کا مشہور مستشرق تھا جس کا انتقال ۱۹۵۶ء میں ہوا، اس کی تاریخ ادب عربی کا مجھے علم ہے تین جلدوں میں چھپی ہے لیکن میرے پاس بالکل نہیں، نہ انگریزی نہ عربی۔

۲۔ سٹوری کے نام سے آگاہ ہوں۔ اس نے کتابوں کے متعلق ایک اہم ذخیرہ معلومات فراہم کیا ہے لیکن اس کی تاریخ ادبیات فارسی کا بھی مجھے علم نہیں اور نہ وہ میرے پاس ہے' نہ اس کا ذکر کبھی سنا ہے۔

Marfat.com

۳۔ میرزا حیرت کا نام بھی ذہن میں نہیں۔ بس یہی نام مشہور رہا۔ اگر کچھ معلوم ہو گیا تو ضرور اطلاع دوں گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

(۱۷۳)

۱۸، اگست ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ دیکھیں میرے لیے آپ کا قرب باعث ترجیح ہے (۱)۔ اگر نظر میں کوئی جگہ ہو تو میں آپ سے بات چیت اور قرارداد کے بعد کسی بچے کو بھیج دوں گا وہ دیکھ لیں۔ آپ ملیں گے تو بات کر لیں گے۔

یہ تو آپ نے خوب یاد دلایا۔ محمد امراؤ مرزا (۲)، یا محض امراؤ مرزا ان کا نام تھا۔ میں نے انھیں دیکھا نہیں سنا بہت کچھ ہے۔ عجیب آدمی تھے۔ بیٹھے بٹھائے ایسی داستان وضع کر لیتے تھے کہ انسان سنتے ہی سراپا حیرت بن جائے۔ ''حیات طیبہ'' ان کی وضع وجعل کی ایک عجیب کتاب ہے جس نے محققین اہل حدیث کو اب تک اپنے بیانات میں الجھائے رکھا۔

اورنٹیل کالج میگزین کے پرچے میرے پاس مسلسل نہیں، متفرق ہیں، کچھ جلدیں مکمل ہیں، کچھ نامکمل۔ میرے پاس تو دیکھنے کا وقت نہیں، آپ کے پاس ہو تو آئیں اور سارے دیکھ لیں۔

''صدق جدید'' کے تازے پرچے میں تراجم کے متعلق ایک مفصل نوٹ ہے۔ میں نے پڑھا نہیں آپ آئیں تو دیکھ لیں۔ پرچہ مجھے دوپہر کو ملا تھا۔ پھر خدا جانے کہاں رکھا گیا۔ اب ملتا نہیں۔ ورنہ نقل کر دیتا۔

اب میں پریشان ہوں کیونکہ آج جمعہ ہے۔ آپ کا ۱۶ کا لکھا ہوا خط مجھے ۱۸ کو ملا۔ اگر میرا خط ڈاک میں پڑ جائے تو آپ کو کل نہیں ملے گا۔ کیا کروں کوئی بات بھی تو ذہن میں نہیں کہ ڈاک خانے میں آپ کو یہ کہاں پہنچاؤں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Marfat.com

حواشی خط نمبر ۱۷۳

۱۔ مولانا کی رہائش مسلم ٹاؤن میں تھی مگر آبادی کے پھیلنے اور گنجان ہو جانے کے سبب کہیں کھلی فضاء میں رہائش کے لیے زمین کی تلاش میں تھے۔ اسی سلسلے میں ان سے بات چیت جاری تھی۔

۲۔ حیرت دہلوی، کا درست نام محمد امراؤ بیگ تھا۔ آپ مشہور اہل حدیث عالم، کثیر التصانیف بزرگ، مصنف ادیب، مترجم، مورخ اور بہت بڑے صحافی تھے۔ انہوں نے کتاب شہادت لکھ کر واقعہ کربلا کا ہی انکار کر دیا۔ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء کو وفات پائی (تفصیلی حالات کے لیے برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن از مولانا محمد اسحاق بھٹی مکتبہ قدوسیہ لاہور ۲۰۰۵ء ملاحظہ فرمائیں)۔ اگلی گفتگو اورینٹل کالج میگزین اور صدق جدید میں اردو میں قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر کے مضامین کے بارے میں ہے۔

(۱۷۴)

۲۴۔ اگست ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ نے استفسار کیا (۱) میری دسترس میں حیدر آباد کے متعلق کوئی کتاب اس وقت نہیں تھی۔ بائیں ہاتھ گھومنے والی الماری میں جیمز برگس James Burgess کی کتاب The Chronlogy of India پڑی تھی جس میں ۱۴۹۴ سے ۱۸۹۴ء تک کے تمام اہم وقائع تاریخ ہند کی فہرست سلسلہ وار مرتب کر دی گئی ہے۔ اسی کے حوالے سے میں نے لکھا تھا:

۱۔ سکندر جاہ کی تاریخ جلوس ۶ راگست ۱۸۰۳ء۔ اسی روز اس کے والد نظام علی خاں کا انتقال ہوا تھا (کتاب کا صفحہ ۲۸۳)

۲۔ سکندر جاہ کا انتقال ۲۳ مئی ۱۸۲۹ء (کتاب کا صفحہ ۳۲۵)

مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ یہ تاریخیں درست ہیں۔ نظام الملک آصف جاہ اول کے بعد اس کے بیٹے اور ایک نواسا مختلف اوقات میں مسند نشیں رہے مثلاً ناصر جنگ، مظفر جنگ، صلابت جنگ، وغیرہ لیکن چونکہ ان کا معاملہ عارضی تھا اس لیے انھیں سلسلہ حکمرانی میں نظام تسلیم نہیں کیا جاتا۔ دوسرا نظام نظام علی خاں تھا جو غالباً ۱۷۶۳ء میں مسند نشیں ہوا۔ پھر آصف جاہ ثالث اکبر علی خاں سکندر جاہ، آصف جاہ رابع فرخون علی خاں، ناصر الدولہ، آصف جاہ خامس تہنیت علی خاں

Marfat.com

افضل الدولہ، آصف جاہ سادس میر محبوب علی خاں، آصف جاہ سابع میر عثمان علی خاں۔ بس ان سات پر یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ وقت ۱۷۲۲ء سے ۱۹۴۸ء تک ہے۔ یعنی سوا دو سو سال۔

میرا خیال ہے کہ (۲) حکیم احمد شجاع کے پانچ پارے چھپ چکے ہیں پھر یہ سلسلہ منقطع ہوگیا یا کہہ لیجیے معطل ہوگیا۔ وہ اچھرہ (ذیلدار پارک) میں رہتے ہیں صحیح پتا معلوم نہیں۔ خود ہی مہربانی فرما کر ملنے کے لیے آجاتے ہیں۔ اب مدت سے نہیں آئے غالباً پہاڑ پر چلے گئے ہوں۔

میرے پاس جو کچھ ہے، اسے جب تک نکالا نہ جائے، پتا نہیں چل سکتا کیا کچھ ہے۔ میں بالکل بے بس سا ہوں، کم از کم بالفعل۔ آپ آکر سب کچھ نکال لیں۔ پھر اسی طرح رکھ دیں کیونکہ مجھ میں نہ نکالنے کی ہمت ہے اور نہ رکھنے کی۔

اغلب ہے آپ نے دو کتابوں کا ذکر نہ کیا ہو:

۱۔ سیٹھ یعقوب حسن مرحوم مدراسی کی کتاب۔

۲۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی مرحوم کی کتاب تفسیر قرآن دو پارے دو جلدوں میں اور کوئی چیز ذہن میں نہیں آتی۔

باقی خیریت۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۱۷۴

۱۔ خط نمبر ۱۶۹ کے سلسلے کی مزید وضاحت۔

۲۔ میں نے اپنے مضمون کے لیے مولانا کی لائبریری میں موجود تفاسیر کے بارے میں کوائف دریافت کیے تھے یہ اسی کا مجمل جواب ہے۔ سیٹھ یعقوب حسن مدراسی کی تفسیر کا نام ''کتاب الھدیٰ'' ہے یہ خلافت پریس بمبئی سے ۱۹۲۶ء میں چھپی جب کہ محمد عبدالباری فرنگی محلی کی تفسیر کا نام الطاف الرحمن بہ تفسیر القرآن'' ہے۔ یہ نامی پریس لکھنؤ سے ۱۳۴۳ھ میں چھپی البتہ حکیم احمد شجاع ایوبی الانصاری کی ''افصح البیان فی مطالب القرآن'' (پانچ پارے) جدید اردو ٹائپ پریس لاہور سے ۱۳۷۳ھ میں چھپی۔

Marfat.com

(۱۷۵)

۳۱۔اگست ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

۱۔۶ جولائی ممکن ہے لکھا ہو ۱۸۱۳ء کبھی نہیں لکھا کیونکہ مجھے خوب یاد ہے کہ سکندر جاہ کی مسند نشینی ۱۸۰۳ء کی ہے۔ صحیح تاریخ ۶۔ اگست ۱۸۰۳ء ہے۔ کیونکہ نظام علی کا انتقال اسی تاریخ کو ہوا تھا

۲۔ مولانا عبدالباری کی تفسیر کے دو پارے میرے پاس ہیں۔

۳۔ سیٹھ یعقوب حسن کی کتابیں بھی غالباً ہیں۔

۴۔ آپ نے عجیب بات (۱) لکھی- کتاب اس وقت میرے پاس نہیں کہ دیکھ لیتا۔ لیکن یقیناً میں ملازمت کو گناہ نہیں سمجھتا۔ اجرت پر کام کرنا کس اعتبار سے گناہ یا منافی اخلاق فاضلہ ہے؟ آخر یہ تو ہر فرد تسلیم کرتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کا یہ پیشکش قبول کر لیا کہ آپ مال لے جائیں اور دوسروں کے مقابلے میں دگنی اجرت یا معاوضہ دوں گی، یہ قرارداد بہر حال مسلم ہے- کیا یہ اجرت پر کام کرنا نہیں؟ مستقل نہ سہی موقت سہی (موقت یعنی وقتی طور پر) اور اگر حضرت خدیجہؓ خود نکاح کی آرزو مند نہ ہوتیں تو یقیناً اجرت پر کام کا سلسلہ جاری رہتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ دیانت دار فرد مل ہی نہیں سکتا تھا۔

اگر کسی صاحب نے اسے خلاف واقعہ قرار دیا تو یہ محض تعبیر کا اختلاف ہے نفس واقعہ میں کوئی اختلاف نہیں- بایں ہمہ اگر دل میں یہ خیال بلکہ خیال کا پرتو بھی پیدا ہوا کہ معاذاللہ اس سے رسول اللہ ﷺ کے احترام میں کمی آنے کا امکان ہے تو کاتب سطور ہزار مرتبہ اس گناہ کے لیے عفو خواہی پر ہمہ تن آمادہ ہے کہ اس کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکی تھی۔ اور تحریر کا سیاق و سباق اس کے اس دعوے کا موید ہے بلکہ بیسیوں مقامات پر ایسے مباحث آئے ہیں اور کاتب حروف رسول اللہ ﷺ کے احترام ہی نہیں، حضورؐ کی ذات اقدس کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت کو مرکزی نقطہ ایمان سمجھتا ہے اس حدیث کے مطابق کہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین- باقی رہا کسی بھائی کا ریڈ - تیزی دکھانا تو عزیز

Marfat.com

مکرم! میرا دل ہر شخص کے خلاف بدگمانی سے پاک ہے میں یہی سمجھوں گا کہ اس نے اپنے خیال کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے عشق ومحبت کے جوش میں یہ رائے دی اور ایک مہرؔ کیا ایسے دس کروڑ افراد اس ذات پاک کے عشق ومحبت میں گرد راہ سے زیادہ بے وقعت سمجھے جاسکتے ہیں اور سمجھے جانے چاہییں۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ قادیانی حضرات جو نفس خاتمیت رسالت میں تاویل بعیدۂ باطلہ کے قائل ہیں، انھیں دوسروں کے بجائے اپنے احوال پر غور کرنا چاہیے کہ ان کا عقیدہ کہاں تک پہنچتا ہے۔

میرے پاس کتاب نہیں۔ میں ان شاء اللہ ہفتے کے روز فرینکلن جا کر دیکھوں گا تو پتا چلے گا بہر حال اصل خیال صحیح ہو یا نہ ہو لیکن ایسے کسی خیال پر بھی میرے لیے دس ہزار مرتبہ توبہ کرنا بالکل بجا اور برحق ہے:

کردہ ام توبہ و از کردہ پشیماں شدہ ام

البتہ یہ یقین دلانے کی ضرورت غالباً نہیں کہ اگر یہ غلطی ہے تو سراسر نادانستہ و ناخواستہ ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۱۷۵

۱۔ آپ نے ''انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم'' (جلد اول۔ تاریخ اسلام) از ولیم ایل لینگر کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ جسے ان کے ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز و پبلشرز لاہور نے ۱۹۵۸ء میں شائع کیا۔ اس کی جلد اول کے پہلے ہی صفحہ پر ایک فقرہ تھا۔ ''جوان ہو کر آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار کر لیا اور حضرت خدیجہؓ کے پاس ملازم ہو گئے۔'' اس فقرے پر شیخ محمد اسماعیل پانی پتی (قادیانی) نے کسی مجلس میں مولانا کے خلاف نہایت معاندانہ رویہ اختیار کیا۔ میں یہ بات مولانا کے علم میں لایا۔ جس کا جواب اس مکتوب میں وضاحت سے دیا گیا ہے۔

(۱۷۶)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! ''مرادی'' ترجمے سے بظاہر مراد ایسا ترجمہ ہے جس میں الفاظ و آیات

Marfat.com

قرآنی کے مرادی مفہوم کا ایضاح پیش نظر ہو۔ غالباً یہ لفظ اس لیے مستعمل ہوا کہ لفظی ترجمے کا صحیح نمونہ وہ ہے جو شاہ رفیع الدین مرحوم نے پیش نظر رکھا۔ اس کے بالمقابل شاہ عبدالقادر کے ترجمے میں مراد و مفہوم کا خاص خیال رکھا گیا۔ اور تو کوئی مطلب ذہن میں بیٹھتا نہیں۔

تراجم اغیار (۱) کا الگ عنوان بنا کر اس کے تحت قادیانیوں یا لاہوری احمدیوں کے تراجم و تفاسیر لانا میرے ذہن میں تو آتا نہیں۔ بعض طبقات نے یقیناً فتوے دے رکھے ہیں۔ لیکن ایسے فتوے کب اور کس طبقے کے متعلق بارہا نہیں چھپے؟ میرا خیال تو مدت سے یہ ہے کہ ایک اسلامیت حقیقی اور شرعی ہے۔ ایک اسلامیت عرفی و رسمی ہے۔ حقیقی اور شرعی اسلامیت کا اطلاق تو ہم اسی پر کریں گے جو عین مطابق مقاصد اسلامیت ہو لیکن رسمی و عرفی اسلامیت کا اطلاق وسیع ہے۔ اس میں میرے نزدیک وہ گروہ بھی آجاتا ہے جسے غیر لوگ مسلمان سمجھتے ہوں یا جنھیں سرکاری کاغذات میں رسماً "مسلمان" لکھا جاتا ہو لیکن آپ کا معاملہ دوسرا ہے اور ممکن ہے عقائد کا معاملہ بھی یہی ہو۔ آپ جو چاہیں یا جو مناسب سمجھیں اس پر عمل پیرا ہوں۔ لیکن ہے میرے نزدیک یہ مفہوم حقہ اسلامیت سے سراسر اعراض۔ اسلامیت کا مفہوم ہی وہ نہیں، جو عام طور پر سمجھ کر اور پیش نظر رکھ کر اخراج عن الملت کے فتوے دیے جاتے ہیں۔ صحت عقائد کا تحفظ حد درجہ ضروری ہے۔ مگر اس کے لیے کسی نادر شاہ یا تیمور کے حکم قتل عام کی ضرورت نہیں۔ بہت سی صورتیں ہیں جو اس باب میں عمل پیرائی کی دعوت دے رہی ہیں لیکن میں یہ سب ۱۹۶۷ء میں کہہ رہا ہوں۔ نظیری آج سے ساڑھے تین سو سال پیشتر کہہ گیا ہے:

زیں مسلماناں نظیری شد مسلمانی خراب
از مسلماناں برآئے و در مسلمانی گریز

کون مسلمانی میں گھسنے کی کوشش کرتا ہے؟ سب کے پیش نظر مسلمان گروہوں سے انتساب و ارتباط ہے۔ بحث سے مقصود یقیناً یہ نہیں کہ آپ کو اپنا ہم نوا بناؤں حاشا و کلا ہر مسلمان کے اپنے مصالح ہیں اور اپنے تصورات۔ ہم لوگ اپنے مخصوص تصورات کے باوصف دنیا سے گہرا واسطہ رکھے ہوئے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ہر فرد ہماری طرح باہمہ و بے ہمہ زندگی بسر کرے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

حاشیہ خط ۱۷۶

۱- جواب سے سوالوں کی نوعیت عیاں ہو رہی ہے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

(۱۷۷)

۲۸۔ ستمبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں زیادہ بیمار ہو گیا۔ پھر بہ سلسلہ علاج سرگودھا چلا گیا۔ اتر سوں واپس آیا۔ اب بیمار تو نہیں کمزور ہوں اور کام بہت زیادہ ہیں۔ اگر تندرست بھی ہوتا تو ایسے امور میں تحریری بحث مجھے پسند نہیں اس لیے کہ کاتب جو کچھ کہنا چاہتا ہے ضروری نہیں کہ مکتوب الیہ کے دل میں اس پر نئے سوال پیدا نہ ہوں۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ الفاظ کاتب کا اصل مدعا ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے۔ اس کا محل مذاکرہ ہے نہ کہ مکاتبہ۔ تاہم اتنا عرض کر دوں کہ ایک اصولی بات ہے موول کو منکر قرار دینا جسارت ہے کیونکہ کسی معاملے کی تاویل کرنے والا حقیقۃً اصل شے کا مقرو معترف ہوتا ہے۔

اب خاتم النبیین (۱) کو دیکھ لیجیے سورۂ احزاب کی چالیسویں آیت ہے۔ ''ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' کا ترجمہ از شیخ الہند مرحوم (رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر) عبداللہ یوسف علی مرحوم کا ترجمہ (The Apostle of God and seal of the prophets)، مولوی محمد علی مرحوم کا ترجمہ (اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں)۔ قرأت میں خاتَم اور خاتِم دونوں ہیں اکثر خاتم بہ معنی مہر۔ اس سے قادیانیوں نے نہ کہ لاہوریوں نے تاویل کی اور وہ یوں کہ کوئی شخص نبی ہو سکتا ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی مہر لگوا کر۔ بہ ہر حال کوئی کچھ کہے میرے پیر و مرشد کا مسلک یہی تھا کہ موول (تاویل کرنے والا) منکر نہیں ہوتا۔ لاہوری احمدی تو موول بھی نہیں بلکہ ٹھیٹھ سنیوں کے برعکس ترجمہ ہی ''ختم کرنے والا'' کرتے ہیں۔ مزید سننا چاہیں تو مذاکرۃ اور ''شفاہتہً۔ خطوط غالب (۲) میرے پاس آ گئی تھی اور میں اسے دیکھنے کے لیے وقت نکال رہا ہوں۔ خیال ہے کہ ہفتے کے روز نیاز صاحب سے پوچھوں گا کہ اگر دو سو صفحے حوالہ کاتب کر دیے جائیں تو چند روز میں تیار ہو جائیں گے۔ آپ کے بھانجے کتابت شروع کریں تو آپ دو چار منٹ کے لیے آئیں اور مجھ سے پوچھ جائیں کہ میں کیا کچھ

Marfat.com

چاہتا ہوں۔ میری ایک اور کتاب ''نقش آزاد'' بھی نئے سرے سے لکھی جارہی ہے۔

اکمل المطابع دہلی سے قاطع برہان کا جو نسخہ ۱۸۶۵ء میں طبع ہوا، اس میں کچھ اضافے بھی تھے اور میرزا نے اس کا نام ''درفش کاویانی'' رکھا تھا۔ چنانچہ اس کے سرورق پر دونوں نام درج تھے یعنی

قاطع برہان

درفش کاویانی

یہ بالکل درست ہے۔

خاتم النبیین کی کوئی تاویل میرے نزدیک نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ ﷺ آخری نبی تھے۔ لا نبی بعدی نے معاملہ ختم کردیا۔ میرے نزدیک اس کے مصالح بھی تھے حکم بھی۔ لوگ سوچتے نہیں۔ مولین بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ ہر حکم رسول اللہ ﷺ کا ہے اور وہی آخری ہے۔ انہی کی شریعت آخری شریعت ہے۔ البتہ وہ ایک فرد کے دعاوی عجیبہ کے لیے گنجائش پیدا کرنے کی غرض سے تاویل کرتے ہیں یعنی یہ کہ اسے نبی کہا جاسکے یا اس کا دعوائے نبوت درست ہوجائے۔

دوسرے بزرگوں نے ''مجددیت'' پر زور دیا اور غیر معمولی علماء کو وہ مجدد قرار دیتے ہیں مثلاً شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی یا امام احمد بن حنبل یا امام ابن تیمیہ لیکن میرا مسلک اس سے بھی مختلف ہے۔ میں حدیث تجدید کو تسلیم کرتا ہوں لیکن مگر ان معنی میں نہیں جن میں عام طور پر اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز تعیین کوئی نہیں اور ہماری تعیین سراسر قیاسی ہے۔ حقیقت آپ مجھ سے سنیں گے تو کچھ اور نکلے گی۔

اصل یہ ہے کہ قادیانیوں کے بعض دعاوی و اجتہادات اتنے عجیب و غریب ہیں کہ ان پر لوگ بگڑتے ہیں اور ہر حال میں انھیں غیر مسلم یا خارج عن الملت قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں۔ وہ دعاوی و روایات نہایت افسوسناک بلکہ بعض صورتوں میں شرمناک ہیں۔ تاہم اخراج عن الملت کا معاملہ درست ہو یا نادرست مجھے بہت سخت محسوس ہوتا ہے اور اس سے حاصل کچھ بھی نہیں۔ آپ جو چاہیں کریں مجھ سے بات کرنا چاہیں تو حاضر ہوں۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مہر

Marfat.com

حواشی خط نمبر ۱۷۷

۱۔ مولانا کے گزشتہ مکتوب کے جواب سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں لہٰذا میں نے اپنے عریضہ میں خاتم النبیین پر قادیانیوں کی تاویل کی طرف متوجہ کیا تھا جس کا جواب حاضر ہے۔

۲۔ ''خطوط غالبؔ'' مولانا کی مرتبہ کتاب ہے جس کی کتابت میرے خواہرزادہ محمد شریف گل کے ذمّہ تھی - یہ اسی سلسلے کی باتیں ہیں۔

(۱۷۸)

۵۔اکتوبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! یاد فرمائی کا شکریہ- معاف کیجیے، آپ کو یا تو وقت نہیں ملتا یا دوسرے مشاغل دامن کھینچ لیتے ہیں۔ میں نے کب آپ کی تشریف آوری پر فرصت کی کمی یا مشاغل کی فراوانی کا ذکر کیا؟ یقیناً میرے مشاغل بہت زیادہ اور گوناگوں ہیں اور ان میں خطوط نگاری بھی شامل ہے۔

مالک رام صاحب (۱) نے بعض اشعار کے بارے میں پوچھا۔ پے در پے تین مکتوب انھیں لکھے جو کئی صفحوں پر مشتمل تھے ۔کل چوتھا مکتوب لکھا۔ آج صبح ایک عزیز کو بعض ذاتی و خاندانی حالات پر چھ صفحے کا خط تحریر کرنا پڑا، لیکن ایسی مصروفیتیں تو ہر انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں اور بیکار وقت ضائع کرنا میری عادت کے خلاف ہے۔لیکن عزیزوں اور دوستوں سے باتیں کرنے میں کبھی خست سے کام نہیں لیا بلکہ انھیں کو بیزار ہو کر اٹھنا پڑا۔ آپ کے لیے اتوار کی پابندی کیوں؟ اور یہ کس بناء پر سمجھ لیا گیا کہ اتوار کو میں ضرور فارغ ہوتا ہوں اور کسی دن نہیں؟ میں ہمیشہ مصروف ہوتا ہوں اور میرے ہفتے میں اسلامی دور کے مطابق ''جمعہ'' اور موجودہ دور کے مطابق ''یک شنبہ'' کا کوئی وجود نہیں یعنی تعطیل ناپید ہے۔نظیریؔ نے کہا تھا:

درسِ ادیب اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بہ مکتب آورد طفلِ گریز پائے را

بچے عموماً پڑھنے سے بھاگتے ہیں اور ان کا شیوہ گریز پائی ہی ہوتا ہے لیکن اگر ادیب کا سبق محبت کا زمزمہ بن جائے تو اس میں ایسی جاذبیت اور گیرائی آ جائے کہ جو لڑکے تعلیم سے

Marfat.com

گریزاں رہتے ہیں وہ تعطیل کے دن بھی مدرسے آجایا کریں۔ میرے ہاں کوئی تعطیل نہیں لیکن عزیزوں اور دوستوں کے لیے میرے اوقات ہمیشہ بے دریغ وقف ہیں اور میں ان اوقات کو بھی اپنے حقیقی مشاغل کا جزو خاص سمجھتا رہا۔ پھر آپ نے بطور خود پابندیاں کیوں لگالیں؟ کیا یہ اپنی زحمت فرمائی کے لیے خوشنما پردہ تیار کیا ہے؟ حالانکہ اس کی بھی ضرورت نہ تھی، جب ایک دوسرے پر اعتماد کامل ہوتو تکلفات کیوں؟

آپ جب آئیں گے میں ضرور ختم نبوت کے متعلق اپنے تاثرات پیش کروں گا اور یہ بھی بتاؤں گا، ان شاء اللہ کہ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ معجزہ شق القمر کی ایک حیثیت روایات کی ہے، وہ اپنی جگہ مسلم، ایک حیثیت مختلف شواہد کی ہے، جس پر لوگوں نے عجیب بحثیں کی ہیں اور قاضی سلیمان مرحوم نے تو ایک مستقل نقشہ پیش کردیا ہے جس سے پتا چل سکے کہ یہ معجزہ مختلف ممالک میں کس کس موقع پر دیکھا گیا، شواہد کا معاملہ بالکل الگ ہے۔ زبانی باتیں ہوں گی ان شاء اللہ۔

''واسوخت'' واسوختن سے ہے (۲) جس کے معنی فارسی میں اعراض، روگردانی وغیرہ کے ہیں۔ ''واسوخت'' اس مجموعہ اشعار کے لیے مستعمل ہے، جس میں عاشق، محبوب کے جور وظلم اور مسلسل خواری ورسوائی سے تنگ آکر نالہ وفریاد کرتا ہے، مقصد یہ ہوتا ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا تو ہم بھی ایسے عشق پر لعنت بھیجتے ہیں یا اس نوع کی کوئی چیز۔ بہر حال محبوب کے ظلم وجور پر زور اور اپنے اعراض وروگردانی کا ذکر ہوتا ہے۔ محتاط لوگ ایسے انداز میں اعراض کا ذکر کرتے ہیں کہ محبوب کا قلب پلٹے، خیالات بدلیں اور وہ واقعی عاشق کی طرف متوجہ ہو جائے۔ مجھ ایسے اناڑی معشوق سے کنارہ کشی کے عزم کا اظہار بھی کردیتے ہیں جو منافی عشق ہے۔

نیاز صاحب سے بات ہوگئی تھی۔ کل میں نے سوا دوسو صفحے دیکھے ہوئے دکان پر بھیج دیے، باقی برابر دیکھ رہا ہوں، آپ کے عزیز وہ صفحات لے لیں۔ لیکن آپ مجھ سے بات کرکے انھیں ہدایات دے دیں گے تو انھیں سہولت رہے گی اور میرے لیے بھی پریشانی کم ہو جائے گی۔

میرا نام اور پتا جس خوبی سے لکھا گیا تھا (۳) اسے دیکھ کر اس لفافے کوردی کی ٹوکری میں پھینکنے پر دل راضی نہ ہوا اور پھٹا ہوا لفافہ اٹھا کر اپنے محفوظ کاغذات میں رکھ لیا۔ حسن کہیں بھی ہو، اپنے حق احترام واعزاز کی بجا آوری کا متقاضی ہوتا ہے اور میرا احساس قلب اس باب میں کوتاہی پر کبھی راضی نہیں ہوا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

اپنی بدخطی اور زشت نویسی کے لیے کوئی عذر پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

ہر کسے را بہرِ کارے ساختند

حواشی خط نمبر ۱۷۸

۱۔ مالک رام اردو کے ادیب شہیر، عربی پر بھی دسترس حاصل تھی، کئی کتابوں کے مصنف و مرتب، غالب ان کا خاص موضوع تھا۔ چار جلدوں میں ''تذکرہ معاصرین'' لکھی۔ کئی اعزازات وانعامات سے نوازے گئے۔ ان کے اسلام لانے کا معاملہ متنازع رہا ہے وہ ۱۶ اپریل ۱۹۹۳ء کو دہلی میں فوت ہوئے اور آخری رسومات ان کے آبائی مذہب کے مطابق ادا کی گئیں۔ انھیں مولانا ابوالکلام آزاد کی بیشتر تصانیف کے تحقیقی متن شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

۲۔ واسوخت، شاعری کی ایک صنف جس میں مسدس کی طرز پر شعر کہے جاتے ہیں۔ میرے کتب خانہ میں چند قدیم طبع واسوخت تھے، میں نے ان کی شعری حیثیت کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

۳۔ لفافہ پر پتا میرے خواہرزادہ محمد شریف گل نے کتابت کیا تھا جو بحمداللہ ایک نامور خطاط ہیں اور بڑی بڑی ضخیم وفخیم کتابوں کے کاتب۔

(۱۷۹)

۱۲۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! خط پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ میری ملاقات ان سے پرسوں ہوگی اِن شاء اللہ اور اسی وقت کچھ بات کرسکوں گا۔ خدا کرے کہ اس نقصان کی تلافی ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ میرے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ کسی دوسرے کو یہ کتاب دیں گے۔ سخت تعجب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو پہلے آجاتا ہے، اسی کو اپنا لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے عزیز کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور مجھ ناچیز کو توفیق دے کہ اپنی سراسر نادانستہ اور بے تعمد خطا کی تلافی کراسکوں۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

خلاصتہ التواریخ کے مصنف کا نام سجان رائے (س، ج، ا، ن، ر، ا، ی) بھنڈاری ہے۔ وہ اپنے آپ کو بٹالوی لکھتا ہے۔ حقیقتہً سجان پور کا رہنے والا تھا، جو ضلع گورداسپور کا ایک مقام بٹالے سے چند میل پر ہے۔ غالباً مادھوپور کے راستے میں آتا ہے جہاں سے لاہور والی وہ نہر

Marfat.com

نکلی تھی جسے نہر ہسلی کہتے تھے اور جس کے ذریعے سے راوی کا پانی شالا مار باغ وغیرہ میں پہنچایا گیا۔ انگریزوں نے اسے بہتر صورت دے کر اس کی دو یا تین شاخیں بنا دیں۔ ایک امرتسر کے قریب ہے ایک للیانی (چھانگا مانگا سے آگے) ہے اور ایک لاہور شہر میں سے گزرتی ہے جس کے کنارے مسلم ٹاؤن ہے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

(۱۸۰)

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کتاب ان شاء اللہ آ جائے گی۔ مجھے پہلے خیال ہوتا تو تاکید کر دیتا کہ یہ کتاب کسی کو نہ دی جائے۔ دکان کا معاملہ ایسا ہے کہ جو شخص جس وقت پہنچ جاتا ہے، بے خیالی میں اسے کام دے دیا جاتا ہے یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ اصل کام کس کو دیا گیا تھا۔ بہ ہر حال آپ کے عزیز کی بیکاری کے لیے مجھے ذمہ داری قبول کرنی چاہیے اگرچہ شرعاً قانوناً یا اخلاقاً اس میں میرا کوئی قصور نہیں، مجھے بتایا گیا تھا کہ پنجابی کی کوئی کتاب آپ کے عزیز کو دے دی گئی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ وہ کتنی پڑی ہے؟ اسے اس اثنا میں لکھ دیا جائے۔

''القرآن فی کل لسان'' میرے پاس نہیں۔ میں نے سنا ہے کہ اب ڈاکٹر حمید اللہ نے پیرس سے اس موضوع پر کوئی نئی کتاب چھاپی ہے یا چھاپنے کے لیے دی ہے۔ خدا جانے حقیقت کیا ہے؟

میں نے کسی ترجمے کا ذکر نہیں کیا تھا بلکہ شاہ عبدالقادر مرحوم کے ترجمے کی ایک خطی جلد سید احمد شہید کے بھانجے سید احمد علی (شہید پھولڑہ) نے خریدی تھی یعنی سید صاحبؒ کی رقم میں سے پیسے لے کر اور وہ جلد عبداللہ تھا نیسری کو چھاپنے کے لیے دی تھی، جنھوں (نے) سیرام پور (نزد کلکتہ) میں پریس قائم کیا تھا۔ عبداللہ بڑے مخلص بزرگ تھے۔ سیدؒ صاحب کے رفیق و مرید، وہ حج

Marfat.com

میں ساتھ گئے اس مخطوطے کا خوب مطالعہ کیا۔ مختلف اصحاب علم سے مدد لے کر اپنے پریس میں چھاپا اور جو الفاظ ترجمے میں عام فہم نہ تھے ان کی تشریح کی۔

کان پور سے ایک دوست نے اس کا ایک نسخہ مجھے دیکھنے کی غرض سے بھیجا تھا وہ کچھ مدت میرے پاس رہا پھر اس دوست نے لکھا کہ ایک آدمی آنے والا ہے اس کے ہاتھ وہ نسخہ بھیج دیا جائے نیز چند کتابیں۔ میں وہ نسخہ بھی نیاز صاحب کی دکان پر دے آیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ فلاں فلاں کتابیں ساتھ رکھ کر کانپوری دوست کا آدمی جب آئے اسے دے دی جائیں۔ پھر میں بھول گیا۔ اس دوست کا آدمی عموماً دکان ہی پر آتا تھا اور وہیں سے کتابیں لے جاتا تھا۔ وہیں ادھر کی کتابیں پہنچا جاتا تھا۔ اس زمانے میں شریف مرحوم ملک عبدالرب کی طرح دکان کے عام کاروبار کے کفیل تھے، انھوں نے نسخہ کہیں رکھ دیا۔ بعد میں پتا چلا کہ کانپوری آدمی نہ آیا اور وہ کتاب اوپر نیچے ہو گئی۔ سخت قلق ہوا، میرے پاس وہ نہیں لیکن ہے قابلِ دید۔ اس کی کیفیت میری کتاب ''سرگزشت مجاہدین'' کے آخر میں درج ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمالیں۔

سعدؔی کا شعر عجیب ہے۔ مبہم سا خیال ہے کہ ایک مرتبہ سعدؔی یا خسرؔو کی ایک غزل دیکھی تھی جس میں بے، تے، حے، خے، رے، زے، فے، ہے، یے یعنی بعض حروف قافیے تھے۔ ممکن ہے یہ اسی غزل کا شعر ہو۔ پڑھا یوں جائے گا:

آفتاب عاشقانی، ماہتاب دلبراں
قبلہ آزادگانی اے صنم بار وے خے

اس سے مراد ہے ''روے خوب'' یعنی ''خوب'' میں سے صرف خے لے کر مطلب پورا کرلیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ تاہم یہ نہایت لغو اور مہمل طریقہ ہے اور کوئی ثقہ آدمی یہ طریق اختیار نہیں کرسکتا۔ سعدؔی کے زمانے میں ایسی چیزوں کو عجائب قدرت کلام میں شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن ہے بالکل مہمل:

اے صنم با رے و خے

بھی ہوسکتا ہے اس سے بھی مراد روے خوب ہی ہوگا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہاں میں یہ عرض کرنا بھول گیا کہ میری طبیعت اچھی نہیں اور میں دوبارہ چند روز کے لیے سرگودھا جانا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ میرا بیٹا سلام ہفتہ کو آجائے۔

Marfat.com

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

آپ کو غالباً معلوم نہیں کہ میں اپنے بیٹے فاروق کی شادی کا خواہاں ہوں۔ آج کل بیشتر وقت چیزوں کی خرید میں گزرتا ہے۔ اترسوں شام کو گیا، نیاز صاحب کی مہربانی سے تین گھنٹے میں بے شمار چیزیں خرید لیں۔ آج وہ بچارے گیارہ بجے آئے اور میں تین بجے کے بھی بعد گھر پہنچا۔ دوپہر کا کھانا برائے نام کھایا۔ آنکھیں بند ہو رہی تھیں کہ یہ عریضہ لکھا۔

(۱۸۱)

۲۶۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں نے آپ کا یا آپ کے عزیز کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اپنی طرف سے کہا تھا کہ یہ حادثہ چونکہ میری وجہ سے پیش آیا، اس لیے مجھے ندامت ہوئی۔ خیر اب اس بحث کو نظر انداز فرمائیے۔

۱۔ وہ ذکر ''جماعت مجاہدین'' (۱) صفحہ (۳۰۵۔۳۰۷) پر ہے۔ میں نے فوائد کے باب میں کچھ لکھا تو غلط فہمی کی بناء پر۔ صحیح یہ ہے کہ موصوف نے ترجمے کے حصول اور چھپائی کی کیفیت بیان کی ہے۔ ''سرگزشتِ مجاہدین'' میں یہ ذکر کیوں کر آ سکتا تھا جس کی ابتدا ۱۸۳۱ء سے ہوتی ہے اور یہ معاملہ ۱۸۲۹ء کا ہے۔

۲۔ اور ''خ'' سے مراد اگر ''رخ'' ہے جب بھی خوب ہے۔

۳۔ میں دیوان نویدی سے یا دیوان رسوا سے آگاہ نہیں۔

۴۔ ۱۲۔ نومبر تاریخ مقرر کی (۲)۔ کوئی ایسا کام نہیں جس کے لیے آپ کو زحمت دوں الا یہ کہ ۱۱۔ کی شام کو یعنی بوجہ مجبوری ایک روز پیشتر احباب کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ شادی کے بعد کوئی مناسب صورت نہیں بنتی کیونکہ ۱۲۔ کو لائل پور جانا ہے، شام کو واپسی ہو گی، لہٰذا دعوت ممکن نہیں، پیر کو اس لیے ممکن نہیں کہ واپس آ کر کئی ایسی چیزوں کا انتظام ناگزیر ہے جو تازہ ہوں مثلاً گوشت، کھانا رات کو پکے تو دن کو کھلائیں۔ پھر جو عزیز یا شناسا ہفتے کو آئیں گے وہ پیر تک ٹھہر نہیں سکتے لہٰذا یہی مناسب معلوم ہوا کہ کھانا ہفتے ہی کو کھلا دیا جائے۔ جب معاملہ پختہ طور پر طے ہو جائے گا، تو آپ کو

Marfat.com

اطلاع مل جائے گی۔ اگر زحمت نہ ہو تو چند نوالے اس عاجز دعا گو کے ہاں تناول فرما لیجیے۔

۵۔ میر درد کا فارسی دیوان (۳) میرے پاس ہے لیکن یاد نہیں کس جلد میں ہے اور کہاں رکھا ہے۔ تلاش کے لیے وقت نہیں، مجھے پرسوں (ہفتے کو) ان شاء اللہ صبح ۲/۱-۶ بجے یہاں سے پہلے جڑانوالہ پھر لائل پور، بعد ازاں سرگودھا جانا ہے۔ وہاں چند روز رہوں گا کیونکہ طبیعت خراب ہے اور ڈاکٹر کہتا ہے کہ دوا میرے سامنے استعمال کرو۔ وہاں سے ۴ یا ۵ کو آؤں گا ان شاء اللہ آخری انتظام تقریب انھیں دو چار دنوں میں ہو جائیں گے، بیشتر انتظامات کر لیے گئے ہیں۔

باقی خیریت۔ یہ سطریں عاجلاً اس لیے لکھی ہیں کہ خط آج ہی ڈاک میں ڈال دیا جائے تاکہ آپ کو کم از کم ہفتے کے روز مل جائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۱۸۱

۱۔ مولانا سے ذہول ہوا۔ گذشتہ مکتوب میں ''سرگزشت مجاہدین'' کا حوالہ تھا۔ جس سبب صراحت مانگنا پڑی۔

۲۔ یہ ان کے برخوردار فاروق ارشد کی شادی کی تاریخ مقرر کرنے کا ذکر ہے۔

۳۔ دیوان خواجہ میر درد (فارسی) مطبع انصاری دہلی سے ۱۳۰۹ھ میں شائع ہوا۔

(۱۸۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! تعجب ہے کہ آپ ولیمے میں تشریف نہ لائے حالانکہ میں برابر چشم براہ رہا۔ اگر یہ ممکن نہ تھا تو کاش آپ اتوار کی صبح کو آجاتے اور برات میں شمول کی عزت اس دیرینہ دعا گو کو بخشتے، خیر آپ کی مصروفیتیں اس سے بدرجہا گراں تر ہیں کہ کسی برات یا ولیمے میں شامل ہونے پر اصرار کیا جائے۔

کتابت کے ابتدائی اجزا میں نے دیکھ لیے لیکن دو باتیں ضروری ہیں: (۱)

۱۔ میں بٹر پیپر پر لکھی ہوئی کوئی چیز پڑھ نہیں سکتا۔ اگر پڑھ بھی لوں تو اس پر غلطیاں نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ پنسل سے لگاؤں تو بٹر پیپر پر لکھا نہیں جا سکتا اور قلم سے لکھوں تو کتابت خراب ہو

Marfat.com

جائے گی۔

۲۔ یہ آپ کو یاد ہی ہوگا کہ مکتوب الیہم کے حالات مکاتیب کے مقابلے میں ذرا خفی قلم سے لکھے جانے ضروری ہیں۔

میں نے مزید اڑھائی سو صفحے دیکھ لیے ہیں۔ اب آپ کو مسودہ مجھ سے لینا چاہیے یعنی حسب ضرورت، حاشیے خفی ہوں گے مکاتیب کے لیے قلم اچھا رکھنا مناسب۔

آپ جن مکاتیب کی نشان دہی فرما سکتے ہیں فرما دیجیے تاکہ میں دیکھ لوں۔ اگر وہ موجودہ مکتوب الیہم میں سے کسی سے متعلق ہیں تو بہتر ہوگا کہ اصل مکاتیب میں صحیح مقام پر نقل ہو جائیں۔ اگر ضمیمہ مناسب سمجھیں تو جلدی کی ضرورت نہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ فرما دیجیے کہ کاپی پڑھتے وقت تصحیح میرے لیے کیوں کر سہل اور آسان بن سکتی ہے؟
آپ کی مصروفیت مسلم لیکن چند منٹ کے لیے مجھ سے ملے بغیر تو کام چل نہیں سکے گا۔

دعاگو

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۱۸۲

۱۔ یہ سب تصریحات ''خطوطِ غالبؔ'' کی کتابت و کتابت خوانی کے سلسلے میں ہیں۔

(۱۸۳)

۸۔ دسمبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

۱۔ مجھے ابھی تک آپ کا خط نہیں ملا ممکن ہے دوپہر تک آ جائے۔

۲۔ مسودہ مکاتیب ۲۱۹۔ ۴۲۲ تک بھیج رہا ہوں۔ باقی بھی جلد مکمل ہو جائے گا۔ پھر آپ کے نشان کردہ مکاتیب دیکھوں گا۔

۳۔ غالبؔ شناسی (۱) کا مجھے علم ہی نہ تھا دیکھ کر عرض کروں گا۔

Marfat.com

۴۔ کاپیاں میں ذرا فرصت پاکر دیکھوں گا کیونکہ کل ایک میٹنگ ہے۔

پیر کے روز لائبریری جانے کا قصد ہے۔ پبلک لائبریری میں دو مخطوطے ہیں۔ وہ باہر نہیں آ سکتے جا کر ہی دیکھ سکتا ہوں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ میں رات سے یاد کر رہا تھا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

حاشیہ خط نمبر ۱۸۳

۱۔ ''غالب شناسی'' کے مصنف ظ انصاری ہیں جسے ۱۹۶۵ء میں انٹرنیشنل ادب (ساہتیہ) ٹرسٹ بمبئی نے شائع کیا۔

(۱۸۴)

۸۔ دسمبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! گھبرایئے نہیں (۱)۔ خط بعد میں ملا۔ لفافہ پاس نہ تھا جواب کارڈ پر لکھ رہا ہوں تاکہ کل تک تاخیر نہ ہو۔ لفافے ختم ہو گئے، کل آئیں گے۔

۱۔ نکیسا (نگیسا بھی لکھتے ہیں) خسرو پرویز کا مطرب تھا۔ نکیسا نوا یعنی نکیسا جیسا گانے والا۔

۲۔ ایڈیشن کا ذکر بالکل اڑا دیجیے۔

۳۔ گوارا (گ، و، ا، ر، ا)

۴۔ یک فنہ: صرف ایک فن جاننے والا یعنی شاعری

۵۔ ''دادا'' نہ کہ ''داد''

۶۔ حافظ کے دیوان میں ''شرب مدام'' ہے (م، د، ا، م)

۷۔ شادی نہ کہ شاگردی

۸۔ حافظ کے دیوان میں ''رندی وہوسناکی'' ہی ہے۔

Marfat.com

۹۔ نے خواہم ٹھیک ہے۔

۱۰۔ تعداد کی درستی کا شکریہ۔

۱۱۔ کچھ نہیں کر سکا۔

۱۲۔ باقی خیریت۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی مرسلہ کتاب پر ایک گھنٹہ صرف کیا۔ پتا نہ چل سکا کہ فاضل مصنف کا منشا و مدعائے تحریر کیا ہے؟ آیا خود غالبؔ پر لکھنا مقصود تھا یا غالبؔ کے سلسلے میں جو کام ہو چکا ہے، اس کی سرسری کیفیت پیش کرنا چاہتے تھے؟ میں اب تک سمجھ نہیں سکا۔ ایک مرتبہ پھر کچھ وقت صرف کروں گا۔ ان شاء اللہ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہرؔ

خط کا پتا:

جناب محمد عالم مختار حق صاحب

جھگی ناگرہ۔ براہ اچھرہ

لاہور

حاشیہ خط نمبر ۱۸۴

۱۔ یہ خط بھی ''خطوط غالبؔ'' کی تصحیح کے سلسلے میں ہے اس مکتوب میں مرسلہ کتاب سے مراد ''غالبؔ شناسی'' ہے۔

(۱۸۵)

۱۵۔ دسمبر ۱۹۶۷ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں خود لکھنا چاہتا تھا لیکن وقت نہ ملا۔ اب یہ حالت ہے صبح شہر گیا، جلد واپس آ گیا، تین بجے ایک میٹنگ میں جانا ہے جو کل (اتوار کو) دن بھر جاری رہے گی اور شاید پیر کو بھی ہو۔ میں جلدی جلدی یہ سطریں لکھ رہا ہوں، ورنہ معاملہ پرسوں اترسوں پر جا پڑے گا۔

Marfat.com

۱۔ میرے نزدیک ''رندی وہوسنا کی'' ہی ہونا چاہیے۔

۲۔ مہینا، پتا ہی صحیح ہے نہ کہ مہینہ اور پتہ

۳۔ ہمزہ ہندی حروف میں ٹھیک ہے مثلاً آئے، جائے، کھائے، پائے - فارسی حروف میں ٹھیک نہیں اس لیے کہ عموماً اضافت کا بدل ہوتا ہے۔ مثلاً دریاے لطافت، پاے چوبیں، جاے ضرور، اس کی مفصل بحث غالبؔ کے مکاتیب میں آئے گی۔ آپ دیکھ لیں۔ لوگ عموماً اس کا خیال نہیں رکھتے یا کاتب اور کمپوزیٹر مدت العمر کی عادت کے مطابق جو جی میں آتا ہے لکھ جاتے ہیں - میں صرف فارسی الفاظ میں ''ی'' پر ہمزہ نہیں لگاتا۔

۴۔ سید علی بلگرامی مرحوم کا ترجمہ میرے پاس نہیں (۱) بلکہ میں نے اس کا ذکر بھی پہلی مرتبہ سنا ہے۔ اہل یورپ کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں جہاں تک دیکھ سکا ہوں انیس کے مرثیوں کا جواب نہیں۔

میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے متعلق ان تفصیلات کا کبھی قائل نہیں ہوا جو مرثیوں میں بیان کیے گئے ہیں لیکن اگر مراثی انیسؔ لے کر پڑھنا شروع کردوں تو بیان مصائب کے دس بارہ بند ہی پڑھنے کے بعد بے اختیار رونا آجاتا ہے- بھائی انیسؔ کو رلانے کے لیے ترتیب الفاظ میں جو کمال حاصل تھا، اس کی مثالیں مشکل سے ملیں گی۔ سیکڑوں نے مرثیے کہے، میرزا غالبؔ کے ہاں فارسی میں خاصے مرثیے موجود ہیں اور بڑے زوردار ہیں لیکن رونا نہیں آتا، انیسؔ کے ہاں سب سے بڑا جادو یہی ہے۔

۵۔ مجھے اعتراف کرلینا چاہیے کہ میں آپ کی لائی ہوئی کاپیوں کی تصحیح میں ناکام رہا۔ غلطیاں ہیں لیکن لگتیں نہیں۔ نرم سے نرم پنسل بھی کام نہیں دیتی - نیاز صاحب کہتے تھے اوپر کاغذ لگوا کر تصحیح کیجیے۔ اب آپ جس طرح مناسب سمجھیں، کرلیں۔

اب وقت ہو رہا (ہے) اور اجازت چاہتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

حاشیہ خط نمبر ۱۸۵

۱۔ روزنامہ امروز لاہور میں مطبوعہ کسی مضمون میں پڑھا تھا کہ علامہ سید علی بلگرامی مرحوم نے میرزا انیسؔ کے مرثیہ کے ۸۵ بندوں کا انگریزی میں ایسا فصیح و بلیغ ترجمہ کیا تھا کہ آج تک یورپ اس کا

Marfat.com

جواب نہیں دے سکا۔ میں نے اس ترجمہ کے متعلق دریافت کیا تھا کہ مولانا کے کتب خانہ میں موجود ہے یا نہیں۔ جواب میں مولانا نے میر انیس کے مرثیہ کے محاسن شعری پر بھی گفتگو فرمادی۔

(۱۸۶)

۲۴۔ دسمبر ۱۹۶۷ء اتوار

باسمہ سبحانہٗ

عزیز مکرم! میرے لیے تو یہ بڑی مہم ہے کہ ایک دو صفحے نہیں بیس کاپیوں کی غلطیاں الگ کاغذ پر بقید صفحہ وسطر مرتب کروں، اتنا وقت کہاں سے لاؤں؟ کوئی ایسی تدبیر سوچیے جس میں مجھے تھوڑی سی سہولت ہو اور کاپیاں جلد ختم کر سکوں، اگر الگ غلطیاں نوٹ کرنے لگا تو چند صفحوں سے زیادہ ایک دن میں نہ دیکھ سکوں گا اور جو صفحات باقی ہیں، انھیں بھی دیکھنا ہے۔ پھر میرا اپنا کام (بلکہ اپنے کام) سخت مصیبت خیز ہیں۔

جام جم کے چند صفحے تو دیکھ گیا- اب کئی روز سے اسے اٹھانے کا بھی موقع نہیں مل سکا۔

مراثی انیسؔ جب چاہیں لے جائیں میرے پاس دو نسخے ہیں۔ ایک میرا اپنا نسخہ جو خود مطالعہ کرتا رہتا تھا وہ ایک جلد ہے جس میں انیس کے دو مجموعے ہیں۔ ایک نسخہ جو تین جلدوں میں چھپا تھا۔ چھپائی اس کی اچھی ہے لیکن میں جب پڑھتا ہوں تو پرانا نسخہ ہی پڑھتا ہوں جس سے ذہن اور آنکھیں متعارف ہیں، آپ جو نسخہ چاہیں لے جائیں۔

''نقوش'' کے متفرق پرچے میرے پاس ہیں مگر یکجا نہیں۔ مختلف انباروں میں رکھے ہیں، انھیں اکٹھا کیوں کر کروں جب تک ایک دو دن ان انباروں کو کھنگالنے کے لیے نہ نکالوں خیال ضرور رکھوں گا۔ لیکن یقین جانیے کہ بے بس ہوں اور فی الحال ذمہ اٹھانا میرے لیے مشکل ہے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہرؔ

مولوی صاحب کو میرا سلام پہنچایئے- معلوم ہوتا ہے وہ مجھ سے ناراض ہو گئے۔

Marfat.com

حالانکہ میں مستوجب عتاب نہیں مستحق رحم وکرم ہوں، کیونکہ مشاغل متنوعہ نے مجھے بالکل بے اختیار بنا دیا ہے۔

(۱۸۷)

میری کوئی کتاب چھپی نہیں۔ چھپتے ہی خدمت میں پہنچے گی ان شاء اللہ

درست

درست

درست

درست

''پاؤں'' ہی رہنے دیجیے اگرچہ میرزا غالبؔ کا املا پانو ہی تھا۔

آپ کو پسند ہے تو خیر یہی سہی۔

اس کا کچھ پتا نہ مل سکا۔

آمدیم درست آیدیم غلط ہے۔

اس کے لیے تھوڑا سا انتظار ضروری ہوگا کیونکہ میں تھوڑے صفحے دیکھ سکا۔ دو روز میں سو کے قریب دیکھ لوں گا ان شاء اللہ پھر منگا لیں۔ مثلاً کل تک بھی مہلت دے دیں تو آج سارا وقت اسی کی نذر کروں گا۔

لفافہ واپس بھیجتا ہوں۔ ضرورت کے وقت آپ بھیج دیں۔ کاپیاں بھیج رہا ہوں۔ مولوی صاحب (۱) کیوں ناراض ہو گئے کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف فرما دیں۔

حاشیہ خط نمبر ۱۸۷

۱۔ مولوی سے مراد مولانا شمس الدین کتب فروش نادرہ ہیں جن کا متعدد مرتبہ آپ کے مکاتیب میں ذکر آ چکا ہے۔

(۱۸۸)

اردو میں دونوں طرح درست ہے آپ نامی بنا دیں

نور بصر

مقفی

Marfat.com

یہ ٹھیک ہے

کتاب مہر نیمروز

بعض یہی کہتے ہیں- میں نے ابتدا سے ذرا ہی دیکھا-

جہاں اخبار کے چار نمبروں کا ذکر وہاں نمبر ہی چاہیے-

میں ضرور پوچھوں گا میرے پاس کوئی کارڈ نہیں (۱)۔ آج ہی پتا لوں گا ورنہ اس فروگزاشت کی تلافی کروں گا۔

حاشیہ خط نمبر ۱۸۸

۱۔ کارڈ سے مراد برخوردار فاروق ارشد کی شادی کا کارڈ ہے۔ جسے میں اپنے ریکارڈ میں رکھنا چاہتا تھا۔

(۱۸۹)

ضروری

باسمہ سبحانہ (۱)

عزیز مکرم! جہاں شاہ عالم مارہروی کے خطوط ختم ہوتے ہیں، ان کے بعد پہلے شاہ عالم کا خط مگر اس پر سرخی ضروری نہیں۔ دو پہلے آچکے ہیں اس پر (۳) لگا دیا۔

اس کے بعد

سید مقبول عالم کے نام کا خط

حاشیہ خط نمبر ۱۸۹

۱- یہ بھی ''خطوط غالب'' کے سلسلے میں ہے-

(۱۹۰)

۵۔ جنوری ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ نے بظاہر پانچ صفحے کے مطالب نہایت باریک کاغذ کے ایک صفحے میں فراہم کر دینے کی معجز نمائی سے خدا جانے کیوں کام لیا؟ تحریر کا مقصد مکتوب الیہ کی تفہیم ہوتی ہے نہ کہ اپنی مختصر نویسی اور دقیق نگاری کی نمائش، جیسے مشہور ہے کہ کسی نے ایک کارڈ پر ایک ہزار لفظ

Marfat.com

لکھے - میرے پاس ایک قرآن ہے جو واقعی ایک انگشتری کے نگینے میں سما سکتا ہے، وغیرہ۔ دو مرتبہ پڑھا لیکن یقین رکھیں کہ تمام مطالب سے آگاہ نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ یہ بھی واضح نہ ہوا، آپ خود آئیں گے یا آدمی کو بھیجیں گے؟ کب تک ان چیزوں کے انتظار میں رکھیں گے جن کا وعدہ آپ نے فرمایا تھا؟ حالانکہ آپ خود لے آتے تو میں ایک ہی نظر دیکھ کر واپس کر دیتا۔

مراثی انیس (۱) کا اگر کوئی جز وہ رہ گیا تو مضائقہ نہیں ایک مرثیہ نہ سہی۔ باقی کم ہیں؟

اب سنیے:

۱۔ نقوش'' میں شائع شدہ آٹھوں خط میں نے دیکھ لیے - ایک پہلے سے میرے مکاتیب میں شامل ہے باقی شامل کر لیے - دو کے متعلق زبانی ہدایت دینا ضروری ہے۔

۲- سخاوت حسین مدہوش غالب کے شاگرد تھے - ان کے نام کا خط شامل کر لیا گیا ہے - اس کی نقل میرے پاس تھی-

۳۔ اردوے معلی غالب نمبر میرے پاس ہے - میں دیکھ لوں گا ان شاء اللہ

۴۔ '' آجکل '' کے بعض خطوط تو لے لیے ہیں، البتہ سب کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

۵۔ '' ایشیا '' کا مجھے کچھ علم نہیں۔

۶۔ غالب '' کے چند نمبر میرے پاس ہیں جو امرتسر سے نکلتا تھا۔ لیکن اب یاد نہیں کہاں ہیں؟

۷۔ آپ کے پاس '' آج کل '' کا وہ پرچہ اگر ہے جس میں نعمان احمد کے نام خط چھپے ہیں تو یا میرے پاس لے آیئے یا خود مقابلہ کر لیجیے۔ بہتر یہی ہے کہ میرے پاس لے آیئے۔

۸۔ مجھے جو کچھ کرنا تھا، دو دن لگا کر مکمل کر دیا اور سب کچھ ایک لفافے میں بند کر دیا گیا۔ آپ اگر اور کوئی چیز دیں تو انتظار کر لوں، ورنہ آیئے اور مجھ سے زبانی سب کچھ سن کر لے جایئے۔ آپ کا آنا اس لیے ضروری ہے کہ ہدایات ذرا ٹیڑھی ہیں اور تحریر کارآمد معلوم نہیں ہوتی۔ زبانی گفتگو کے بغیر چارہ نہیں۔

۹۔ باقی مطالب نامۂ عالی میری سمجھ میں نہیں آئے:

ایسی تحریر سے ہے کیا حاصل؟
جس کا مطلب سمجھ میں آ نہ سکے

Marfat.com

کہیے اور کیا لکھوں؟

مہر

حاشیہ خط نمبر ۱۹۰

۱۔ مراثی انیس مرتبہ سید علی حیدر طباطبائی نظامی پریس بدایوں ۱۹۳۰ء کی جلد سوم میں صفحہ ۹ تا ۱۶ کا جزو کم تھا۔ میں نے اس کی نشاندہی کی تھی کیونکہ یہ مراثی ان دنوں میرے زیرِ مطالعہ تھے۔ باقی ''خطوط غالب'' کے بارے میں گفتگو ہے۔

(۱۹۱)

شکریہ۔ فہرست کو میں کیا کروں گا؟ پھر کسی وقت دیکھ لوں گا۔ خیر رکھ لیتا ہوں۔ دیکھ کر بھیج دوں گا نیز آپ کی کتاب۔

''ڈھنا'' یعنی منہدم ہونا ڈھے جانا۔

میں نے اس خیال سے نشان لگایا تھا کہ کچھ پتا چل جائے گا، چلا نہیں۔ ایک دو روز میں مزید کوشش کروں گا۔ ذرا توقف فرمائیں۔

سکرتر ٹھیک ہے۔

راجا بھی ٹھیک۔ صحیح املا یہی ہے۔

ٹھیک کیا

ہے

حاضر ہے۔ (۱)

حاشیہ خط نمبر ۱۹۱

۔ یہ ہے محمد الدین فوق کی ''وجدانی نشتر'' جو مطالعہ کے لیے طلب کی تھی۔

(۱۹۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں نے تمام متفرق مکاتیب مرتب کر دیے ہیں اور ان کی ترتیب فہرست میں درج کر دی ہے۔ تقریباً سب کے حالات لکھ دیے ہیں۔ آپ ہر مکتوب الیہ کے حالات دونوں

Marfat.com

طرف سے جگہ چھوڑ کر ذرا خفی لکھیں، پھر مکتوبات آئیں۔

بعض کے حالات معلوم ہی نہ ہو سکے۔

نامعلوم الاسم مکتوبات چار ہیں وہ آخر میں آئیں گے ان کے بھی نمبر لگے ہوئے ہیں۔

دو مکتوب الگ ہیں۔ ایک چودھری عبدالغفور سرور کے نام۔ اسے چودھری صاحب کے مکاتیب میں تاریخ دیکھ (کر) لگا دیں۔

دوسرا مکتوب امین الدین احمد خاں کے نام ہے جن کے چھ یا سات مکتوبات بالکل آغاز کتاب میں ہیں۔ اب اسے ضمیمہ میں لگائے بغیر چارہ نہیں۔ اس پر لکھ دینا چاہیے کہ یہ مکتوب ابتداء میں نظر انداز ہو گیا۔ اب بطور ضمیمہ چھاپا جا رہا ہے۔

ان کے بعد ایک صفحہ یا ورق چھوڑ کر ''نامہ غالبؔ''۔ چھوڑے ہوئے صفحے پر نامۂ غالبؔ لکھا جائے۔ آگے بھی عنوان ''نامۂ غالبؔ'' ہو اور نیچے ''بنام میرزا رحیم بیگ'' خفی۔ آخر میں ایک صفحہ چھوڑیے۔ اس پر لکھیے دیباچے اور تقریظیں۔ دوسرے صفحے سے ترتیب وار نثریں لکھی جائیں۔

احتیاط:

''نامہ غالبؔ'' اور تقریظوں کا آغاز بائیں ہاتھ کے صفحے سے ہو یعنی کتاب کھولتے ہی وہ سامنے آئیں کوشش کیجیے کہ خطوط دائیں ہاتھ کے صفحے پر ختم ہو جائیں اسی طرح نامہ غالبؔ۔

اگر کوئی بات ذہن نشین نہ ہو تو مسودہ لے کر چند منٹ کے لیے میرے پاس آ جائیے۔

(۱۹۳)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! جو کچھ میں جمع کر سکا، حاضر ہے۔

۱۔ سخاوت حسین کے حالات۔ یہ اس کے نام کے خط سے پہلے آ جائیں۔

۲۔ علائی کے نام خط نمبر ۴۹ کے آخر میں تھوڑی عبارت رہ گئی۔ میری کتاب پر درج ہے لیکن خطوں میں درج نہ ہو سکی۔ اب یہ عبارت ضمیمہ میں لکھی جائے۔ لیکن خط نمبر ۴۹ پر کہیں نوٹ لکھ دیا جائے کہ اس کی بقیہ عبارت کے لیے دیکھیے ضمیمہ۔

۳ حکیم غلام نجف خاں کے نام خط۔ اس پر لمبا نوٹ ہے۔ یہ بھی ضمیمہ ہی میں جائے

Marfat.com

۴۔ شہاب الدین احمد خاں ثاقب کے نام ایک خط - یہ بھی ضمیمہ ہی میں جائے گا۔

۵۔ شیونرائن آرام کے نام ایک خط ۱۵۔ جنوری والے خط کے بعد آنا چاہیے۔ لیکن اب یہ بھی ضمیمہ میں جائے گا۔

(۱۹۴)

۱۰۔ جنوری ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

آپ کی مہربانیوں کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں؟ کتابیں ملیں گی تو ان سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ نول کشور کے حالات لکھ دوں گا ان شاء اللہ۔

''خطوط غالب'' کی ہدایات کے سلسلے میں جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ میری سمجھ میں نہیں آیا - کاپیاں دیکھوں گا تو پتا چلے گا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ مجھے یاد نہ رہا ''برہان القدس'' کا ذکر جہاں چاہیں اضافہ کر دیں مثلاً تفرید التوحید کے سلسلے میں لکھ دیں کہ اس میں تمنا نے اپنی ایک کتاب ''برہان القدس'' کا ذکر بھی کیا ہے۔

میں نے آپ کے جانے کے بعد جو کچھ کیا، وہ حاضر ہے۔

مزید جو کچھ ہوگا آپ کو مل جائے گا۔ ان شاء اللہ

آخری سوال (کا) جواب مشکل نہیں (ا)۔ میرے خطوط کا ایک مجموعہ جو کم و بیش چار سو مکاتیب پر مشتمل ہے میرے بیٹے سلام کے پاس ہے۔

ایک مجموعہ سید حسام الدین راشدی (کراچی) کے پاس ہے۔ اور وہ اسے چھپوانا چاہتے تھے۔ غالباً نقوش والوں سے کوئی بات ہوئی تھی - مجھے لکھا تھا میں نے کہا کہ ایک مرتبہ دکھا دو تو میں اجازت دوں۔ اب مدت سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ ان سے پوچھوں گا۔

باقی بے شمار علمی خطوط متفرق دوستوں کے پاس ہیں۔ جن کی تعداد میرے نزدیک پان سات سو سے کم نہ ہوگی۔ بعض اہم خطوط عزیزوں کے پاس بھی ہیں جو محض ذاتی معاملات سے متعلق نہیں بلکہ حسب موقع کہیں اپنی زندگی کا کوئی واقعہ کھول کر بیان کر دیا ہے کہیں بعض عزیزوں کی کیفیت لکھ دی ہے۔

اب رہا ان کا جمع کرنا تو جس طالب علم نے مجھ پر تھیس لکھا تھا، وہ مدت سے کہہ رہا

Marfat.com

ہے اور میں متوقف ہوں۔ کیونکہ جب تک اس کے لیے کوئی مستقل ذریعہ معاش مہیا نہ ہو اس قسم کا کام شروع نہیں کر سکتا۔ دیکھیے کچھ ہو جائے تو بات ہے۔

میرے خطوط بہت زیادہ ہیں- اب سوچتا ہوں تو خدا جانے کیوں اتنے خطوط لکھے۔ ایک مجموعہ خطوط علامہ ارشد (بہاول پور) کے پاس ہے۔ ایک مجموعہ سید انیس شاہ جیلانی محمد آباد (ضلع رحیم یار خاں) کے پاس ہے اور بے شمار احباب ہیں، پاکستان میں بھی ہندوستان میں بھی اور بیرونی ملکوں میں بھی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

حاشیہ خط نمبر ۱۹۴

۱- یہ سوال آپ کے مکاتیب کی جمع وترتیب کے متعلق تھا۔ میری معلومات کے مطابق آپ کے مکاتیب کے کتابی شکل میں یہ مجموعے چھپ چکے ہیں:

i. افاداتِ مہر- ڈاکٹر شیر بہادر خاں پنی- شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز لاہور ۱۹۷۴ء (مکاتیب کے علاوہ اور بھی بہت سی علمی معلومات (۷۷ مکتوبات)۔

ii. خطوط بنام انیس شاہ جیلانی المہر وحدت روڈ لاہور ۱۹۸۳ء (مکتوبات ۲۳۴)

iii. غالب آگہی- سید قدرت نقوی۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور ۱۹۹۲ء (مکتوبات ۹۷)- دونوں صاحبوں کی باہمی مراسلت کا مجموعہ جس کے آخر میں امتیاز علی خاں عرشی کے خطوط بھی شامل ہیں۔

(۱۹۵)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! ایک رقعہ کل سے لکھ رکھا تھا اب:

۱۔ کتابوں کا شکریہ

۲۔ فہرست کتب خانہ کا شکریہ

۳۔ امروز'' میں جو ریویو نکلا ہے (۱) وہ کتاب میرے پاس ہے- آپ کو شاید معلوم نہیں کہ ڈیڑھ سال ہوا، اس موضوع پر مقالے لکھے گئے تھے- اور میں نے ان کے رد میں مقالے لکھے تھے اب مسعود صاحب نے وہی مقالے کتابی صورت میں چھاپ دیے ہیں۔

Marfat.com

۴۔ نیز آپ کو شاید یہ بھی معلوم نہ ہو کہ لوگ بتاتے ہیں یہ فرضی نام ہے۔ حقیقۃً مقالے لکھنے والے مولوی ابراہیم علی چشتی ہیں واللہ اعلم۔ موصوف مقالہ بازی کے سلسلے میں میرے پاس کئی مرتبہ آئے تھے گفتگو ہوئی تھی۔ روایتوں کے ماخذ (قلمی کتابیں اور مکتوبات) دیکھے اور پوچھا اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ سید صاحب کے زمانے میں لکھے گئے تھے؟

جواب جو کچھ دیا اس کا فی الحال ذکر نہیں کرتا۔ وہ پریشان ہو گئے اور معاملہ ختم کر کے چلے گئے۔ آپ یقین رکھیں کہ اس قسم کی لغویات کے لیے میرے پاس وقت نہیں۔

جو کچھ میرے علم میں تھا لکھ دیا، اب اہلِ علم دیکھیں اور جانچیں اور پرکھیں۔ اگر ان کے نزدیک یہ لغو ہے تو ظاہر ہے کہ وما علینا الا البلاغ اور قرآن مجید کے داعی برحق ﷺ سے کہہ دیا تھا لست علیھم بمصیطر (۲) میں ناچیز کیا ہوں؟

مہر

وہ اخبار واپس ہے۔

حواشی خط نمبر ۱۹۵

۱۔ روزنامہ امروز لاہور مورخہ ۷ جنوری ۱۹۶۸ء میں وحید احمد مسعود کی کتاب ''سید احمد کی صحیح تصویر'' (مکتبہ مسعود تیزاب احاطہ لاہور ۱۹۶۶ء) پر تبصرہ شائع ہوا تھا۔ میں نے یہ تراشا آپ کی خدمت میں جواب کے لیے بھیجا تھا۔'' سید احمد کی صحیح تصویر'' ایک مستقل تصنیف ہے نہ کہ مقالات کا مجموعہ۔ البتہ آپ کے آٹھ مقالات جو روزنامہ مشرق لاہور میں اگست تا دسمبر ۱۹۶۴ء کے عرصہ میں شائع ہوئے، وہ ماہنامہ جامع دہلی کے جون ۱۹۶۴ء کے شمارے میں سید احمد شہید پر شائع شدہ وحید احمد مسعود کے ایک مضمون کی وضاحت کے سلسلے میں لکھے گئے تھے۔ ان کا تعلق اس کتاب سے نہیں۔

۲۔ سورۃ غاشیہ ۸۸:۲۲

ترجمہ: آپ ان کو جبر سے منوانے والے تو نہیں ہیں (ترجمہ از پیر محمد کرم شاہ الازہری)

(۱۹۶)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کسی عزیز دوست کی مفارقت (۱) کا صحیح اندازہ بروقت کر لینا عموماً مشکل

Marfat.com

ہوتا ہے۔ خصوصاً میرے لیے، جس کے خاص حالات نے ایسی صورت پیدا کر دی تھی کہ میں بہت دیر کے بعد ان سے ملتا تھا - تاہم یقین رکھیں کہ میرے دل کو بے حد صدمہ ہوا۔ بعض دوستوں سے جلد جلد ملاقات نہیں ہوتی لیکن ان کی حیات کا یقین موجب اطمینان ہوتا ہے کہ جب جائیں گے مل لیں گے، نیز ملاقات میں تاخیر کی بناء پر انسانوں کے اوصاف و خصائص کم نہیں ہو جاتے۔

مولوی شمس الدین مرحوم بڑے ہی مخلص دوست اور بے حد شریف انسان تھے۔ ان سے میرا تعلق بہت پرانا ہے۔ تقسیم سے دس بارہ سال پیشتر (یا ممکن ہے چھ سات سال پیشتر) میں ان سے ملا تھا، جب وہ مسجد موراں کے ایک حجرے میں رہتے تھے، چودھری محمد حسین مرحوم اور مولانا ظفر اقبال نے ان کا پتا بتایا تھا۔ میں اکثر ان کے پاس چلا جاتا اور ہر مرتبہ نوادر خرید کر لاتا۔ میرا شوق دیکھا تو ان کی محبت اور ان کے اخلاق میں بہت اضافہ ہو گیا۔

پھر ایک مرتبہ انھوں نے قصد کیا کہ بھوپال اور حیدر آباد جائیں اور وہاں سے نوادر لائیں چنانچہ وہ تین یا چار بڑے بڑے صندوق کتابوں کے بھر کر لائے۔ ان کی بلٹی غالباً پانسو روپے کی تھی - اتفاق سے اس وقت ان کے پاس روپے نہ تھے، میں نے غالباً تین یا چار سو روپے دے دیے، خود انھوں نے یہ شرط پیش کر دی کہ تمام صندوقوں کی کتابیں سب سے پہلے دیکھ لینا اور جو جو مطلوب ہوں، لے لینا، تمہارا روپیہ قیمت میں محسوب ہو جائے گا۔

چنانچہ وہ سٹیشن سے تمام صندوق دفتر ''انقلاب'' میں لے آئے اور میں نے اپنے مطلب کی تمام کتابیں چن لیں۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم کی اکثر کتابیں مولوی صاحب مرحوم ہی نے مجھے دی تھیں، معلوم نہیں میرا روپیہ ان کتابوں میں پورا ہو گیا یا بعد بھی کتابیں لیں یا مجھے پاس سے کچھ دینا پڑا۔

تقسیم کے بعد مسلم مسجد بنی تو مولوی صاحب وہاں آ گئے - میں اس زمانے میں ہر ہفتے شیخ مبارک علی کے پاس اندرون لوہاری دروازہ جایا کرتا تھا اور مولوی صاحب مرحوم سے بھی ضرور ملتا۔ شیخ مبارک علی پبلشرز یونائیٹڈ میں آ گئے تو ادھر جانا بہت کم ہو گیا۔

مولوی صاحب بڑے ہی مخلص دوست، شریف رفیق اور ہمدرد انسان تھے۔ عمر بھی زیادہ نہ تھی، صحت جیسی پہلے تھی ویسی ہی اب تھی، لیکن قدرت کی مصلحتوں کو کون سمجھ سکتا ہے؟ یقین رکھیں کہ اس واقعہ محزنہ نے بہت غمزدہ کیا۔

مجھے وفات کی اطلاع دوپہر کے قریب مل گئی تھی لیکن آپ جانتے ہیں میں جا ہی نہیں سکتا

Marfat.com

تھا۔ کیونکہ میرے لیے چند قدم بھی پیدل چلنا مشکل ہے۔ ہفتے کے روز گیا تو دکان بند تھی، ملک رب نواز سے پتا لیا تو معلوم ہوا کہ فاتحہ خوانی ان کے مکان پر ہونی ہے۔ نیاز صاحب وہاں جانے کے لیے تیار تھے، لیکن میں نے کہا کہ مولوی صاحب مرحوم کے سوا میں کسی سے بھی روشناس نہیں، وہاں جا کر کیا کروں گا؟ دکان کھلی ہوتی تو ممکن تھا کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں میں سے کوئی روشناس مل جاتا۔ ناچار محزون و درد رسیدہ لوٹ آیا۔

ایسے آدمی عموماً کم ہی پیدا ہوتے ہیں اور جس قسم کی فضاء میں ہم اب سانس لے رہے ہیں، اس میں تو ایسی شخصیتوں کی تربیت کا حقیقتہً کوئی امکان ہی نہیں۔ اب اس کے سوا کیا رہ گیا ہے کہ ان کے لیے دعا کی جائے یہ کرتا ہی ہوں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور وہ میری ہی نہیں تمام دوستوں کی خواہشوں، آرزوؤں، اور دعاؤں سے بڑھ کر اس ذات پاک کی رحمت کے کرشمے دیکھیں، جس کی محبت ان کے اعمال و اخلاق ہی نہیں بلکہ جسم کے روئیں روئیں میں جلوہ گر تھی۔ آمین! میں نے نولکشور پر لکھ دیا اور کوئی چیز ملی ہی نہیں۔ کتابیں منگوالیں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۱۹۶

۱۔ ہمارے مشترک کرم فرما مولوی شمس الدین نادرہ کتب فروش کے انتقال (۱۱ر جنوری ۱۹۶۸ء) پر تعزیتی خط۔

(۱۹۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کیا آپ نے سمجھ لیا (۱) کہ میں اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کئی ضروری کام ہیں۔ دو منٹ کے لیے تکلیف فرما کر ملیے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہرؔ

Marfat.com

خط کا پتا:

جناب محمد عالم مختار حق صاحب

جھگی ناگرہ۔ ڈاک خانہ ڈھولن وال، لاہور

براہ اچھرہ۔ لاہور

حاشیہ خط نمبر ۱۹۷

۱۔ میری کوتاہی پر اپنے اندرون کا اظہار۔

(۱۹۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری پریشان حالی آپ کو اپنے آدمی سے معلوم ہوگی۔ زندگی کی حالت عجیب وغریب ہوگئی ہے۔

تفصیل کیا عرض کروں؟

ایک کارڈ لکھا تھا غالباً وہ آپ کو ملا ہی نہیں۔ آپ کی سخت ضرورت تھی۔ کارڈ میں لکھا تھا کہ شاید آپ نے سمجھ لیا میں دنیا سے رخصت ہو چکا ہوں۔ اشد ضرورت ہے چند منٹ کے لیے آیئے۔

خط میں نے دیکھ لیا۔ اصل میں میری رائے یہ ہے کہ کرامت بہاری کے نام مکاتیب نادرست ہیں۔ کسی نے مختلف خطوط سے فقرے لے کر جمع کر دیے اور خط بنا لیے۔

بہر حال میرے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنا لکھا ہوا لکھوا لیں۔ آپ آئیں تو میں تحریر لکھ دوں۔ معافی چاہتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

(۱۹۹)

نساخ کے خط میں نہیں منشی سید عباس کے خط میں میرزا اپنی کتاب کو دفترِ بے معنی کہتے ہیں۔
''غنچہ راگ''

۲۵۔ اکتوبر کاٹ دیجیے۔ خدا جانے یہ کہاں سے آ گیا۔

Marfat.com

ہرگوبند سہائے نشاط نے جس ریاست میں ملازمت کی تھی اس کا نام ''کوٹہ'' تھا۔

ہیچ میرزا الغو ہے ہیچ ''میرز'' صحیح۔

بڑھانا ضروری تھا۔

ٹھیک کیا۔

بالکل صحیح ہے یعنی دانے غلے کی دکانیں۔

''معنی کے معنی'' ٹھیک ہے، میرزا کا اعتراض شرح پر ہے یعنی جو معنی بیان کیے گئے انھیں میں نہیں سمجھا۔

ٹھیک کیا۔

مرہون ہی صحیح (بہ ہائے ہندی، نہ مرحون بہ ہائے حلوا)

ٹھیک کیا۔

بجا

//

//

''آیا ہے'' ٹھیک ہے غلط نہیں۔

''نے'' درست ہے غلط نہیں۔

میرے نزدیک تو تلفظ محض تکلف ہے۔

میرزا کا مفہوم واضح ہے کہ معنی لفظ مفرد ہے، معانی جمع ہے۔ محاورے میں لفظ مفرد بہ معنی جمع استعمال ہوتا ہے۔ یہاں ''تلفظ'' کا کیا مفہوم ہوگا؟ تلفظ کے معنی ہیں لفظ ادا کرنا اور بس۔ یہ ماٰنحن فیہ میں بے معنی ہوگا۔ اور لطف یہ کہ ''معنی مفرد بہ لفظ جمع'' میرزا کے نزدیک ایسا جملہ جس کا مطلب ٹھیک ٹھیک ذہن نشین ہو جائے۔ تلفظ سے جملے میں کوئی سہولت پیدا نہیں ہوتی۔

میرے نزدیک ''ہے'' ضروری ہے۔ اگر اسے اڑانا ہو تو اور لکھنا چاہیے'' اچھا ہے اور صاف وہموار''

پیش ہے واو نہیں۔

یہ معاملہ میرے ذہن میں نہیں آیا۔ اصل میرے پاس نہیں۔

مشہور آدمی ہے۔ کہیں تو ولادت و وفات و جلوس لکھانا ہو تو لکھ دوں؟

Marfat.com

یعنی وہ خط جس میں عزت النساء بیگم والدۂ غالبؔ کی طرف سے ضمانت دی گئی ہے۔

ضرور

بدھ کو یہ خط ملا۔

میں نے مجبور ہو کر آپ کو کارڈ (۱) لکھا تھا بد اہتہٗ وہ آپ کو ملا نہیں۔

اب ملاقات کب ہو۔

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۱۹۹

۱۔ خطوط غالبؔ کے متعلق۔ اسی کارڈ کا ذکر ہے جس میں آپ نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔

(۲۰۰)

باسمہ سبحانہ

عزیزی!

میں نے آپ سے کہا تھا کہ ''غالبؔ کی نادر تحریریں'' (۱) مجھے لے دیں، میرے پاس نہیں۔

آپ آئیں گے تو ذکر کروں گا اس وقت بالکل بے بس ہوں۔

باقی باتیں الگ خط پر لکھ دیں۔

حاشیہ خط نمبر ۲۰۰

۱۔ غالبؔ کی نادر تحریریں از خلیق انجم مکتبہ شاہراہ دہلی ۱۹۶۱ء

(۲۰۱) (۱)

غالبؔ کی نادر تحریریں۔

۱۔ خط نمبر ا صفحہ ۳۱ مجموعے میں شامل ہے۔ یہ یاد نہیں کہ مکتوب الیہ کا نام (عبد الحق) لکھا گیا یا نہیں، دیکھ لیجیے۔

۲۔ خط صفحہ ۳۴، ۳۵ دیکھ لیجیے۔ اصل میں ہو تو خیر، نہ ہو تو لے لیجیے۔

۳۔ خط صفحہ ۳۶، ۳۷ غلط چھپا ہے۔ میں نے تصحیح کے بعد الگ لکھ دیا ہے اور حواشی بھی تحریر کر دیے ہیں۔

Marfat.com

۴۔ صفحہ ۳۹، ۴۷، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۹۵، ۱۰۳، ۱۱۱۔
ان خطوں کو دیکھ لیجیے۔ اگر کوئی رہ گیا ہو، تو لے لیجیے میرے پاس اصل نہ ہونے کے باعث مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حاشیہ خط نمبر ۲۰۱

۱۔ خطوط غالب کی تصحیح کے سلسلے کا خط

(۲۰۲)

بے شک حذف کر دیں۔ سیاق وسباق پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

بے شک حذف کر دیں۔

یہ آپ خود طے کریں۔ مجھے آپ کے کسی فیصلے سے اختلاف کی ضرورت نہیں۔ بشرطیکہ اس کے خلا پورے ہو جائیں۔

وہ کچھ چیزیں ایک رجسٹر سے جمع کر رہے ہیں جو میرا بیٹا فاروق ارشد میرے حالات کے متعلق تیار کر رہا ہے یعنی میں اسے لکھواتا ہوں۔

قصہ یہ ہے کہ ۱۹۶۴ء میں میرے بچوں نے اصرار کیا تھا کہ میں اپنی زندگی کے ابتدائی حالات لکھوا دوں۔ جن سے انھیں میرے وطن اور اعزہ واقارب کے متعلق تفصیلات معلوم ہو سکیں۔ یہ تشنگی ان میں وطن سے محروم ہو جانے کے باعث پیدا ہوئی کیونکہ اعزہ بکھر گئے تھے۔

قاعدہ یہ قرار پایا کہ جب میں دو پہر کو کھانا کھانے کے (بعد) بیٹھوں تو کوئی لکھتا جائے۔ میری بیٹی منیرہ نے ذمہ داری سنبھالی۔ چنانچہ یہاں بھی وہ روزانہ لکھتی رہی اور میں ایبٹ آباد چلا گیا تو وہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ ۱۶۵ صفحے کا رجسٹر تیار ہو گیا اور دوسرا رجسٹر لے لیا گیا۔

پھر منیرہ کی شادی ہو گئی اور یہ سلسلہ رک گیا۔

اب فاروق نے یہ کام سنبھالا۔ وہ رجسٹر نکالا تو کسی ایسی جگہ رکھا تھا جہاں ٹڈیاں اس کا بیشتر حصہ کھا گئی تھیں۔ صرف دس بارہ صفحے سلامت بچے تھے۔

چنانچہ یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔ میرے پاس دو پہر یا رات کا کھانا (جو برائے نام ہوتا ہے) کھانے کے سوا کوئی وقت نہ تھا۔ تاہم اس مرتبہ میں نے زیادہ تفصیلات سے کام لیا۔ میں

Marfat.com

سمجھتا ہوں کہ نہایت باریک قلم سے کم وبیش پچاس صفحے مکمل ہو چکے ہیں اور ابھی کالج میں میری تعلیم کا دور جاری ہے۔ غالباً بیس پچیس صفحے اور لکھے جائیں گے تو تعلیم ختم ہو گی اور بعد کی زندگی کے متعلق لکھواؤں گا جس میں میری سیاسی ہنگامہ خیزیوں کی تفصیل بھی ہو گی۔ اس طرح ممکن ہے کئی سو صفحے کی کتاب بن جائے۔ فاروق کے پچاس صفحے عام کتاب کے (۸۰) اسی صفحے بنتے ہیں۔ تفصیلات ضرور ہیں لیکن میرے اندازے کے مطابق دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ کسی روز آئیں گے اور فاروق یہاں ہو گا تو وہ رجسٹر آپ کو دکھاؤں گا۔

یوسف طاہر نے فاروق سے وہ رجسٹر لے کر پڑھا۔ میں نے اپنے پروفیسروں کے متعلق بہت لکھوایا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ ایسی معلومات جا بجا حواشی میں دے دوں گا۔

اصل شے میری سیاسی زندگی کے اصول ہیں۔ کاش ان کے ٹھیک ٹھیک مدون ہو جانے کا موقع آ جائے۔ اس کے بعد کسی تفصیل کی چنداں ضرورت نہ رہے گی۔ اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ بھوک سے دم نکلا جا رہا ہے۔

آپ کا

مہر

۶۸-۳-۱۴

بارقیباں ہم فتیم اما بہ دعوئ گاہِ شوق
مردن است از ما وزیں جنسِ گراں جاں زیستن
(غالبؔ)

(۲۰۳)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں نے آپ سے تین اخبار لیے تھے جن میں مولوی صاحب کے متعلق مضامین تھے۔ سفر کے لیے نکلا تو ساتھ لے گیا کہ وہاں بیٹھ کر کسی وقت لکھ دوں گا۔ دماغ ساتھ نہ دے سکا۔ کل شام کو باہر آیا اور اخبارات تلاش کیے تو نہ ملے۔ یقین ہو گیا کہ میں انھیں سرگودھا میں بھول آیا۔ بیٹھ کر اپنے خیالات مجتمع کیے اور چار پانچ صفحے لکھ ڈالے۔ انھیں کہاں دوں؟ کیا آپ کو بھیج دوں؟ آپ جو چاہیں کریں۔

Marfat.com

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

کل شورش (۱) ٹیلی فون پر مل گیا تو کیا اس کے حوالے کردوں بشرطیکہ وہ چھاپنے پر آمادہ ہو (۲) یا آپ منگا لیں اور میں فارغ ہو جاؤں البتہ اسے ذرا خوش خط لکھ کر دینا چاہیے۔ میرا خط جیسا ہے محتاج بیاں نہیں۔

حواشی خط نمبر ۲۰۳

۱۔ شورش کاشمیری قلمی نام ہے اصل نام آغا عبدالکریم (متوفی ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء) نامور صحافی، شعلہ بیان مقرر اور شاعر، ادیب، مصنف، کارکن تحریک پاکستان، مدیر ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور۔ چٹان پبلی کیشنز کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ آپ کی بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں: ''شب جائے کہ من بودم'' (روداد سفر حج) پس دیوار زنداں' موت سے واپسی اور تمغۂ خدمت، (ان تینوں کتابوں میں واقعات اسیری بیان کیے گئے ہیں۔) سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ظفر علی خان، حمید نظامی، میاں افتخار الدین، بوئے گل- نالۂ دل دود چراغِ محفل (خودنوشت سوانح عمری) گفتنی ناگفتنی اور چہ قلندرانہ گفتم (شاعری کے مجموعے)۔

۲- مولوی شمس الدین مرحوم پر مولانا کا مضمون ''چٹان'' کے ۸/اپریل ۱۹۶۸ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔

(۲۰۴)

بات یہ ہے کہ سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا اور شعر موزوں نہ ملے تو کیا کروں۔ تھوڑی سی مہربانی کیجیے۔ میں ضرور عرض کروں گا مگر دماغ کو فرصت فکر ملے یا اتفاقیہ کوئی شعر ذہن میں آجائے۔ اس کے سوا چارہ کیا ہے۔

ڈائری واپس بھیجتا ہوں۔

مہر

حاضر-

یہ دونوں خط دیکھنے سے پیشتر تمہید دیکھنا ضروری ہے جو وقت طلب ہے۔ اگر پیر کے

Marfat.com

روز منگا لیں یا توار کو چندمنٹ کے لیے آجائیں تو مہربانی ہوگی۔ صبح ہی مثلاً آٹھ نو بجے۔

میرا خیال ہے کہ دیباچے میں یہ لکھ دینا مناسب ہوگا۔ بعض خطوط بروقت ہاتھ نہ آئے وہ سب ضمیمے میں درج کر دیے۔

لکھ دیا۔

دے دیا۔

(۲۰۵)

۶۸-۳-۲۷

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کا انتظار کرتا رہا۔

تیس کاپیاں حاضر ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ غلطیاں بہت ہیں اور عجیب امر یہ ہے کہ اصل صحیح ہے مگر کاتب نے احتیاط نہیں کی۔ مثلاً بیاں کی جگہ زباں لکھ دیا حالانکہ اصل میں بیاں ہے۔

بعض الفاظ مجھے از سرِ نو لکھنے یا اضافہ کرنے پڑے۔ باقی میں برابر تین چار کاپیاں روز دیکھ لیتا ہوں۔ ایک ایک لفظ پڑھنے میں وقت خاصا صرف ہو جاتا ہے مگر مضائقہ نہیں، کتاب ایک مرتبہ تو ٹھیک چھپ جائے۔ اب غلطیاں بن جائیں تو پھر مجھے دکھانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ پروف آپ دیکھ لیں اور غلطیوں کی تصحیح بھی ضرور دیکھ لیں۔

باقی ان شاءاللہ بوقت ملاقات۔ میں بہت زیادہ مصروف ہوں۔ وقت کم، کام زیادہ۔

والسلام علیکم

مہر

(۲۰۶)

کلیات فیضی (۱) میں غزلیں اور قصیدے آ گئے ہیں۔ رباعیاں اور مثنویاں نہیں آئیں۔ آپ لے سکتے ہیں مگر قیمت زیادہ ہے۔

یہ میرے ذہن میں ہے لیکن فہرست مکمل تو ہو جائے۔

آپ پریشان نہ ہوں۔ کتابوں کا دینا بڑے مرحلے طے کرنے پر موقوف۔ ابھی تو بچہ پیدا بھی نہیں ہوا اور آپ اسے بالغ کر کے اور مار کر جنازہ اٹھانے کے درپے ہیں۔ (۲)

Marfat.com

چار چادر زمین میری سمجھ میں نہیں آیا۔

فرصت نہیں - سرسری طور پر بہار عجم میں دیکھا مگر ایسی کوئی چیز نہ ملی ۔ رات کو یہ سطریں لکھ رہا ہوں اس لیے رحم کا طلب گار ہوں ۔

ضروری: آپ جو کاپیاں لے گئے ان میں سے ایک کاپی پوری نہیں دیکھی گئی تھی وہ پھر میرے پاس بھیجیے ،یعنی آخری کاپی ۔ آپ نے اس روز اپنی کتابوں کی فہرست کا قصہ نہ چھیڑا میرے ذہن میں چند کتابیں تھیں مراثی انیس (۳) کی تھوڑی سی تفصیل لکھ بھیجیے تا کہ میں لکھوا دوں ۔ آپ جب فارغ کریں گے دیکھ لیں گے - اب کھانے کے کمرے کی صرف ایک الماری رہ گئی ہے جو کل ختم ہو جائے گی پھر لائبریری والے کمرے میں جانا ہے ۔

باقی خیریت - کئی چھٹیاں ہیں کیا کسی روز چند منٹ نکال سکیں گے؟

۶۸-۴-۴

مہر

حواشی خط نمبر ۲۰۶

۱۔ کلیات فیضی کے اس ایڈیشن کی خرید پر مشورہ کیا تھا جسے اے ڈی ارشد صاحب نے مرتب کیا اور ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب لاہور نے ۱۹۶۷ء میں شائع کیا ۔ اس وقت اس کی قیمت صرف ۲۰ روپے تھی جو مولانا کو گراں معلوم ہوئی ۔

۲۔ میں ان دنوں آپ کے کتب خانہ کی فہرست سازی میں مصروف تھا - آپ نے کہا تھا کہ اگر کسی کتاب کے دو نسخے لائبریری سے نکل آئیں تو ایک آپ کا ہو گا - یہ میری یاد دہانی کا دلچسپ جواب ہے ۔

۳۔ مولانا کا یہ نسخہ میرے زیر مطالعہ تھا اور آپ نے اسے اپنی فہرست کتب میں درج کرنے کے لیے تفصیل منگوائی تھی ۔

(۲۰۷)

۱۵/اپریل ۶۸

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! فی الحال کتابوں کی فہرست زیر ترتیب ہے ۔ اس میں مراثی انیسؔ بھی آنے

Marfat.com

چاہمییں اور جن کتابوں کا مطالعہ میں وقتاً فوقتاً شوق سے کرتا ہوں اور فائدہ اٹھاتا ہوں، اس میں میرانیسؔ کا کلام بھی ہے۔ اس مرتبہ محرم میں مجھے بھی پڑھنے کا خیال تھا لیکن اولاً مجھے فرصت نہ ملی۔ دوم کتاب میرے پاس تھی لیکن اب مدت سے اسے پڑھنے کو جی نہیں چاہتا کیونکہ اس کا چھاپہ اچھا ہے نہ کاغذ۔

''رقعات بیدلؔ'' (۱) ایک خاص رنگ کی فارسی نثر ہے جسے یقیناً فارسی کا ایک اچھا نمونہ نہیں سمجھا جاتا۔ اچھے نمونوں میں دو صورتیں ہیں۔ ایک کلاسیکی انداز اور دوسرا بے تکلف اسلوب تحریر۔ کلاسیکی انداز کی اچھی چیزیں بے شمار ہیں۔ مثلاً نعمت خاں عالی کی تصانیف اور بے شمار دوسری کتابیں۔ سادہ اسلوب کے نمونے کئی ہیں۔ جن میں سب سے نمایاں حیثیت گلستان کی ہے لیکن بہترین بے تکلف تحریر قاآنی کی ہے۔ بیدلؔ کے رقعات خود اس کی زندگی کے واقعات کے لیے اچھا سرمایہ ہیں۔ آپ خریدتے ہیں تو خرید لیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو کوئی نہ کوئی امر ضروری مانع ہوگا۔ کیونکہ میں ''ماہر نفسیات'' بھی ہوں۔ انسان کے تحت الشعور میں جو خیال کارفرما ہو وہ کسی نہ کسی صورت میں زبان پر آ جاتا ہے۔ اگر چار کا خط گیارہ کو ملا تو ظاہر ہے کہ یہ میرا قصور نہیں۔ تاہم جہاں انسان بے بس ہو وہاں صبر یا کہہ لیجیے اعتراف بے چارگی کے سوا چارہ کیا ہے۔ اب دیکھیں کل کیا صورت پیش آتی ہے۔ آپ آتے ہیں یا آپ کا آدمی۔ یہ تحریر پہلے سے تیار کر رکھی ہے۔

حاشیہ خط نمبر ۲۰۷

۱۔ میں نے ''رقعات بیدلؔ'' کا نسخہ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ ۱۸۸۵ء بازار سے خریدا تھا۔ اس کی علمی و ادبی حیثیت کے سلسلے میں آپ سے سوال کیا تھا۔ آپ نے بعض دیگر کتابوں پر بھی رائے زنی فرما دی۔ ان کتابوں کے مصنفین پر حواشی گزر چکے ہیں۔

(۲۰۸)

۲۰۔ اپریل ۱۹۶۸ء

GHULAM RASUL MIHR
MUSLIM TOWN
LAHORE.

Marfat.com

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ جانتے ہیں کہ میرے لیے اس سے بڑی خوشی کوئی نہیں ہوسکتی کہ آپ میرے (۱) ساتھ ہوں۔ یہاں جتنا وقت آپ کے ساتھ گزرتا ہے، انتہائی خوش آغاز وخوش انجام ہوتا ہے۔ لیکن لائل پور جانے کے معاملے میں میری حالت اس پرندے کی سی ہے جسے کوئی پکڑ کر زبردستی پنجرہ میں ڈال لے اور جہاں چاہے لے جائے۔ میں اس کا خواہاں نہ تھا۔ یہ افتاد مجھ پر آپڑی اور ظاہر ہے کہ جو کچھ انسان کے مقدر میں لکھا ہے وہ پیش آجائے تو جزع فزع سے کچھ نہیں بنتا منزل کٹھن ہو، یا سہل خوش گوار ہو یا رنج افزا جب اس میں سفر ناگزیر ہو جائے تو میرا شیوہ آہ و فغاں نہیں۔

میں تقریر کا عادی نہیں اور اس کی مشق بھی نہیں۔ اقبال پر جو کچھ کہنا ہے وہ تقریر کے ذریعے سے میرے نزدیک پورا بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ معین باتیں ہیں اور ان کے شواہد پیش کرنے ہیں۔ یہ صورت مقالے کی ہے۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ ان لوگوں نے مجھے صدر بنانا تجویز کیا ہے میں نے کل لکھ دیا ہے کہ آنے کا طے کر چکا ہوں تو جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ صدر کی حیثیت میں نہیں کہہ سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ صدارت حمید احمد خاں صاحب وائس چانسلر کے لیے محفوظ رکھیں۔ وہی اس منصب کے لیے موزوں ہیں، وہ اس کے لیے وجہ اعزاز ہیں۔ البتہ مجھے پندرہ بیس منٹ کا وقت دے دیں تاکہ اقبال کے مقام ومرتبہ شعر کی حقیقی حیثیت کا ایک گوشہ اہل مجلس پر واضح کرسکوں۔
اگر وہاں جانے پر صدارت کے لیے تحریک ہوئی تو میں اٹھ کر یہی گزارش دہرادوں گا۔ صدر رسوم کے مطابق خود کچھ نہیں کہتا۔ ابتدا میں شکریہ ادا کر دیتا ہے۔ آخر میں مقرروں یا مقالہ خوانوں کی مدح وستائش میں چند الفاظ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتا ہے۔ میں اگر جاؤں گا تو اس پر قناعت نہ کرسکوں گا۔

میرے جانے کا انتظام انھوں نے کیا ہے۔ غالباً وہاں سے دو آدمی آئیں، دو یہاں سے ساتھ ہوں گے جو پہلے سے انھوں نے تجویز کر لیے۔ پانچواں میں ہوں گا۔ بظاہر موٹر میں اس سے زیادہ جگہ غالباً نہ ہو۔ اس لیے میں آپ کے ارشاد گرامی پر لبیک کہنے میں متامل ہوں۔ آپ یہ بھی یقین رکھیں کہ وہاں میری تقریر سن کر آپ کو خوشی نہ ہوگی، بلکہ جو تصور دماغ میں قائم کر رکھا ہے اور وہ یقیناً بہت خوشگوار ہوگا، اس کا تار و پود بکھر جائے گا۔ میری آرزو یہی ہے کہ وہ تصور قائم ہے۔

Marfat.com

میں نے مفتاح التواریخ (۲) ابھی اٹھا کر دیکھی۔ وہ قطعہ موجود ہے، لیکن اس کے بعض الفاظ ٹھیک پڑھے نہیں جاتے۔ میں کسی وقت دوسرا نسخہ نکالوں گا اور اس سے اس نسخے کی تصحیح کر کے آپ کے لیے نقل کر دوں گا، ان شاء اللہ۔

فی الحال میرزا غالب کے مقالے (۳) میں جو ایک دو روز میں روس بھیجنا ہے اتنا الجھا ہوا ہوں کہ کوئی اور کام کر نہیں سکتا۔

یونیورسٹی کی طرف سے بظاہر کوئی پابندی نہ ہوگی اور ہو بھی تو میرے کسی عزیز کے لیے پابندی کا کیا سوال؟ کل اتفاقیہ حمید احمد صاحب آ گئے۔ انھوں نے فرمایا کہ سات بجے چلنا ہے تو میرے ساتھ چلو۔ یہ اچھا تھا لیکن ان کے ساتھ بھی دو پروفیسر جا رہے ہیں اور میں بھی ساتھ ہو جاؤں تو جو انتظام یونیورسٹی نے کر رکھا ہے اس میں خلل ہوگا کیونکہ یہاں سے جو دو بھائی جانے والے ہیں وہ تو خود کار لے کر میرے پاس آئیں گے جیسا کہ طے کر رکھا ہے اور کار لائل پور سے آئے گی۔ دو آدمیوں کے ساتھ ایک ڈرائیور اور ایک ساتھی۔

میرے لیے اطمینان کی صورت یہی ہے کہ آپ قصد نہ فرمائیں۔ اگر پہلے سے مجھے علم ہوتا تو میں انھیں لکھ دیتا۔ ایک پریشانی یہ بھی ہے کہ یہاں یوسف طاہر صاحب مصر تھے کہ ساتھ چلوں گا ان کی بھی منت کی ہے کہ نہ جائیں۔ وہ کہتے تھے میں خود بس میں چلا جاؤں گا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میرے دل کے لیے انتہائی تکلیف کا باعث ہوگا۔ مصیبت یہ ہے کہ ایسے خیالات بعد از وقت پیدا ہوئے۔ پہلے ہی آپ کہہ دیتے تو کوئی نہ کوئی شکل نکال لیتا۔ اب بظاہر ممکن نہیں۔ امید ہے میری گزارش کو آپ دل شکنی کا موجب نہ بنائیں گے۔ میرے حالات کی مجبوری پر محمول فرمائیں گے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

حواشی خط نمبر ۲۰۸

۱۔ آپ کا ۲۵ اپریل ۱۹۶۸ء کو زرعی یونیورسٹی لائل پور (اب فیصل آباد) میں خطاب تھا۔ اور میں نے آپ کے ہمراہ جانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ جواب کا اس سے بہتر انداز اور کیا ہو سکتا ہے۔

۲۔ آپ کا ایک مضمون ''شاہ عالمگیر گردوں آستاں'' ماہنامہ المعارف لاہور کے مارچ ۱۹۶۸ء کے

Marfat.com

شمارے میں شائع ہوا تھا۔ جس میں عالمگیر کی وفات پر ایک ایسے قطعہ کا ذکر تھا جس کے ہر شعر سے اورنگ زیب کی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ میں نے اس کی نقل طلب کی تھی۔ راقم کو مذکورہ قطعہ ''مفتاح التواریخ'' مصنف ولیم بیل (آگرہ ۱۸۴۹ء) میں نظر نواز نہیں ہوا۔

۳۔ یہ مقالہ تھا ''مرزا غالب کا فارسی کلام'' جو یہاں فنون کے غالب نمبر مئی، جون ۱۹۶۹ء میں چھپ گیا۔ اس کی نقل ہم نے تیار کر دی تھی اور مسودہ ذاتی کتب خانے کے لیے محفوظ کر لیا۔

(۲۰۹)

۱۔ آپ کا عزم موجب تبریک ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ آپ کو ساتھی نہ ملا۔ کیا آپ یہ اندازہ نہیں فرما سکتے تھے کہ اس طرح جانا میرے لیے کتنے دکھ کا باعث ہوتا؟ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا کہ میں نے آپ کو اپنے ساتھ لے جانے میں تامل کیا ایک دیرینہ دعا گو کے متعلق حسن ظن کا یہ کوئی اچھا طریقہ نہ تھا۔

۲۔ رقعات کے تمام مطالب ذہن میں محفوظ نہیں۔ دیکھوں گا اور عرض کروں گا ان شاء اللہ۔

۳۔ نانپارہ یوپی کی ایک بہت بڑی تعلق داری یا ریاست تھی جس کی آمدنی پچاس لاکھ روپے سالانہ بتائی جاتی ہے۔ مجھے اس کے حالات کا علم نہیں اور نہ یہ بات ذہن میں ہے کہ حالات کہاں سے ملیں گے۔

۴۔ مکاتیب میں نے دیکھ لیے۔ ''نامہ غالب'' میں غلطیاں زیادہ ہیں۔ نیز:

الف: آخری رقعہ (بنام پیارے لال آشوب) کٹ جانا چاہیے کیونکہ یہ تقریظات میں آچکا ہے۔ دیکھیے تقریظ جام جہاں نما۔

ب: ایک عجیب بات دیکھی کہ آپ کے عزیز حواشی بڑی بے پروائی سے لکھتے رہے شاید ہی کوئی حاشیہ ایسا ہو جسے دوسرے صفحے پر نہ لے گئے ہوں حالانکہ ایک آدھ سطر متن کی آگے پیچھے کر کے وہ حاشیہ اسی صفحے پر ختم کر سکتے تھے۔ دوسرے صفحے پر جانا قاری یعنی خوانندہ کے لیے سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ لیکن:

سفینہ جبکہ کنارے پہ آ لگا غالب
خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے

انھوں نے لکھا بہت اچھا ہے اس پر طبیعت خوش تھی لیکن ہر حاشیہ اگلے صفحے پر لے جانا

Marfat.com

تکلیف دہ رہا اور لطف یہ کہ انھوں نے آخری خطوط میں اپنا یہ شیوہ بحال رکھا گویا وہ اس پر خوش تھے کہ حاشیہ کھینچ کر دوسرے صفحے پر لے جانا بھی منجملہ محاسن کتابت ہے۔

یہاں یوسف طاہر صاحب نے ہنگامہ بپا کیا اور بطور خود جانا چاہا۔ جب میں نے انھیں اس طریقے کے بدیہی لوازم سمجھائے تو مطمئن ہو کر بیٹھ گئے۔

(۲۱۰)

باسمہ سبحانہ

میں نے کاپیاں مکمل کر لیں۔

ا۔ آخری کاپی میں ایک مضمون دو مرتبہ لکھا گیا ایک کٹوائیے۔ میرے نزدیک آخری کٹوا دیجیے۔ پہلا بہ عنوان ''جام جہاں نما'' رہنے دیجیے نیچے ایک سطر میں لکھ دیجیے مکتوب الیہ ''بابو پیارے آشوب'' ہیں۔

اب آخری تحریر لکھنے کی رہ گئی۔ اگر تمام کاپیوں کی تصحیح ہو گئی اور آپ مجھے بتا کر کاپیاں ملک رب نواز کے حوالے کریں تو میں ان کے پروف دو تین روز میں منگا لینا چاہتا ہوں۔ اول پروف دیکھ لوں گا۔ دوم ان میں سفید کاغذ لگوا کر یونیورسٹی کے لیے کتاب تیار کر دوں گا۔ ان شاء اللہ

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہر

(۲۱۱)

ا۔ کتابیں ان شاء اللہ دو تین روز میں فارغ ہو جائیں گی منگا لیجیے۔

۲۔ ''محاسبہ'' (ا) پر ریویو لکھنا یا کچھ اور!

۳۔ آپ کے خط کا جواب میں نے اسی روز لکھ دیا تھا جس روز یہ ملا تھا ... الگ بھیج رہا ہوں۔ اگر جلدی میں کوئی امر خلاف رائے مبارک اور منافی آداب تخاطب و تکلم سرزد ہو گیا ہو تو عفو خواہ ہوں۔ میں سخت لکھنے کا عادی نہیں لیکن جب کام زیادہ ہو اور طبیعت مشوش تو بعض اوقات لفاظ پر قابو کا احساس نہیں رہتا۔ اقبال نے خوب کہا ہے:

Marfat.com

گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا
جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

آپ کی محبت کے اعتماد پر کبھی کبھی گستاخی بھی ہو جائے تو وہ بھی ادائے محبت ہی سمجھنی چاہیے۔

لائل پور والی تقریر ٹائپ کرائی جا رہی ہے ان شاء اللہ جلد بھجواؤں گا۔

باقی خیریت

ہاں ''کابل میں سات سال'' میرے پاس تھی مگر جلد باندھنے کے لیے کتابوں میں گئی اور غائب ہو گئی، کیا کروں۔ بڑا بے بس ہوں۔

اب اسے ایک نظر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بیشتر مطالب یاد ہیں مگر سب کچھ یاد نہیں اور کیا عرض کروں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

حاشیہ خط نمبر ۲۱۱

''محاسبہ'' ماہوار رسالہ تھا جو اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر سے کچھ عرصہ تک جاری رہا۔

(۲۱۲)

۷۔ مئی ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! عجیب امر ہے کہ میں آپ کی طرف آدمی بھیجنے کی تدبیر سوچ رہا تھا۔

حد درجہ ضروری ہے کہ کم از کم:

۱۔ غلام حسنین قدر بلگرامی اور انوار الدولہ شفقؔ کے نام کے خطوط یعنی کتابت شدہ کاپیاں جلد از جلد مجھے پہنچا دی جائیں۔ ان میں کچھ ترمیمات بے حد ضروری ہو گئی ہیں۔ کیونکہ ایک نیا نسخہ ملا ہے جس کی بناء پر ترمیم ہو جانی چاہیے۔ تکلیف ضرور ہو گی لیکن مجبوری ہے۔

۲۔ آپ کی کتابیں واپس بھیجتا ہوں، بے حد شکریہ۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ ابن الوقت کیوں بھیج دی گئی، یہ تو مجھے قطعاً مطلوب نہ تھی۔ جیسی آئی ویسی ہی واپس ہے۔

Marfat.com

۳۔ یہ مجھے کیسے معلوم ہو کہ آپ نے جو کچھ پوچھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط کیونکہ نہ اصل میرے پاس اور نہ کتابت شدہ حصہ۔ پوری کاپیاں بھیجیے تو دیکھ کر عرض کروں۔

۴۔ میں بہت بدخط ہوں اور اس کے لیے ہمیشہ عذر خواہ رہتا ہوں لیکن آپ کی تحریر رفتہ رفتہ میری تحریر پر بھی سبقت لے گئی ہے۔ الفاظ سمجھ میں نہ آئیں تو جواب کیا عرض کروں؟

یوسف طاہر صاحب نے پڑھا اور مجھے سنایا لیکن مطلب اس صورت میں ذہن نشین نہ ہوا۔ میں بدخط ضرور ہوں لیکن مافی الضمیر کے اظہار میں کسی نوع کی پیچیدگی روا نہیں رکھتا۔ آپ نے کمال یہ کر دیا کہ الفاظ پڑھ بھی لیے جائیں تو مطلب واضح نہیں ہوتا۔ غالباً آپ اتنی جلدی میں لکھتے ہیں کہ الفاظ بھی سمجھنے سے بالا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر پڑھے جائیں تو مطلب پلے نہیں پڑتا۔ تحریر گرامی واپس ہے کہ اسے واضح کر کے لکھیے۔ نیز لازم ہوا کہ پوری کاپیاں بھجوایئے اور جلد۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

دعا گو

مہرؔ

مقالہ ٹائپ ہو کر ابھی نہیں آیا۔ غالباً کل آ جائے۔ یوسف طاہر صاحب نے ذمہ اٹھایا ہے کہ وہ آپ کو کاپی کرتے ہی بھجوا دیں گے۔

مہرؔ

آپ کی تحریر واپس نہیں بھیج رہا۔ کاپیاں پوری بھجوا دیجیے۔

(۲۱۳)

باسمہ سبحانہ

سب کچھ آپ لے گئے تھے اب مجھ سے کس شے کے طلبگار ہیں۔ یہ کاپیاں میں نے دیکھ لیں۔ حکیم غلام نجف خاں کے خطوط خدا جانے کیوں بھیجے؟

(۲۱۴)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! مندرجہ ذیل اصحاب کے خطوط بھیج دیجیے۔

مہرؔ

Marfat.com

۱۔ ہرگوپال تفتہ

۲۔ علاءالدین خاں علائی

اور خاندان لوہارو یعنی امین الدین احمد

ضیاءالدین احمد

شہاب الدین احمد ثاقب

سالک

رضوان

باقر علی کامل

۳۔ یوسف مرزا

۴۔ یوسف علی خاں عزیز

۵۔ غلام نجف خاں

۶۔ مہدی مجروح

۷۔ حاتم علی مہر

۸۔ شیونرائن آرام

(۲۱۵)

۱۳-۵-۶۸

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! شکریہ، کاپیاں مل گئیں-۹۷۔۲۳۲ صفحے تک واپس ارسال ہیں۔ان میں سے ایک کاپی غائب ہے۔

۱۶۱۔۱۶۸ میں نے پوری کاپیاں کئی مرتبہ الٹ پلٹ کر کے دیکھیں وہ نہیں ملی۔

غلطیاں جزوی ہیں کچھ میری حماقت کا نتیجہ، کچھ اتفاقات کا لیکن کیوں رہ جائیں-آپ میری روش پر مضطرب ہوگئے اور کل کے خط میں عتاب لفظ لفظ سے مترشح تھا تاہم (ا) میں ضابط آدمی ہوں۔ ہمیشہ ایسے معاملات میں صبر سے کام لیتا ہوں۔ اگر آپ کو میرے حالات، محنت، پریشانیوں اور سراسیمگیوں کا اندازہ ہوتا تو کبھی گوارا نہ فرمائیں کہ مقام رحم پر اظہار عتاب کے لیے

Marfat.com

بے تاب ہوں- بایں ہمہ میرے لیے سکوت وصبر کے سوا چارہ نہیں ۔نظیریؔ کا بڑا اچھا شعر ہے۔

نیست آساں برصف آتش زدن

مے نماید گرچہ از پروانہ خوش

دعاگو

مہرؔ

ابتدائی تین کاپیاں اور آخر کی دس کاپیاں بھی بھیجتا ہوں ۔ان کی ضرورت نہیں ۔

حاشیہ خط نمبر ۲۱۵

۱- میں نے تو اپنی دانست میں کوئی ایسی بات تحریر نہیں کی تھی اور نہ ہی میں ایسا سوچ سکتا ہوں ۔آپ کی طبیعت بڑی حساس واقع ہوئی تھی- ہو سکتا ہے کوئی لفظ ان پر گراں گزرا ہو۔ تاہم میری وضاحت کے بعد انہوں نے اپنے اس غصہ کا بڑے مدبرانہ انداز میں ازالہ کر دیا۔

(۲۱۶)

۱۴۔مئی ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میرزا غالبؔ نے ایک جگہ لکھا ہے (مثنوی ابر گہر بار میں)

دریں خستگی پوزش ازمن مجوئی

بود بندۂ خستہ گستاخ گوئی

میں سیل مشاغل سے اس طرح پریشان حال ہوں کہ طبیعت کی نزاکت بدرجہ کمال پہنچ گئی ۔اپنی قوت ضبط ونظم فرومایہ اور ہنگامہ مشاغل قیامت خیز- سمجھ لیجیے کہ میں الفاظ کے معانی کھینچ کر اس مقام پر لے جاتا ہوں جو محرر کا مقصود نہیں ہوتا۔ سوائے عفو کے اور کیا کہہ سکتا ہوں لیکن یقین رکھیں کہ اگر خدانخواستہ آپ کا مقصود وہی ہوتا جو میں نے غلطی سے سمجھا تو میری طبیعت اور دعا گوئی میں قطعاً فرق نہ آتا۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔

کاپیاں میں نے پیشتر یوسف طاہر صاحب کے ہاتھ بھیج دی تھیں- ایک کاپی کے ایک صفحے پر (۳۳۲) میری نادانی سے بغیر کاغذ کے لکھا گیا۔ مگر حاشیہ ہے۔ وہ سطریں الگ کر کے نیا ٹکڑا وہاں لگوا دیجیے۔

Marfat.com

نمبر(۱) کے لیے شکریہ۔ یوسف صاحب سے کہیے کہ وہ اب نقوش والوں کی طرف نہ جائیں۔ میں آج مقابلہ کر کے کل یا پرسوں آپ کو بھجوا دوں گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۱۶

۱۔ خطوط غالب کی کتابت کے دوران مجلہ نقوش کا تین جلدوں میں خطوط نمبر اپریل مئی ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا تھا۔ جلد اول میں غالب کے پانچ خط (دو فارسی اور تین اردو) جناب سید وزیر الحسن عابدی کی دریافت سے شریک اشاعت ہیں۔ میں نے ان خطوط کی ''خطوط غالب'' میں شمولیت کے لیے ذاتی نسخہ مولانا کو ادارہ نقوش سے منگوانے سے پیشتر ہی بھیج دیا تھا۔

(۲۱۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

۱۔ میرے اور منشی مہیش پرشاد کے مکاتیب میں تعداد یا ترتیب کے سلسلے میں کوئی فرق نہیں۔ جن مکاتیب کو آپ ''نادر خطوط'' کہتے ہیں وہ کتاب میرے پاس ہے لیکن ملی نہیں۔ لہٰذا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قاضی عبدالجمیل کے اشعار قابلِ اعتناء نہیں۔ ان سے کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا اور وہ عامیانہ سے ہیں۔

۲۔ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ رسالہ بھیج دیا۔ مجھے بھی شام کو مل گیا تھا۔ لیکن اب اس میں چند اشعار لکھ کر آپ (۱) کو بھیجوں گا۔ اِن شاءاللہ۔

ابھی بہار عجم اٹھائی۔ جو خیال میں ذرا اچھے معلوم ہوئے وہ لکھ دیے۔ لیکن حقیقتاً اچھے صرف دو تھے۔ ان کا ذکر مقطع پر کر دیا ہے۔ آپ کا پرچہ خراب نہیں کرنا چاہتا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

Marfat.com

۱۵۔ مئی ۱۹۶۸ء

مہر

ایک ضروری گزارش:

اگر آپ دیکھیں کہ جنون کے مکاتیب میں جگہ نکل سکتی ہے تو اسے وہیں (۲۴ الف) نمبر لگا کر لکھوا دیجیے۔ اس صورت میں نیچے یا مکتوب کے ساتھ صرف یہ لکھوا دیجیے یعنی قوسین میں (بہ شکریہ نقوش)

حاشیہ خط نمبر ۲۱۷

۱۔ چنانچہ جب مذکورہ نمبر واپس موصول ہوا تو آپ نے نامہ بری کے متعلق مندرجہ ذیل اشعار جلد اول کے شروع میں تحریر فرما رکھے تھے۔ آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔

سیاہ چشم است ازبس باعثِ آشوبِ شوقِ ما
کبوتر سرمہ می گردد از مکتوبِ شوقِ ما

(خان آرزو)

چو بیدرداں مداں از حالِ مجنوں بے خبر مارا
کبوتر ہائے صحرائی است مرغ نامہ بر مارا

(رضی دانش)

تو اے کبوترِ بامِ حرم چہ مے دانی
تپیدنِ دلِ مرغانِ رشتہ بر پارا

(فیضی)

رقم پرداز مکتوبے کہ بود امشب دلم یا رب!
معلق مے زدی ہم چوں کبوتر غنچۂ اشکم

وطن خوش است اگر تنگنائے زندان است
بودؔ غریب فضائے چمن کبوترِ چاہ

(محمد قلی سلیم)

Marfat.com

گر کنم شوقِ دل از کلک کبوتر دم رقم
نامہ زیں تقریب خود بالِ کبوتر مے شود

(سعید اشرف)

از روے تو رنگ روے من کاہی شد
از چشم تو خونِ چشمِ من راہی شد
راحت بہ زنخدانِ تو از بسکہ گرفت
مرغِ دلِ من کبوترِ چاہی شد

(رضا خونساری)

باسمہ سبحانہ

میں نے اس نوع کے شعر کبھی یاد نہیں رکھے اور یہ یاد رکھنے کے لائق بھی نہیں ہوتے۔ آپ کی فرمایش پر لکھ دیے۔ مجھے ان میں سے صرف دو پسند ہیں، ایک فیضی کا، دوسرا سلیم کا اور دونوں میں نامہ بری کا کوئی ذکر نہیں۔

۶۸-۵-۱۵
مہر

(۲۱۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

۱۔ میرے نزدیک یہ مضمون (۱) ٹھیک نہیں۔

۲۔ اگر آپ اسے دینا چاہیں تو خاص ردو بدل مطلوب ہے۔

۳۔ میری روایت صرف یہ ہے کہ علامہ کے نزدیک فقہی باریک بینی میں مولوی احمد رضا خاں اپنے دور کے ایک اہم فرد تھے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آپ بڑے فقیہ بھی تھے۔ فقہی پہلوؤں پر عام نظر الگ شے ہے اور صرف اس کی بناء پر بڑا فقیہ بن جانا بالکل دوسری شے ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے واسطے سے علامہ مرحوم کی ذات کے ساتھ ایک روایت بلا تعین حدود منسوب کر دینا غالباً مناسب نہ ہو۔

۴۔ افسوس کہ مجھے وقت نہ مل سکا اور احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اصل روایت اور اس کے الفاظ

Marfat.com

دیکھے بغیر کچھ نہ کہوں۔

۵۔ آپ لازماً کچھ دینا چاہیں تو بھائی چند روز انتظار فرمائیں۔ میں اپنے روزنامچے کے اندراجات دیکھوں گا اگر کچھ مل جائے گا تو وہ آپ کو بھیج دوں گا۔

۶۔ مضمون بہر حال از سرِ نو لکھنا پڑے گا۔

۷۔ یوسف طاہر صاحب آ گئے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہرؔ

میں مصروف ہوں۔ امید ہے دو تین روز میں بہت کچھ مکمل کر کے آپ کو اطلاع دوں گا۔ فی الحال ایک خط مل گیا جو میرے مجموعے میں نہ تھا۔ اسے اب ضمیمے میں درج کرنا ہوگا۔

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۲۱۸

۱۔ مضمون غالباً مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی فقہی بصیرت کے متعلق تھا۔ جس میں میں نے مولانا مہرؔ کے حوالے سے علامہ اقبال کی روایت بھی نقل کی تھی۔ یہ مضمون مولانا کے پاس ان کی اجازت لینے کی غرض سے بھیجا گیا تھا مگر مولانا کے اختلاف رائے کے سبب اسے چھاپا نہیں گیا۔

(۲۱۹)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! یقین جانیے کہ کل دن بھر آپ کا منتظر رہا۔ پھر گرمی کی شدت، تپش کی حدت اور موسم کے ناقابل برداشت ہونے کی حقیقت نمایاں ہوگئی اور میں نے سمجھ لیا کہ آپ (کا) نہ آنا ہی مناسب تھا۔ یہ موسم سفر کا نہیں۔ میں حسب معمول صبح نماز کے لیے اٹھا یقین کیجیے کہ بیس منٹ تک ایسا معلوم ہوتا رہا کہ سانس رک جائے گا یعنی ضعف سا طاری رہا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ گرمی میں صبح ہی صبح کچھ کھا لینا چاہیے۔ قویٰ کی طاقت عرق بنا کر کھینچ لی جاتی ہے۔

آپ کا شکریہ۔ میں انتہائی احتیاط سے غلطیاں لگاؤں گا اور جلد از جلد یہ کا پیار آپ کو پہنچا دوں گا ان شاء اللہ۔ آپ کو بہت زحمت دی۔ اس کا افسوس ہے لیکن آپ ایسے عزیز سے اپنی

Marfat.com

بے چارگی میں انحصار نہ رکھوں تو کیا کروں؟

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہر

خط تو وہی تھا جو دوسطری آپ کے حوالے کر دیا تھا یعنی جنوؔن کے نام مطبوعہ نقوش۔

(۲۲۰)

GHULAM RASUL MIHR

MUSLIM TOWN

LAHORE.

۱۷جون ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری کتاب کا نام ہے ''وفیات الاخیار''(۱) مصنف حاجی محمد احسن صاحب وحشی، صابری نگرامی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھے کیونکہ کتاب کے آخر میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی روح پر فتوح سے استغاثہ کیا ہے۔

تاریخ طباعت ۱۳۱۹ھ

مطبع شاہ اودھ لکھنؤ۔ ضخامت ۱۸۶ صفحے۔

محض اتنا ذخیرہ غالبًا شروع کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ ضروری ہے کہ اس نوع کی چند کتابیں فراہم کر لی جائیں۔ نیز ضروری ہے کہ میری کتابوں کا فیصلہ ہو جائے۔ ابھی چند المارِیاں باقی ہیں کل انھیں آنا چاہیے تھا مگر نہیں آئے۔ اصل میں گرمی بے حد ہے اس بارے میں کہوں تو کیا کہوں۔

سفینہ کے نام سے شعروں کے انتخابات کا مجھے کچھ علم نہیں۔ ''سفینہ حزیں''(۲) کا نام پہلی مرتبہ سنا ہے۔ ''سفینہ خوشگو''(۳) ایک ہندو کا لکھا ہوا تذکرہ شعرا ہے۔ جواب چھپ بھی گیا ہے مگر وہ انتخاب اشعار نہیں۔ اگر مجھے علم ہوا تو ضرور لکھوں گا۔

یوسف طاہر صاحب غائب ہیں۔ اب تو ان کی بے ترتیبی کی وجہ سے میں بھی پریشان ہو گیا ہوں۔ وہ بالکل بے خیال سے ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہ ہونا چاہیے تھا۔ اس طرح انسان کچھ

Marfat.com

حاصل نہیں کر سکتا۔

وہ آ جائیں اور ضرور آ جائیں گے تو میں تاکیداً کتابیں آپ کے پاس بھجوا دوں گا ان شاء اللہ۔ امید ہے آپ بخیر ہوں۔ گرمی نے اتنا پریشان کر رکھا ہے کہ زندگی میں ایسی صورت حال سے کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا۔ تین روز سے فرج بند ہے۔ آج فرج والوں کو بلایا تو معلوم ہوا وولٹیج کم ہونے کے باعث نہیں چلتا اور جب تک وولٹیج درست نہ ہو، نہ چلانا چاہیے۔ صبح سے دو مرتبہ بجلی والوں کی طرف ہو آئے ہیں۔ ابھی سراغ نہیں۔ نلوں کے پانی اتر گئے۔ عجیب مصیبت ہے۔ باہر اندر آگ برس رہی ہے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا

مہر

کل اتفاقیہ ملک حسن علی جامعی آ گئے جو میرے پرانے دوست اور میرے بعض رفیقوں کے رفیق رہ چکے ہیں۔ وہ بتا رہے تھے کہ آپ آج (کل بہ روز سہ شنبہ جسے منگل کہتے ہیں) ہمارے ہاں (شرق پور) ہوں گے!

از ہرچہ گزرد سخن دوست خوشتر است

حواشی خط نمبر ۲۲۰

۱۔ مولانا کا مشورہ تھا کہ اردو میں ''وفیات الاعیان'' قسم کا کام ہونا چاہیے۔ میں نے ہامی بھر لی تھی مگر شرط یہ لگائی تھی کہ مولانا اس موضوع پر اپنی لائبریری سے کتابیں مہیا فرمائیں۔ ایک کتاب کی انھوں نے نشاندہی کر دی بقیہ کے لیے انھوں نے بقیہ الماریاں دیکھنے کا وعدہ کیا۔ مگر یہ کام وعدے سے آگے نہ بڑھ سکا۔

۲۔ سفینۂ شیخ علی حزیں فارسی اشعار کا انتخاب ہے جو شیخ علی حزیں لاہیجی کا مرتبہ ہے۔ یہ دار الطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔

۳۔ سفینہ خوش گو از بندرا بن داس خوشگو۔ یہ فارسی اشعار کا انتخاب ہے جسے سید شاہ محمد عطاء الرحمن عطا کاکوی نے مرتب کیا اور ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ (بہار) نے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

(۲۲۱)

باسمہ سبحانہ

مصطفیٰ خان شیفتہ کے نام صرف ایک خط ہے - اس میں ایک جگہ ہے صہبائی شفق صبح کو غلط اور اس رنگ کو مخصوص بہ شام جانتا تھا، محمد سعید اشرف مازندرانی کے کام میں نظر پڑا - ہم چو صبح شفق آلودہ رخش سرخ وسفید - میرے ہاں غلطی سے کاتب نے ہم ''صبح صادق'' لکھ دیا جو بالکل غلط ہے صحیح ہے:

ہم چو صبح، شفق آلود رخش سرخ وسفید - پس صادق کی جگہ شفق بنوا دیجیے۔

مہر

(۲۲۲)

۹ جولائی ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! ہاں میں ہنوز وہ مقالہ مکمل نہیں کر سکا - خیال تو تھا کہ محدود رکھوں گا لیکن ۴۵ صفحے ہو چکے ہیں اور ابھی بارہ پندرہ صفحے اور ہوں گے - شاید کل یا پرسوں مکمل ہو جائے پھر مجھے ایک مرتبہ اسے غور سے پڑھنا بھی ہے۔

خطوط غالب کے سلسلے میں شکریے کے لیے الفاظ نہیں ملتے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی محبت اس قسم کی رسمیات سے بہت بالا ہے - تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرا دل احساسات سے خالی ہے - (۱)

مولانا احمد علی مرحوم ومغفور (۲) نے جب اپنا مسودہ مکمل کر لیا تھا یعنی ربط آیات کے متعلق تو وہ میرے حوالے کیا تھا - میں نے دو تین صحبتوں میں انھیں بعض تبدیلیوں کی ضرورت سے آگاہ کیا اور وہ تبدیلیاں زیادہ تر میرے ہی لفظوں میں ہوئیں - ان کا دائرہ خاصا وسیع تھا - لیکن جب انھوں نے کسی وجہ سے یہ ذکر کرنا پسند نہ کیا تو مجھے ان کی وفات کے بعد اس قسم کے انتسابات کو گوارا نہ کرنا چاہیے - مقصود حقیقی خدمت تھی، جس حد تک ممکن ہو سکی - انتساب نہ تھا - آپ بالکل ذکر نہ فرمائیں لیکن جو کچھ میں نے عرض کیا تھا وہ حقیقت پر مبنی تھا بلکہ اگر میں اب ایک نظر وہ حواشی

Marfat.com

دیکھ لوں تو بتا سکتا ہوں کہ کہاں کہاں کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ مولانا کے رجسٹر پر تو پنسل سے میری مجوزہ تبدیلیاں مرقوم تھیں۔ اگر وہ مٹا دی گئی ہوں تو میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔

بہر حال اب قصے کو چھیڑنا بالکل بے محل بھی ہوگا اور میرے لیے سبکی کا باعث بھی۔ نیز میں ایسے انتسابات سے بالکل بے نیاز رہا۔

عرفی ٹھیک کہہ گیا ہے:

امانہ بود وصف اضافی ہنر ذات
ایں فتوی ہمت بود ارباب ہمم را

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہرؔ

حواشی خط نمبر ۲۲۲

۱۔ ایڈیشن مذکور کے مقدمہ کے آخر میں آپ نے اس عاجز کے لیے جن محبت آگیں جذبات کا اظہار کیا بطور تحدیث نعمت اس پیرا کو درج ذیل کر رہا ہوں:

''مجھ ظلوم وجہول'' کے کمزور کندھوں پر مختلف الانواع علمی کاموں کا جو بارگراں اتفاقات کی بناء پر آ پڑا ہے، وہ ایسا نہیں کہ سالہا سال پیشتر کی مرتبہ ومطبوعہ کتاب کے سلسلے میں مزید جمع وفراہمی مواد کے لیے تگ ودو کا فرض بطریق احسن انجام دے سکتا۔ یا تصحیح کی ذمہ داریوں سے بقدر واجب عہدہ برآ ہو سکتا۔ خدائے بزرگ وبرتر کی رحمت سے مجھے اپنے عزیز دوست اور خوش ذوق رفیق محمد عالم مختار حق صاحب کی اعانت میسر آ گئی۔ جن کی مساعی جمیلہ سے یہ کٹھن مسافت میرے لیے بہ ہمہ وجوہ آسان ہو گئی۔ ان کی پر اخلاص محبانہ اعانت کا حق سپاس الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتا۔ یہی کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں جزاء دے اور مجھ عاجز کو ان کی اس للہی یاوری کے احسان سے سبکدوش ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین''

۲۔ مولانا احمد علی لاہوری (متوفی ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء) نے اپنے اردو ترجمہ قرآن مجید کے حاشیہ پر ربط آیات کا اہتمام بھی کیا تھا۔ جس میں مولانا مہرؔ نے بھی معاونت کی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ اپنے مضمون ''اردو میں تراجم وتفاسیر قرآن'' میں مولانا کی اس خدمت کا اعلان بھی کر دوں مگر آپ راضی نہ

Marfat.com

ہوئے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مولانا کے ترجمہ قرآن مجید کی لوح پر ترجمہ کے بجائے ''مرتب'' کے الفاظ چھاپے جارہے ہیں اور ناشرین اتنے بے توفیق ہیں کہ انھیں اتنی بڑی غلطی کی درستی کا احساس تک نہیں۔

(۲۲۳)

باسمہ سبحانہ

۱۔ مقالہ (ا) ارسال خدمت ہے اس کے ساٹھ صفحے ہیں، میں نے ایک نظر پڑھا ہے مگر ممکن ہے کہیں کہیں کوئی لفظ رہ گیا ہو اب دوبارہ نہیں پڑھ سکتا۔ بعد نقل تصحیح کے لیے مقابلہ کروں گا ان شاء اللہ۔

۲۔ احتیاط یقیناً ملحوظ رہے گی، کیونکہ اگر ایک ورق بھی ادھر اُدھر ہو گیا تو مضمون ادھورا رہ جائے گا۔

۳۔ دو یا تین مقام پر میں نے بعض صفحات پر نمبر کے ساتھ الف لگا دیا ہے وہ ایک جگہ ختم صفحہ پر لکھنا ص ۳۳ دوسری جگہ ×نشان لگا ہوا ہے۔

۴۔ کل تک نقل مکمل ہو جائے تو بڑی مہربانی ہوگی تا کہ میں اسے جلد ٹائپ کرالوں۔

۵۔ مسودہ آپ ہی کا رہے گا لیکن جب تک میں اسے بھیج نہ دوں، میرے ہی پاس رہے گا۔ بعد ارسال میں لفافے میں رکھ کر آپ کے پاس پہنچا دوں گا ان شاء اللہ۔

۶۔ آپ نے وجدانی نشتر (مطبوعہ) کی جو کاپی بھیجی وہ تو اصل کا بہت تھوڑا حصہ ہے اصل وجدانی نشتر نام کتاب جو ۱۹۵۵ء میں چھپی تھی بہت زیادہ ہے۔ اس کے چھ حصے ہیں۔

۷۔ نقل دیکھ کر طبیعت بے حد خوش ہوئی۔ میں اس وقت بے اطمیان سا بیٹھا ہوں۔

اول سلام صاحب اور بچے آئے ہوئے ہیں۔ دوسرے رات سو نہ سکا۔ جب سے بارش آئی، جاگتا رہا پھر نماز شروع کر دی۔ اس وقت سر بھاری ہے میں سو جانا چاہتا ہوں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

دعا گو

مہر

Marfat.com

حاشیہ خط نمبر ۲۲۳

۱۔ خط نمبر ۲۲۲ میں اس مقالہ کا ذکر آ چکا ہے۔

(۲۲۴)

بے حد شکریہ

بالکل درست ہوگا - اب بعض اوقات دماغ اس تیزی سے چلتا ہے کہ قلم مساعدت نہیں کر سکتا - اس لیے بعض الفاظ رہ جاتے ہیں۔

تصحیح خطوط غالبؔ

مسودہ بعد مقابلہ و تصحیح ٹائپ کے لیے دیا جائے گا۔ اسے ٹائپ کرا کے پھر ایک مرتبہ مقابلہ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد مسودہ بہ صد ادب دستخطوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا یہ وعدہ ہے اور بفضل اللہ اس کے ایفا میں خلل نہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ - باقی ارشادات کی تعمیل ہوگئی۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مہرؔ

(۲۲۵)

GHULAM RASUL MIHR

MUSLIM TOWN

LAHORE.

۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوں۔

۱۔ آپ نے جو تجویز (۱) پیش کی ہے یہ پہلے سے مدنظر ہے - نیاز صاحب نے مدت سے فیصلہ کر رکھا ہے کہ غالبؔ کی صد سالہ برسی پر ایک جامع انتخاب مع تشریحات ضروری چھاپا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے لیے جلد از جلد کام شروع ہو جائے - آغاز و اختتام خدا

Marfat.com

کے ہاتھ میں ہے۔

۲۔ کھانا کھانی کے بارے میں گزارش ہے کہ دونوں درست ہیں۔ایک شیوہ لکھنؤ کا ہے اور دوسرا دہلی کا۔ تفصیل سے اس وقت طبیعت ابا کر رہی ہے۔ نیز میں زبان کے ان پہلوؤں اور دہلی و لکھنؤ کے اختلافات سے صرف جزواً واقف ہوں۔ اتنا وقت کہاں کہ زبان کے بارے میں جزوی قواعد وضوابط و دبستانہائے مختلفہ کی تفصیلات معلوم کروں:

من نہ دانم فاعلات فاعلات

۳۔ زائر حج بداہتۃً غلط ہے- زائرِ حرمین شریفین ٹھیک ہوسکتا ہے- یہ میری رائے ہے لیکن پوسٹر لکھنے والے شاید اپنے لیے کوئی وجہ جواز پیدا کرلیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔آپ کی مہربانی کہ مجھ دعا گو کا خیال رکھتے ہیں۔ واقعی عمر کے ایسے حصے میں ہوں کہ جو کام پیش نظر ہیں انھی کو پورا کرنے میں خاصی زحمت ہوتی ہے۔ مفصل خطوط کا لکھنا ناگزیر ہو جاتا ہے تو کام چھوڑ دیتا ہوں۔آپ کے صاحبزادہ عالی قدر (۲) کی طبیعت اور طرز وروش دیکھ کر دل بے حد خوش ہوا۔اس کی محنت اور اس پر انتہائی حلم، اتنا پیارا لگا کہ بار بار بچے کا تصور ذہن میں آجاتا ہے- اللہ تعالی اس کا حامی و ناصر ہو، ہر مرحلے میں یاور و مددگار رہے۔ اسے ترقی کے مدارج عالیہ پر پہنچائے، عملاً واخلاقاً بھی، دیناً بھی اور ان مدارج پر بھی جو دنیا کے نزدیک بلند مانے جاتے ہیں۔

کاش میں آپ سے قریب تر ہوتا تو کچھ خدمت اپنی ناچیز استطاعت کے مطابق انجام دیتا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

حواشی خط نمبر ۲۲۵

۱۔ انتخاب فارسی کلام غالب

۲۔ برخوردار محبوب عالم مولانا مہر کی خدمت میں وقتاً فوقتاً پیغامبری کا فریضہ انجام دیتا تھا اس کے رویہ کے متعلق اظہار محبت۔

Marfat.com

(۲۲۶)

ابھی بھیجا نہیں گیا۔ اب ایک مصیبت تو یہ ہے کہ آپ کو بھیجنا ہے یعنی اصل مسودہ۔ دوسری طرف تین کا پیاں ہوئیں اور ان کا جھگڑا پڑا ہوا ہے کل یا پرسوں بھیجوں گا۔ پھر مسودہ آپ کو دے دوں گا ان شاء اللہ۔

کمال ہے (۱) بے حد شکریہ۔ میں نے اب تک کتاب کا دیباچہ دیکھا ہی نہیں تھا۔

حامد علی خاں صاحب

یہ ابوالنصر سید علی حسن خاں سلیم، صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خاں صاحب ہیں، بن امیر الملک والا جاہ نواب سید صدیق حسن خاں مرحوم۔

ابھی نہیں آئیں اور دیر لگے گی۔ ان کے پاس صرف دس دس کتابیں پہنچی تھیں وہ انھوں نے امریکہ بھیج دیں۔ ایک ایک نسخہ ان کے پاس ہے کتابیں آنے میں کچھ دیر لگے گی۔

مہر

باسمہ سبحانہ

نامہ گرامی ملا لیکن اشعار حزیںؔ کا انتخاب میرے علم میں کوئی نہیں۔ کون سی کتاب آپ کے ذہن میں تھی؟

دوسری کتاب فوراً نکالنا مشکل ہے میں نے چند کتابیں اندر بڑے صندوقوں میں کتابوں اور لحافوں کے نیچے رکھ دی تھیں۔ ان میں سے ایک وہ کتاب بھی ہے اس کے نکلنے میں وقت لگے گا جو فی الحال میسر نہیں۔

میرا دماغ ذرا فارغ ہو تو سوچوں کہ کون سی چیز آپ کے لیے یا میرے لیے بغرض نقل عزیز موصوف کو دینی چاہیے۔ تھوڑی سی مہلت دیجیے۔ نامہ گرامی ابھی ملا۔

میری بے بسی کی حالت یہ ہے کہ کل سے سلام کا خط سرگودھا سے آیا ہوا ہے اور اسے جواب نہیں لکھ سکا۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

حاشیہ خط نمبر ۲۲۶

ا۔ میں نے مولانا کی غالبؔ سے دلچسپی کے حوالے سے کتاب ''موارد المصادر'' مصنفہ علی حسن خاں سلیم مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ (س ن) کا ذکر کیا تھا کہ اس کے دیباچہ میں غالبؔ پر تنقید کی گئی ہے۔ یہ اس بات کا شکریہ ہے۔

(۲۲۷)

GHULAM RASUL MIHR

MUSLIM TOWN

LAHORE.

۶۔ اگست ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں آپ سے ہمیشہ شرمندہ ہوتا ہوں۔ دراصل آپ کی فرمائشیں (۱) بعض اوقات اس درجہ عجیب ہوتی ہیں کہ دماغ ان کے متعلق غور وفکر سے بھی عاجز رہ جاتا ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ یوں ہی کوئی کتاب اٹھا کر دے دوں تو اس کی نقل سے حاصل کیا ہوگا؟ کوئی نہ کوئی ایسی چیز ہونی چاہیے جو میرے لیے یا آپ کے لیے یا اس محبوب بچے کے لیے کسی درجے میں سودمند ہو۔ یقین رکھیں کہ اس کی صورت سراپا شرافت کی آئینہ دار ہے اور میں اسے کبھی نہیں بھولتا، نہ آپ کو۔ مہینوں سے صبح کی عاجزانہ دعاؤں میں بھی آپ برابر شریک ہیں۔

فی الحال صورت ایسی ہے کہ مجھے ایک لمحہ سوچنے کے لیے بھی نہیں ملتا۔

تعجب ہوا کہ غالبؔ والے مضمون کی نقل میں آپ نے ایک شعر بطور خود بدل دیا یعنی۔

کانٹوں کی زبان سوکھ گئی پیاس کے مارے

پیاس کے مارے میرزا غالبؔ کی زبان نہیں ہوسکتی۔ اس نے لکھا تھا:

''پیاس سے یارب'' یہی موزوں تھا اور یہی دعا کا تقاضا تھا۔

جنگ آزادی (۲) کا کوئی نسخہ میرے پاس بھی نہیں۔ لیکن کتاب اچھی ہے۔ یوسف طاہر صاحب نے میرے ایک عزیز (عبدالرشید مرحوم جو میری مرحومہ اہلیہ کے حقیقی بھائی تھے) سے دیکھنے کے لیے لے لی تھی۔ ان کا انتقال ہوگیا۔ کتاب یوسف طاہر صاحب کے پاس ہے۔ میں نے

Marfat.com

کئی سال کے بعد اس کی شکل دیکھی۔

یہ کتاب ملک نور الٰہی مالک ''احسان'' نے چھاپی تھی۔ انہی سے ربط پیدا کرنا چاہیے۔ یقیناً ان کے پاس کچھ نسخے ہوں گے۔ ممکن ہو تو ایک کاپی میرے لیے بھی لے لیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۲۲۷

۱۔ میں نے گزارش کی تھی کہ برخوردار محبوب عالم ان دنوں فارغ ہے۔ کوئی نادر یا کمیاب کتاب اسے نقل کے لیے عطا کر دیں۔

۲۔ کتاب کا درست نام ''آزادی کی جنگ'' ہے جو عبدالمجید سالک کے اشتراک سے تالیف ہوئی۔ اس پر سر سکندر حیات خاں وزیراعظم پنجاب کا مقدمہ ہے اور اسے دی پاپولر پبلیشنگ ہاؤس دولت بلڈنگ بیرون دہلی دروازہ لاہور نے ۱۹۴۰ء میں شائع کیا۔ بعد میں اس کا ایک نسخہ مجھے دستیاب ہو گیا تھا۔

(۲۲۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

دبابہ (۱) مجھے معلوم ہے لیکن لغت میں اس کی جو تشریح کی گئی ہے وہ اس آلے پر صادق نہیں آتی جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ محض چلنے کی بناء پر اس نام کا اطلاق مانحن فیہ پر کر دینا میرے نزدیک قرین احتیاط نہ تھا۔ مزید غور و تحقیق ضروری ہے۔ میرے اندازے کے مطابق دبابہ اس آلے کو کہتے تھے، جو لکڑی اور چمڑے سے بنایا جاتا تھا اور اس کے ذریعہ سے محاصرین کو قلعے کی دیوار تک محفوظ پہنچا دیتے تھے تاکہ نقب کا انتظام ہو سکے۔ چمڑے کی وجہ سے لوگ تیر اندازوں اور سنگباروں سے محفوظ رہتے تھے۔ اس کا ایک اور نام بھی تھا جو اس وقت ذہن میں نہیں آتا۔ اگر محض پہیوں کی وجہ سے دھکیلنے میں آسانی کی بناء پر اس آلے کو بھی دبابہ کہتے ہوں تو مجھے اس کے متعلق علم نہیں۔ احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ میں علم کے بغیر ٹامک ٹوئیے نہ مارتا۔

۲۔ عربی لفظ جس کے معنی ستایش ہیں ''مِدحت'' (۲) بالکسر ہی ہے نہ کہ بالفتح اور مشہور

Marfat.com

ترک مدبر مدحت پاشا (۱۸۲۰۔۱۸۸۳) میم مکسور ہی سے ہے نہ کہ مفتوح سے۔

۳۔ عثمانی مصحف (۳) کے متعلق معلوم نہیں غلط فہمی کیوں پیدا ہوئی۔ جس مصحف مجید پر حضرت عثمانؓ کا خون گرا تھا، وہ تو میرے علم کی حد تک ابتدا سے ترکوں ہی کے پاس رہا ہے یعنی جب سے وہ سلطان سلیم کے عہد میں خلافت کے حامل بنے۔ نیز بعض دوسرے تبرکات جو بھی ہیں، انھی کے پاس ہیں۔ بخارا یا تاشقند والا قرآن غالباً کوئی دوسرا نسخہ ہو۔ اصل مصحف اب بھی قسطنطنیہ ہی میں ہے۔ اخباروں میں کسی چیز کا چھپ جانا اس کے استناد کی دلیل نہیں۔ مجھے اطمینان ہے کہ میری معلومات صحیح ہیں اور تاشقند والا نسخہ کوئی دوسرا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن مجید کی چار نقلیں کرا کے اطراف میں بھیجی تھیں۔ بعد میں اور نقلیں بھی ہوئی ہوں گی اور تبرکات کے سلسلے میں حرافی وعیاری کا معاملہ ہمیشہ سے جاری رہا ہے۔ ترکوں کے پاس یہ نادر شے ۱۵۱۷ء میں آئی۔ اس کے بعد ان کے پاس سے اس کے چلے جانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ آپ کو شاید معلوم ہو کہ شاہی مسجد میں بعض تبرکات ہیں جو میرے علم کی حد تک تبرکات نہیں۔ دہلی میں بھی ہیں، وہ بھی میرے نزدیک محل نظر ہیں۔ روہڑی میں ایک قبہ موئے مبارک کا ہے، اسے اہل سندھ اپنی زبان میں 'وار مبارک'، یعنی بال مبارک کہتے ہیں۔ میں نے بھی اتفاقیہ نہ کہ قصداً ایک مرتبہ اسے دیکھا تھا۔ بیان کیا گیا تھا کہ قسطنطنیہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کے اخلاف میں سے کوئی شخص سندھ کے ایک مولوی صاحب کے خواب میں آیا اور کہا کہ مجھ سے یہ تبرک لے جاؤ۔ چنانچہ مولوی صاحب گئے اور اسے لے آئے۔ اب یہ روہڑی میں موجود ہے۔ ایک موئے مبارک سری نگر کی خانقاہ حضرت بل میں بھی ہے۔ میں نہ ان اشیا کی صحت واستناد کا قائل ہوں اور نہ ایسے تبرکات کے لیے میرے پیش نظر کوئی مستند امر وحکم موجود ہے۔ یہ میری رائے ہے آپ کو پسند آئے یا نہ آئے۔ عشق رسولؐ میں کسی سے پیچھے نہیں لیکن ضعیف الاعتقاد نہیں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی کتاب پر لکھ دیا تھا وہ امانت لے جایئے تاکہ دل سے بوجھ اتر جائے۔ سفینۂ خوشگو چند روز کے لیے عاریتہً مرحمت فرمایئے۔ مکاتیب کا دوسرا نسخہ مزید چند روز کے لیے مستعار رہنے دیجیے۔

مہر

حواشی خط نمبر ۲۲۸

۱۔ مولانا نے ہیرلڈلیم کی انگریزی کتاب "قسطنطنیہ یا استنبول" کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ جسے ان کے

Marfat.com

ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز لاہور نے ۱۹٦۳ء میں چھاپا۔ آپ نے کتاب میں تین تین چار چار منزلہ پہیے والا برج لکھا تھا جسے میں نے دبابہ سے تعبیر کیا یہ اس کا جواب ہے۔

۲- میں تو بے تکلف ہر بات ان سے پوچھ لیا کرتا تھا حالانکہ یہ لفظ مدحت لغت میں آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔

۳- میں نے مصحف عثمانی کے تاشقند میں موجود ہونے کے سلسلے میں صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خاں کو دورۂ تاشقند کے دوران مصحف عثمانی کی نقل دیے جانے اور اسلامک ریویو انگلینڈ کے جولائی ۱۹۵٦ء کے شمارے کے مطابق تاشقند میں موجود ہونے کی مثالیں دی تھیں۔ یہ اس کے جواب میں ہے اور آنحضرتؐ سے منسوب بعض تبرکات کے سلسلے میں مولانا کا ردعمل بھی۔

(۲۲۹)

حد درجہ تعجب ہوا اور افسوس بھی۔

موسم خراب ہے ہر زخم مائل بہ خرابی رہتا ہے (۱) خصوصاً ذرا سی بے پروائی کی حالت میں نیز ڈاکٹروں کی سر مشق بن کر۔ ہر خراش کا بہترین علاج ٹنکچر آیوڈین ہے۔ دو چار مرتبہ لگائی جائے بفضل اللہ آرام آ جائے گا۔ بعض زخم ذرا دھونے پھر کوئی لگانے کے لائق ہوتے ہیں۔

یہ بھی اندازہ ہوا کہ آپ کا خون صاف نہیں۔ لہٰذا میرا کہنا مانیں تو حکیم فقیر محمد چشتی شفاء الملک مرحوم کا نسخہ استعمال فرمائیں، جو درج ذیل ہے:

اللہ شافی

گل بنفشہ	عناب	گاؤزبان	بیخ کاسنی
۷/	۵ دانہ	۵/	۵/
شاترہ	چرائتہ	مویز منقیٰ	
۷/	۷/	۷ دانے	

گل بنفشہ نو ماشے بھی کر سکتے ہیں اور مویز منقیٰ بھی نو دانے۔ صورتیں دو ہیں۔

صبح و شام نہار منہ جوش دے کر پییں۔ چونکہ ابھی موسم گرم ہے اس لیے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گرم پانی میں بھگوئیں اور چھان کر پی لیں ایک نسخہ دو وقت۔ محض چینی بھی ڈال سکتے ہیں بہتر یہ ہے کہ خمیرہ بنفشہ دونوں ڈالیں۔

میں نے "سفینۂ خوشگو" ہی مانگا تھا ایک کتاب واپس ہے ایک کتاب پہلے سے میرے

Marfat.com

پاس تھی اس پر دو تین جگہ نوٹ لکھ دیے۔ معافی چاہتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۲۹

۱۔ میرے پاؤں پر ایک زخم ہو گیا تھا اس کے اندمال کے لیے نسخہ تجویز کیا ہے۔

(۲۳۰)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! تبرکات کی ہر شے باطل ہے۔ اتنے تبرکات حضور ﷺ کے ہو ہی نہیں سکتے۔ اکیس قدم مبارک اگر ہندوستان میں یا پاک و ہند میں ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ کے پائے مبارک نقوش آرائی ہی میں مصروف رہے اور پتھر پر نقش محض پائے مبارک رکھنے سے کیوں کر ہو سکتا ہے۔ آخر حضور ﷺ نے تریسٹھ سال مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں گزارے۔ ہزاروں لاکھوں پتھر اب تک منقوش نہ ہو جاتے؟

باقی رہا معاملہ تبرکات پر رکھنے کا تو ارباب عشق کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ ہر اس مقام پر قصداً اتر جاتے تھے اور بلا ضرورت، جہاں رسول اللہ ﷺ دوران سفر میں اتفاقیہ یا ضرورۃً اترے تھے۔ ظاہر ہے کہ اصلاً یہ اترنا سنت نہ تھا لیکن حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کا عشق رسولؐ یہی تقاضا کرتا رہا۔ ہم اس سے اختلاف کر سکتے ہیں مگر اسے ہدف اعتراض بناتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ یہ دل و دماغ کی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اس پر حکماً کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

میں اپنے آپ کو ہمتور سمجھتا تھا۔ مدینہ منورہ سے روانگی کا وقت آیا اور روضہ اقدس کے مواجہہ شریف میں پہنچا تو خدا شاہد ہے کہ بے اختیار آنسوؤں کا تار بندھ گیا۔ دل کسی صورت چین ہی نہیں پاتا تھا۔ مفارقت کے خیال نے دل و دماغ ماؤف سے کر دیے تھے۔ اس بارے میں حکم کیوں کر لگے گا؟ لیکن تبرکات کے لیے ایسے اہتمام کی کوئی مثال اس گروہ ''عشاق'' میں بھی نہیں ملتی۔ اقبالؒ نے لکھا ہے:

Marfat.com

کامل بسطام در تقلید فرد
اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

یعنی خواجہ بایزید بسطامی نے اس لیے خربوزہ نہ کھایا کہ معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے کھایا نہ کھایا، اور کھایا تو کس طرح کھایا۔ یہ روایت مشہور ہے۔ اس کی صحت وعدم صحت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

لیکن ایک حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہے۔ جس درخت کے نیچے حدیبیہ میں بیعت رضوان ہوئی تھی اور اس کی شہادت قرآن مجید دے رہا ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگ اس کی زیارت کے لیے ہجوم کر رہے ہیں تو اسے کٹوا دیا، یہ شریعت ہے۔ مقصود حقیقی درخت نہیں، وہ فدا کارانہ عمل ہے جو اس درخت کے سایے میں ظہور پذیر ہوا اور اسی پر دل جمنے چاہییں۔

فقیر خاندان کے تبرکات میں نے نہیں دیکھے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ ساختہ ہوں گے بعض چیزیں محض مرور زمان سے مستقل تبرک بن جاتی ہیں۔

۱۔ یہودو اسکریوتی: انجیل یا اناجیل کی روایت کے مطابق حضرت مسیحؑ کے بارہ شاگردوں یا حواریوں میں سے ایک جس نے تیس روپے لے کر حضرت مسیح کا نشان بتایا تھا اور یہودیوں کو وہاں پہنچا کر انھیں گرفتار کرایا تھا۔ Juda Iscariot پھر اسے اپنے گناہ پر پشیمانی ہوئی اور ایک درخت پر رسا باندھ کر پھانسی لے لی اور مر گیا۔ تیس روپے سے اس نے جو کھیت خریدا تھا وہ یروشلم میں غریب الوطنوں کا مدفن رہا۔

۲۔ قائن (Cain) وہی شخص ہے جسے قرآن نے قابیل کہا یعنی حضرت آدم کا بڑا بیٹا جس نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا اور دنیا میں خونریزی کی ابتداء کی۔ قرآن میں بھی یہ ذکر موجود ہے۔

عشائے ربانی سے مراد ہے وہ کھانا جو حضرت مسیحؑ نے حسب روایات اناجیل گرفتاری اور سزائے صلیب سے پیشتر حواریوں کے ساتھ کھایا۔ عیسائی علما میں آگے چل کر بحثیں چلیں تو ان میں سے ایک اہم مسئلہ یہ تھا کہ عشائے ربانی میں روٹی خمیری استعمال ہوئی تھی یا خطیری یعنی خمیر کے بغیر جیسی ہم روزانہ کھانے کے عادی ہیں۔ اب فرمایئے یہ بھی کوئی مسئلہ ہے؟ اسلام میں ایسے ہزاروں مسئلے آپ کو مل جائیں گے جن پر جھگڑے، بحثیں اور فتنے برپا ہوئے مثلاً رفع یدین،

Marfat.com

آمین بالجہر وغیرہ حالانکہ یہ چیزیں احادیث سے ثابت ہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے زیادہ تران کے قائل ہیں۔ لیکن اصل مقصود نماز ہے نہ کہ ایسے مسائل پر بحثیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ میں چندروز کے لیے سرگودھا جانا چاہتا ہوں۔ ۲۔ یا ۳۔ تک جاسکوں گا۔ آپ آئیں تو یکم کو آجائیں۔ پھر معاملہ مشتبہ رہے گا۔ عزیزی محبوب کو دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

(۲۳۱)

باسمہ سبحانہ

شکریہ۔ میرے دل میں ایک خیال تھا، وہ وسوسہ نکلا۔ کا پیاں واپس بھیجتا ہوں۔

مہر

(۲۳۲)

جواب اصل خط میں موجود ہے ملاحظہ فرمایئے۔

ناگزیر۔ن، ا،گ، ز،ی،ر، Inevitable جس سے چارہ نہ ہو۔ لازم۔اٹل۔

نا نفی کا اور گزیر بہ معنی چارہ، علاج۔ مطلب ہے لاعلاج۔ ناگریز کے معنی کچھ نہیں بنتے۔ گریز بہ معنی فرار۔ نافرار یعنی چہ؟

(۲۳۳)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town
Lahore.

۲۴/ستمبر ۱۹٦۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! مجھے اطمینان سے لکھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ اس لیے مختصر خطوط پر اکتفا کرتا ہوں، جن میں نفس مطالب تک گزارشات محدود رکھی جاتی ہیں۔ اصل معاملات مذاکرے ہی میں

Marfat.com

واضح ہو سکتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی۔ اب جو آثار قدیمہ برآمد ہوئے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ اس قوم نے ستاروں، چانداور سورج کی پوجا کے لیے الگ الگ معبد بنا رکھے تھے اور صورت حال ٹھیک وہی تھی جس کا نقشہ قرآن مجید نے کھینچا ہے یعنی ستارے چھوٹا رب، چاند ان سے بڑا اور سورج سب سے بڑا معبود۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام انبیائے کرام کی طرح فطرت صالحہ وصحیحہ وطیبہ وسلیمہ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا راستباز قلب آغاز کار نبوت سے پیشتر بھی ان لغویات سے ملوث نہ ہوا ہوگا۔

۳۔ فرض کیجیے کہ فطرت صالحہ وسلیم کے لیے بھی غور وفکر اور امتحان کے مراحل پیش آجاتے ہیں اور ہدایت ایزدی کی روشنی میں وہ تمام جنجالوں کی تاریکیوں سے آزادی حاصل کرتے ہوئے اپنی اصل شکل میں نمودار ہو جاتی ہے تو اس مفروضے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔

۴۔ باقی رہا ستارہ پرستی کے خلاف قوم کو صحیح راہ عمل کی دعوت دینے کا مسئلہ تو قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تجربات نہیں بلکہ ستارہ پرستی کے خلاف ایک وعظ یا تقریر کو قوم کے طریق استدلال کے مطابق ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک اسلوب بیان ہے، جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ واقعات کو اس طرح پیش کیا جائے جس سے حقیقت حاضرین وسامعین پر خود بخود آشکارا ہوتی جائے۔

ستارہ پرستی کے تین درجے تھے، ستارے، چاند، سورج۔ حضرت ابراہیم کی زبان سے بیان کے یہی تین درجے قائم رکھے گئے۔ قوم کا استدلال یہ تھا کہ ستارے میں نظام شمسی ہی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن نے یہی طریق استدلال اختیار کیا۔ ان سب کے خدا ہونے کی تردید وتکذیب کا بنیادی نقطہ ان کا افول ہے یعنی ناپید ہو جانا۔ تارے نکلے غروب ہو گئے، چاند نکلا ڈوب گیا۔ سورج طلوع ہوا، چھپ گیا اور ترجمان حقیقت کی زبان الہام بیان پکار اٹھی، ''لا احب الآفلین'' میں ڈوب جانے اور چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ حقیقت میں سونے والوں کو دعوت تھی کہ تمہیں ان معبودوں کو نہ پوجنا چاہیے جو اپنی بقا میں دوسرے کے محتاج ہیں۔

اگر آپ اسے ایک اسلوب بیان قرار دیں تو میں اسے ''ڈرامائی'' انداز کہوں گا۔ بعض اوقات اس کی تاثیر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بتوں کو توڑنے کا معاملہ بھی ڈرامائی انداز ہی میں سامنے

Marfat.com

آیا ہے اور کتنا پرتاثیر ہے- وہ لوگ پوچھتے ہیں ابراہیمؑ! تم نے یہ بت توڑے ہیں؟ فرمایا: بڑے سے پوچھو، جو سلامت بیٹھا ہے- ان کی گردنیں جھک گئیں اور شرمندہ ہو کر بولے کہ بولتے تو ہیں نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے معاً فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ انھیں پوجتے ہو جو اپنے نفع وضرر کے مالک نہیں، وہ تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟

یہ بات صاعقہ بن کر لاکھوں یا ہزاروں سننے والوں پر گری ہوگی۔ آج دنیا بہت ترقی کر گئی ہے۔ پانچ ہزار سال پیشتر کی عوامی ذہنی فضا کا تصور فرمایئے۔ دورِ قدیم کے اس جلیل المنزلت داعی توحید خالص کی شانِ استدلال کی تاثیر کا اندازہ کیجیے۔ وہی داعی توحید ہے جس کی صدا فضائے بسیط میں پانچ ہزار سال سے گونجتی چلی آرہی ہے۔ اور جہاں جہاں توحید کسی نہ کسی شکل میں بہ صورت عقیدہ نمودار ہوئی، اس کی اصل اسی پیغمبرِ حق تک پہنچتی ہے۔

سمجھنے میں دقت اس لیے پیش آتی ہے کہ لوگ خواہ مخواہ اسلوب و اندازِ بیان کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور فہم مطالب قرآن کے لیے خود اپنے سامنے مشکلیں کھڑی کر لیتے ہیں۔ خدا ہم پر رحم کرے۔ ہر زبان کے خاص اسالیب ہیں۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔ ہاتھ کا ترجمہ کیا کریں گے؟ ہاتھ بھی کریں گے تو کہیں گے کہ اللہ کے ہاتھوں کا قیاس بھی اپنے ہاتھوں پر نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ لیس کمثلہ شئی۔ یہ درست ہے لیکن قوت، قدرت وغیرہ الفاظ سے بھی اس کی تعبیر کی جا سکتی ہے اور وہ اصل بیان سے انحراف نہیں کہلا سکتی کیونکہ ہاتھ کا مطلب و مفہوم بھی تو یہی ہے۔

مجھے پورا یقین ہے کہ سلفیین نے اس باب میں جو شیوہ اختیار کیا، وہ ہر اعتبار سے احوط واحسن تھا۔ یہ دروازہ نہ کھولنے میں زیادہ سے زیادہ شدت عین مطابق مصالحِ عمومی و خصوصی ہے لیکن کسی بات کو سمجھنے کے لیے اپنے طور پر مختلف وسائل و ذرائع سامنے رکھ لینا ممنوع نہیں۔

۵۔ جن صاحب نے آپ کے سامنے حضرت عائشہؓ کی روایات کا سہارا لے کر مولانا جامیؒ کے واقعے کا جواز پیش کیا، ان کی روش میرے لیے ناقابلِ فہم ہے۔ حضرت عائشہؓ نے جو کچھ احادیث میں بیان فرمایا اس کا تعلق نفسِ مسائلِ شریعت سے ہے۔ اور انھیں امت تک نہ پہنچانا شریعت کا ایک حصہ روک لینے کے مترادف تھا۔ پھر ایک بھی حدیث ایسی نہیں جو جائز حدود سے متجاوز ہو۔ مثلاً غسل کے لیے پانی کی مقدار کا مسئلہ یا نفسِ غسل کا طریق وغیرہ لیکن مولانا جامیؒ کی وہ چیز شریعت کے کون سے مسائل یا جزئیات مسائل سے متعلق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے کی مثنویوں میں شبِ زفاف بھی لکھتے تھے۔ مولانا جامیؒ نے بھی فن کے اس ارتقا یافتہ نمونے کی پیروی

Marfat.com

کی اور یہ خیال نہ فرمایا کہ معاملہ ایک جلیل القدر پیغمبر کا ہے۔ دونوں باتوں میں بنیادی فرق ہے۔

۶۔ کتابوں کا معاملہ میرے لیے واقعی غلجان کا باعث ہے۔ نہ مجھے چند لمحے ملتے ہیں نہ آئی ہوئی کتابیں نکال سکتا ہوں اور نہ معاملہ یکسو ہوتا ہے۔ جو کچھ ہاتھ آئے گا وہ پیش کر دوں گا، کچھ کتابیں ابھی تک فرینکلن سے آئیں ہی نہیں۔ وہ منگاؤں گا۔ معاملہ کم فرصتی اور میری بے ہمتی ہے۔ اسے سُوءِ قصد پر حمل نہ کرنا چاہیے۔

دیوانِ غالب البتہ میرے دکان تک جانے پر موقوف ہے۔ میرے اپنے پاس بھی کوئی کاپی نہیں۔ ذرا گرمی گھٹے تو ہمت کر کے جاؤں اور دیوان لے آؤں تو پیش کروں۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہرؔ

(۲۳۴)

GHULAM RASUL MIHR

MUSLIM TOWN

LAHORE.

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

مرسلہ قطعہ (۱) کے لیے شکریہ۔ زیادہ تر اس لیے کہ میں آپ کے خیال مبارک میں رہتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتو آپ میرے ذوق وطلب کی باتوں کا اتنا خیال کیوں رکھیں؟ میرزا غالبؔ کے شعر میں خفیف سا تصرف کر کے کہہ سکتا ہوں:

"یاد میری" مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

تاہم آپ کو شاید معلوم نہیں یہ قطعہ بہت عرصہ پہلے منظر عام پر آ چکا تھا بلکہ سبد چین میں منقول ہے۔ (دیکھیے سبد چین طبع دوم قطعہ ۴۹، ص ۶۳) اس کے حاشیے میں مالک رام صاحب نے لکھا ہے کہ یہ قطعہ میں نے انھیں اپنی یادداشتوں میں سے نقل کر کے بھیجا تھا۔ تاہم یقین رکھیں کہ اس سے آپ کی محبت اور یاد کی اہمیت و وقعت میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

آپ کو معلوم ہوگا کہ اگر کوئی حج کے لیے نکلے اور راستے میں جان بحق ہو جائے تو حج کا ثواب ضرور پائے گا۔ اگر کوئی جہاد کا قصد کیے بیٹھا ہو اور موت آجائے تو اسے از روئے ثواب مجاہدوں کی بلندی منزلت سے ضرور حصہ ملے گا کیونکہ ہر فعل حسن اور کار بد کے ثواب یا عذاب کی منزل عمل قصد و عزم ہی ہے۔ دوسری منزل نفس تکمیل فعل و عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ اس عاجز کی طرف سے ہمیشہ مساعی مشکور کا مصدر رہیں۔

مسئلہ نمبر۲ زیادہ گفتگو کا مستحق نہیں۔ مجھ سے جو بھی چھوٹا یا بڑا کام انجام پایا، اللہ نے اپنی رحمت خاص سے اس میں برکت عطا کی۔ تحسین عام کی کبھی خواہش نہیں ہوئی اگرچہ انسان ہوں اور کہہ نہیں سکتا کہ نفس خطا کار کے خفیہ دسائس کیا کیا ہیں۔ اپنے دل کے اطمینان کی آرزو ہمیشہ رہی- خدا کا شکر ہے کہ بیشتر کاموں میں اپنا قلب مطمئن رہا اور اس کی خوشی اور مسرت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھیں میری طرح اطمینان قلب کی دولت سے بقدر استطاعت حصہ ملا ہو اور قرآن مجید کا ارشاد ہر وقت سامنے رہتا ہے۔ الا بذکر الله تطمئن القلوب (۲) میں ''ذکر اللہ'' میں محض ''ذکر'' کے علاوہ اچھے، مفید، نفع بخش اور علم و ہدایت عامہ کے کاموں کو بھی شمار کر لیتا ہوں اور ظاہر ہے کہ اللہ کے ذکر کی وسعت ہر فعل حسن پر حاوی ہے۔ ایسے امور کے لیے یہ عاجز ہیچ میرز دعا کا طلب گار رہتا ہے اور آپ اندازہ فرما سکتے ہیں، جس ناچیز کے لیے انسانی قلوب میں جذبہ حسن اور ولولہ خیر موجزن ہو وہ کتنا خوش نصیب ہے؟

کتاب کا مصنف عراق کا یہودی ہے (۳) مجید الخدوری- لبنان کی یونیورسٹی میں تعلیم پا کر وہ امریکہ چلا گیا اور وہاں سے مختلف مقامات پر مامور ہوتا رہا۔ میں نے جس زمانے میں کتاب کا ترجمہ کیا تھا وہ لیبیا میں تھا اور کئی سال وہاں رہا۔ طرابلس الغرب کی ایک تاریخ بھی اس نے انگریزی میں لکھی۔

میں اس کی دانستہ سازش یا اسلام پر حملوں کا معتقد نہیں، اس کا علم اتنا ہی تھا۔ لیکن ان لوگوں کے کمالات دیکھیے۔ کہ عربی کے اصل مآخذ سے استفادہ کر کے کتابیں لکھتے ہیں۔ مصنف کا ہر دعویٰ فقہاء اسلامی کے فیصلوں پر مبنی ہے- دکھ اس امر پر ہے کہ کتنی طویل مدت تک ہمارے فقہا اس غلط فہمی میں رہے کہ اسلامی برتری ہمیشہ قائم رہنے والی ہے اور ہمیں سب کچھ اسی تصور و تاثر کے ماتحت لکھنا چاہیے۔ یہی مقام ہے جہاں پہنچ کر میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ ایک ہے وہ اسلام جو رسول اکرم ﷺ کے ذریعے سے اس دنیا میں آیا اور ایک ہے وہ اسلام جو ہمارے

Marfat.com

فقہانے مسلمانوں کے دورزوال میں مرتب کیا۔ بعد کے فقہا اسی لکیر کو پیٹتے رہے۔ تمام مسلمانوں کے ذہن میں وہی اسلام ہے، اسے اسلام اصلی وحقیقی سے کوئی بھی مناسبت نہیں۔

اصل دین حق اتنا محبوب ہے کہ خدا شاہد ہے غیر بھی اس کا نقشہ دیکھیں تو جوش محبت میں بے خود ہو جائیں یہی اسلام مولانا آزاد مرحوم ومغفور نے نثر میں اور اقبال مرحوم نے شعروں میں پیش کیا۔ لیکن ان شعروں کی توضیحات فقہا کے اسلام میں کرنے والے لوگ داعی کی دعوت کا حلیہ بھی مسخ کر گئے۔

زیادہ کیا عرض کروں بہ نظر کام کی فراوانی اور وقت کی قلت نے بے طرح پریشان کر رکھا ہے۔

آپ کا

مہر

یوسف طاہر کی طرف سے سلام شوق۔

حواشی خط نمبر ۲۳۴

۱۔ غالب کا یہ قطعہ ''اسلامی کتب خانے'' از الحاج محمد زبیر مکتبہ برہان جامع مسجد دہلی ۱۹۶۱ء میں چھپا تھا۔

۲۔ سورہ رعد۱۳:۲

ترجمہ: ''خوب سن لو! اللہ کے ذکر ہی سے دل سکون پاتے ہیں'' (ترجمہ مولانا سید احمد سعید کاظمی)

۳۔ مجید خدوری کی انگریزی کتاب "War and Peace in the Law of Islam" کا اردو ترجمہ مولانا نے بنام ''اسلام اور قانونِ جنگ وصلح'' کیا تھا۔ جسے مکتبہ معین الادب لاہور نے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا۔ مطالعہ کے دوران معلوم ہوا کہ مصنف نے اسلام کی اکثر بنیادی باتوں کی تشریح میں ٹھوکر کھائی ہے۔ جس کا ازالہ مولانا کے حواشی نے کر دیا۔ اس پر میں نے ''جزاک اللہ احسن الجزاء'' کہا تھا۔ مولانا نے جواب میں اصل صورتحال واضح کر دی کہ قصور وار مصنف نہیں کیونکہ اس کا ہر دعویٰ اسلامی فیصلوں پر مبنی ہے اور وہ لوگ اصلی مآخذ سے استفادہ کر کے لکھتے ہیں:

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

Marfat.com

(۲۳۵)

GHULAM RASUL MIHR
MUSLIM TOWN
LAHORE.

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! خط مل گیا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ میں کسی نقطہ نگاہ سے اس کا مکتوب الیہ نہیں ہوسکتا۔ دنیا اپنا نام اچھالنے کو تصنیف کا مقدم ترین مقصد سمجھتی ہے۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے کبھی اپنے لیے زیادہ یا کم تحسین کی بھی آرزو نہیں کی۔ کام کے شوق اور اہمیت کے احساس سے دل اس طرح پُر رہتا ہے کہ اور کسی غرض و غایت کے لیے گنجائش ہی نہیں رہتی۔ بہ ہر حال آپ کو پریشان نہ ہونا چاہیے دنیا ایسی ہی تھی اور ایسی ہی ہے خصوصاً آپ کے عہد مبارک میں۔

داؤدی صاحب (۱) میرے دوست ہیں انھیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ان مقاصد کا خاص خیال رہتا ہے جو آپ کے نزدیک زیادہ اہم نہیں لیکن کیا کیا جائے آپ کس کس کو سمجھائیں گے میں غریب اور بے زبان ہر صاحب قلم کے تیر کا ہدف بن جاتا ہوں لیکن صابر ہوں، جواب دینا نہیں چاہتا۔ جس کتاب نے آپ سے یہ سب کچھ لکھوایا، وہ میں دیکھ چکا ہوں۔ میرا جو مجموعہ آپ ملک رب نواز کو دے آئے ہیں اسے روکنے یا واپس لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو دو چار چھوٹی چھوٹی تحریریں رہ گئی تھیں، وہ میں یونیورسٹی والے مجموعے میں لے چکا ہوں اور وہ مجموعہ بھی متعلقہ اصحاب کے حوالے ہو چکا ہے۔

آپ نے جن غلطیوں اور فروگزاشتوں کا ذکر کیا ہے ان کے باب میں کیا کہوں؟ میں جب تک باقی کام ختم نہ کرلوں فرصت پانا مشکل ہے۔ فارسی مثنویاں بھی دے چکا، قصائد دیکھ رہا ہوں۔ چاہتا ہوں، یہ بھی جلد دے دیے جائیں۔ پھر ان کے چھوٹے چھوٹے مقدمے اور کم از کم تین رسالوں کے لیے غالب پر مضامین لکھنے ہیں۔ وہ ہو جائیں تو ان شاء اللہ آپ کا یہ مجموعہ ضرور دیکھ لوں گا۔ آپ کی ایک کتاب کئی روز سے فارغ ہے، کس طرح آپ تک پہنچاؤں۔ ''سید احمد شہید'' کا تازہ ایڈیشن چھپ گیا ہے۔ میں نے ملک رب نواز کو لکھا ہے کہ زیادہ کا پیاں لوں گا

Marfat.com

تا کہ تمام محبوں اور عزیزوں میں بہ طور یادگار بانٹ سکوں ان میں آپ بھی شامل ہیں۔ کسی روز فرصت پا کر جاؤں تو وہیں لکھ کر چھوڑ آؤں گا۔ آپ وہاں سے لے لیں یا میرے اس خط کا حوالہ دے کر اپنی کاپی ملک رب نواز کے پاس سے لے آئیں۔ میں یہاں اس پر لکھ دوں گا۔ ایک یوسف طاہر کو دینی ہے فی الحال دو کا پیاں باہر بھجوانی ہیں۔ ایک ڈاکٹر شیر بہادر خاں پنی (۲) کو ایبٹ آباد دوسری ابوسلمان شاہجہاں پوری (۳) کو کراچی۔ باقی جیسے جیسے دوست یاد آتے جائیں گے بھجواتا جاؤں گا ان شاءاللہ۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

یوسف طاہر کی طرف سے السلام علیکم۔

حواشی خط نمبر ۲۳۵

۱۔ خلیل الرحمٰن داؤدی (متوفی ۲۶ جنوری ۲۰۰۲ء) عربی، فارسی اور اردو کے نامور محقق، ماہر مخطوطات۔ بعض ادبی کتابیں نہایت محنت سے مرتب کیں ان میں دیوان درد، یادگار غالب، مجموعہ نثر غالب، نورتن سروش سخن، قدیم منظوم داستانیں اور تذکرہ گلزار سخن قابل ذکر ہیں، پس از مرگ انھیں ''یادنامہ داؤدی'' پیش کیا گیا جسے تحسین فراقی اور جعفر بلوچ نے مرتب کیا اور دار التذکیر اردو بازار لاہور سے ۲۰۰۳ء میں چھپا۔

۲۔ ڈاکٹر شیر بہادر خاں پنی (متوفی ۹ نومبر ۱۹۸۷ء) معروف مورخ، ادیب، مصنف، معالج، سابق ڈائریکٹر صحت و جیل خانہ جات صوبہ سرحد، سابق ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات مغربی پاکستان، مصنف تاریخ ہزارہ، سفرنامہ حج، دیدہ وشنیدہ، افادات مہر (مکاتیب مولانا مہر بنام پنی)۔

۳۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری، مصنف، محقق، گورنمنٹ کالج اورنگی کراچی میں صدر شعبہ اردو رہے۔ مکتبہ شاہد علی گڑھ کالونی کراچی کے مہتمم۔ مولانا ابوالکلام آزاد پر درجہ تخصص حاصل ہے۔ اپنے ادارہ آزاد نیشنل کمیٹی پاکستان کراچی کے زیر اہتمام آزاد صدی کے سلسلے میں کم وبیش تین درجن کتابیں شائع کیں۔ مولانا آزاد کے رسائل ''لسان الصدق اور ''پیغام'' کی عکسی اشاعتوں کا اعزاز حاصل کیا۔ بیسیوں کتابوں کے مصنف و مولف ہیں جن میں مولانا ابوالکلام آزاد اور ان کے معاصرین، غازی عبدالرحمٰن پشاوری، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مولانا احتشام الحق

Marfat.com

تھانوی، مقالات مولانا عبید اللہ سندھی سیمینار شامل ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں فریضہ حج کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہوئے۔

(۲۳۶)

۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں گزشتہ اتوار سے سرگودھا آیا ہوا ہوں۔ پرسوں ایک آدمی لاہور جارہا تھا۔ اس کے ذریعے سے ڈاک منگوائی جس میں آپ کا خط بھی ملا۔

دراصل میں دانت بنوانے کی غرض سے آیا تھا۔ یہاں ایک دوست اس کام کا ماہر تھا۔ ابھی جاؤں گا وہ دانت لگا دے گا جن کے لیے چار روز مسلسل جزوی درستیوں کے سلسلے میں اس کے پاس جاتا اور ایک ایک گھنٹہ صرف کرتا رہا۔ دو تین روز مزید اس غرض سے ٹھہروں گا کہ اگر کوئی خرابی یا ناہمواری اتفاقیہ رہ گئی ہو تو اس کی اصلاح کرالوں۔ بہرحال بفضل اللہ امید ہے کہ بدھ تک لاہور چلا جاؤں گا۔ آپ کے سوالات کا جواب محتاج تفصیل نہیں۔

۱۔ میرے پاس جو کچھ موجود ہے اس کی بنا پر ایک ایک کتاب کی تصحیح کر دوں گا، اِن شاء اللہ اور یقین ہے کہ وہ احسن صورت میں آجائے گی۔ باقی سب کچھ آپ کی ہمت وسعی پر موقوف ہے۔

۲۔ میں پوچھوں گا لیکن خیال یہی ہے کہ غالباً یونیورسٹی ان مسودات کو اپنے ہی پاس رکھے گی۔

۳۔ فخر الدین حسین سخن کے نام مکاتیب کا ذکر میری کتاب غالبؔ میں بھی آیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ مجموعہ کسی کے پاس کلکتے میں ہے، چنانچہ میں نے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم و مغفور کو لکھا۔ انھوں نے بیان مذکورہ بالا کی توثیق فرمائی۔ لیکن جن لوگوں کے پاس اس مجموعے کا ہونا بتایا گیا تھا وہ نہ ملے۔ پھر مولاناؒ نے مجھے نواب علی حسن خان مرحوم بھوپالی کا پتا دیا، وہ بھی اس عاجز پر شفقت فرماتے تھے۔ انھیں لکھا مگر جواب ملا کہ وہ شخص لکھنؤ سے باہر گیا ہوا ہے اور ان مکاتیب کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ اب میں کیا کروں؟ اگر ہندوستان میں وہ ہے تو اغلب آئندہ تقریب پر چھپ جائے ورنہ حوالۂ خدا کیجیے۔

ب نظر نہ آیا۔

Marfat.com

میں اپنا کام ختم کر چکا تھا، صرف مقدمے لکھنے باقی تھے۔ جو زیادہ وقت نہ لیتے لیکن اچانک بیگار میں پکڑا گیا۔ امید ہے واپسی پر دو تین روز میں اس سے بھی نجات مل جائے گی۔ پھر میں مقدمے لکھ کر دو تین روز میں دو آرٹیکل لکھوں گا ان شاء اللہ- بعد ازاں یہی ارادہ ہے کہ میرزا غالبؔ کے منتخب فارسی اشعار مختصری تشریح کے ساتھ مرتب کر دوں- شیخ نیاز صاحب چند روز میں اسے چھاپ دیں گے۔

باقی خیریت۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر حال میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ میرے بدن کا رواں رواں آپ کی محبت و اخلاص اور تعلق للہ فی اللہ کے لیے بقولِ غالبؔ ''زبانِ سپاس'' ہے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

عزیزی محبوب صاحب کو میری دعا پہنچائیں۔

دعا گو

مہرؔ

(۲۳۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میرا خیال ہے کہ اس زحمت میں آپ کو نہ پھنسنا چاہیے۔ میرے پاس میرزا غالبؔ کی کتابوں میں سے ''لطائف غیبی'' اور ''تیغ تیز'' ہیں لیکن وہ اصلاً کب درست ہیں کہ ان پر صحت کے لیے انحصار کیا جائے۔ داؤدی صاحب اچانک کل آ گئے اور انھوں نے یہیں سے گفتگو شروع کی کہ میری کتاب کا بیڑہ غرق ہو گیا- جو غلطیاں لگائی تھیں وہ بنائی نہ گئیں اور جو غلط نامہ تیار کر کے دیا تھا وہ پریس میں پڑا ہے۔ کتاب کی جلد بندی ہو گئی۔ وہ خود اس فکر میں ہیں کہ اسے درست کر دیں۔ اگر آپ ترتیب نو کے لیے تیار ہوں تو مجھے خدمت گزاری میں کیا عذر ہو سکتا ہے لیکن یہ دونوں کتابیں ایک مہینے کے اندر مجلس یادگار غالبؔ کی طرف سے بھی چھپ جائیں گی لہٰذا بہتر ہے کہ توقف فرمائیں۔ کلیات غالبؔ (۱) اور دیوان خسروؔ کا جو مژدہ سنایا اس پر یہ کہنے کو جی چاہتا ہے۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ہاں میں نے رقعہ لکھنا چاہا تھا لیکن بعض مصالح کے پیش نظر دو سطریں لکھ کر پھاڑ دیا-

Marfat.com

کتابیں بہ ہر حال آ جائیں گی اِن شاءاللہ- معاملہ نیاز و بشیر سے ہے نہ کہ کسی اور سے- امید ہے آپ بخیر ہوں۔

ہاں یوسف طاہر صاحب اور کسی بات میں مشاق ہوں یا نہ ہوں لیکن لڑائی جھگڑے میں کسی سے کم نہیں- ہر وقت یہ سوچتے رہتے ہیں کہ کسی سے کیوں کر جنگ چھیڑی جا سکتی ہے- ویسے مصالحت دوست ہیں لیکن جامع اضداد ہیں۔ جنگ کی خواہش اور صلح پر زور- اصل میں وہ شاعر نہیں پیر ہیں اور آپ جانتے ہیں پیر جب تک شاعر نہ ہو مسلمان نہیں ہوتا- شعر کے بغیر وہ رقت قلب پیدا نہیں ہو سکتی جو اسلام کا خاصہ ہے اگر چہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی بہترین ہستی کے لیے فرمایا۔

وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہٗ (۲)

یعنی ہم نے اسے شعر نہیں سکھائے اور شعر گوئی اس کے لیے زیبا بھی نہیں۔ بایں ہمہ شعر گوئی کا ایک وظیفہ ہے- رقت قلب کی تربیت اسی کی آغوش میں ہوتی ہے، بشرطیکہ شعر گوئی ہو۔ ہر قافیہ طراز شاعر نہیں ہوتا- ایک شے میکانکی شاعری ہے، ایک شے احساسات کی شاعری ہے۔ مطلوب اول نہیں ثانی ہے- اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ عزیزی محبوب کو دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حواشی خط نمبر ۲۳۷

۱۔ کلیاتِ غالبؔ فارسی اور دیوان خسروؔ نول کشور پریس لکھنؤ سے چھپنے کی اطلاع ملی تھی۔ میں نے لکھا تھا کہ ترسیل زر کا پتا معلوم کر کے میں دونوں کتابیں منگوا دوں گا۔ جس پر خوشی کا اظہار کیا۔

۲۔ سورہ یٰسین ۳۶:۶۹

(۲۳۸)

۶۸-۱۲-۱۱

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کے تصورات خوب ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ میرے لیے تکان نہیں۔ گویا میں صبح سے دو پہر یا سہ پہر سے شام تک لکھتا جاؤں تو میرے ہاتھوں کے رگ پٹھوں پر ہر گز کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسی طرح لکھتے جائیں۔

Marfat.com

اگر جواب میں دیر ہو تو شکایت، اگر جلدی کی کوشش کی جائے پھر اپنے ہاتھ کام نہ دے سکیں اور کسی سے امداد لے لی جائے تو ضروری ہے کہ اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی پہلو شکوے کا پیدا کر لیا جائے۔

میرزا غالبؔ کا کتنا عمدہ شعر آپ کو سنایا تھا:

نشاط جم طلب از آسماں نہ شوکتِ جم
قدح مباش زیاقوت، بادہ گرغنی است

مقصود حقیقی شراب ہے وہ خالص انگوری ہونی چاہیے۔ ظرف مے نوشی میں کیا رکھا ہے وہ مٹی کا ہو یا لکڑی کا یا شیشے کا یا یاقوت کا، پیا تو نہیں جائے گا۔ پینی تو صرف شراب ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ظرف میں کوئی ذائقہ نہیں ہوتا۔ نہ میٹھا، نہ کڑوا، نہ خوشگوار، نہ ناخوشگوار، یہاں تک (کہ) شراب کی تلخی بھی اس میں نہیں ہوتی۔ آپ کو اگر شراب مطلوب ہے تو وہ بہ ہر حال میری ہی بھٹی کی تھی، اگر چہ ظرف میرا نہ تھا لیکن شکایت ضرور کرنی چاہیے۔

آپ کو معلوم ہے کہ میرزا غالبؔ نے شکوے کی کیا تعریف کی ہے؟ راہ راست (سے) منہ نہ موڑے اور مخاطب کے لیے گنجائش گفتگو نہ چھوڑے۔ یہاں تو یہ شرط پوری نہ ہوئی۔ فتوح الحرمین (۱) سے بے خبر ہوں۔ سید جیلاں سے بھی ممکن ہے اور مولانا جامی سے بھی جو خود حج کے لیے گئے تھے اور اس زمانے میں حج کا سفر سہل نہ تھا۔

میں پچھلے ہفتے لانا چاہتا تھا لیکن راستے سے پلٹ آیا، طبیعت خراب تھی نیاز صاحب فرینکلن میں آ گئے تھے لیکن انھیں مزنگ سے لوہاری دروازے لے جانا مناسب معلوم نہ ہوا۔ اب کے پھر کوشش کروں گا۔ لیکن چونکہ رمضان شریف میں مجلس طعام ختم رہتی ہے اس لیے پبلشرز یونائیٹڈ جاتا بھی ہوں تو صرف مبارک علی کو دیکھنے کے لیے دو چار منٹ۔ بیٹھتا نہیں ورنہ وہیں منگا لیتا۔

ابھی طبیعت خراب ہے رگوں میں بلغم کا انجماد، سانس کی تکلیف، ہر لحظہ کھانسی کا اندیشہ:

زندگی بر گردنم افتاد بیدلؔ چارہ نیست
شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

بہ ہر حال اس بے نیاز کا شکر ہے کہ اب تک زندہ رکھا اور کوئی لمحہ بے سود تلف نہ ہوا، کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہا۔ یوسف طاہر نے پچاس مضمون جمع کر لیے جو انقلاب و زمیندار کے علاوہ ہیں۔ وہ لمبے مضمون ہیں جو ایک ہزار صفحے سے کیا کم ہوں گے۔ ابھی بہت سے ملے ہی نہیں۔ یہ

Marfat.com

مقالے، کتابیں، تراجم، اخبار کے مقالہ ہائے افتتاحیہ وغیرہ ستائیس برس تک لکھتا رہا۔ اتنا ذخیرہ کون جمع کرے گا۔

مہر

یوسف طاہر یہاں نہیں۔ ہوتا تو سلام لکھواتا آپ میری زبان سے قبول کرلیں۔

حاشیہ خط نمبر ۲۳۸

فتوح الحرمین - ماہنامہ ماہ نو کراچی کے اگست ۱۹۵۹ء کے شمارے میں مصنف کا نام محی لاری لکھا تھا اور یہی نام ذہن میں محفوظ تھا۔ اب جو علی گڑھ کا مشہور رسالہ ''معارف'' برائے نومبر ۱۹۶۸ء آیا تو اس میں مصنف کا نام جامی لکھا تھا۔ میں نے اپنا نسخہ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۸۸۰ء دیکھا تو ناشر نے اسے سید نا محی الدین عبدالقادر جیلانی سے منسوب کر رکھا تھا۔ یعنی اس کے تین مصنف سامنے آگئے۔ محی لاری، جامی اور محی الدین عبدالقادر جیلانی ...... میں نے یہ پریشان کن صورت حال مولانا کو لکھ کر بھیجی کہ ایسی گتھیوں کو سلجھانے کے لیے وہی میرے مرجع تھے۔ جب ادھر سے بھی دادرسی نہ ہوئی تو میں نے ازخود تجزیہ کیا اور معلوم ہوا کہ اس کے مصنف کا صحیح نام جامی ہے۔ نول کشور والوں نے اپنے نسخہ میں تحریف کردی ہے۔

(۲۳۹)

باسمہ سبحانہ

میرے حافظے کے مطابق اور بھی کئی ایڈیشن ہیں (۱) لیکن یہ کام اطمینان سے بیٹھ کر سوچنے اور تلاش کرنے کا ہے۔ اس طرح نہیں کہ میرے گرد و پیش پروفوں کے انبار ہوں اور میں انٹ سنٹ لکھ بھیجوں۔ مجھے ذرا فراغت مل جائے تو دیکھ کر عرض کروں گا۔

مالک رام صاحب کو میرے مقابلے میں کہیں زیادہ معلومات ہوں گی۔ انھیں ضرور لکھیے - اب پوچھنا یہ ہے کہ آپ عید ملنے کے لیے عید سے پیشتر آئیں گے یا بعد؟ میں آپ کی عیدی (۲) لے آیا ہوں مگر اتنا وقت نہیں ملا کہ سوچ کر اس پر کچھ لکھ سکوں۔ یہ مقام خاص سوچ بچار کا ہے اور میں جب تک پروفوں اور مقالوں سے فارغ نہ ہو جاؤں لکھنا مشکل ہے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

حواشی خط نمبر ۲۳۹

۱۔ میں غالبؔ صدی کے حوالے سے ایک مضمون ''دیوان غالبؔ کے مختلف ایڈیشن'' لکھ رہا تھا۔ اس سلسلے میں مولانا کے ذخیرہ میں موجود دیوان غالبؔ کے ایڈیشنز دیکھنا چاہتا تھا۔ مذکورہ مضمون سہ ماہی ''العلم'' کراچی کے غالبؔ نمبر (جنوری، جون ۱۹۶۹ء) میں چھپ گیا تھا۔

۲۔ ''عیدی'' والی بات میں نے گذشتہ خط میں لکھی تھی کہ اب کے عید مبارک کہنے آؤں تو سویوں کے بجائے سید احمد شہید ''بطور عیدی'' عنایت فرمائیں۔

(۲۴۰)

باسمہ سبحانہ

دے دیا۔(۱)

پیش کر دیا ہے لیکن کام اس سے ہر وقت پڑتا ہے صبح مل جائے تو مجھے دقت نہ ہوگی، شام کو آئے تو کام رک جائے گا، جو اس مرحلے پر مصیبت خیز ہوگا۔

عابدی صاحب سمن آباد میں رہتے ہیں۔

۵۹-این سمن آباد، وہ زیادہ تر کالج میں ملتے ہیں۔ آج کل کراچی گئے ہوئے ہیں۔ درس غالبؔ مل گیا، شکریہ۔

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۲۴۰

۱۔ میں نے نسخہ حمیدیہ منگوایا تھا وہ اور عریضہ کا دستی جواب۔

(۲۴۱)

۶۸-۱۲-۳۱

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! تین بجے کے قریب ڈاک ملی اور میں سمجھا کہ عزیزی محبوب کل آئیں گے۔ اب بیٹھے بیٹھے آئے تو احساس ہوا کہ مجھے پہلے لکھ لینا چاہیے تھا۔ بہ ہر حال جواب مختصر سا تھا یعنی:

Marfat.com

۱۔ اگر مالک رام صاحب پانچ کے مدعی ہیں تو وہ بیان مستند ماننا چاہیے۔ میرے علم میں یہ ایڈیشن ہیں۔ دہلی، دوبارہ دہلی، کان پور، آگرہ، پانچویں دفعہ کا علم مجھے نہیں۔

۲۔ یہ مجھے قطعاً معلوم نہیں کہ غالبؔ کی وفات کے بعد سب سے پہلے کس نے دیوان چھاپا۔ غالباً نولکشور نے چھاپا۔

۳۔ ڈاکٹر سید محمود کا دیوان میں نے نہیں دیکھا۔ وہ غالباً ۱۹۱۸ء یا ۱۹۱۹ء میں ولایت سے آئے۔ اس زمانے میں ممکن ہے، چھاپا ہو۔ ڈاکٹر محمود سے میرے روابط بھی رہے لیکن اس دیوان کا ذکر کبھی نہ آیا۔

۴۔ میرزا کو ۱۸۵۷ء کا ہیرو ثابت کرنا ستایش نہیں، یا تضحیک ہے یا ہتک یا دل کے خوش رکھنے کا خیال ہے(۱)۔ وہ دردمند تھے۔ مسلمان تھے ایسی تحریرات ملتی ہیں جن سے ان کے قلب مجروح کے خونچکاں احساسات کا پتا چلتا ہے لیکن نہ وہ ۱۸۵۷ء کے محرک تھے اور نہ محرک ہو سکتے تھے۔ جب قوم پر بحرانی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ایسی دوراز کار اور بے سروپا باتیں بہت سوجھتی ہیں۔

خیر خط کا جواب ہو گیا اب کہیے اور کیا عرض کروں سوائے اس کے کہ آپ کے لیے ترقی درجات ایمان کی دعا کروں بہ شرطیکہ آپ عام احناف کی طرح ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے منکر نہ ہوں حالانکہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ واذا تلیت علیھم آیاته زادتھم ایمانا۔(۲) بہ ہر حال ترقی علم ونظر اور ازدیاد جذبہ حمیت دین میں تو اختلاف کی گنجائش نہیں اگرچہ ایمان کے گھٹنے بڑھنے میں اختلاف ہو حالانکہ اس کا مطلب ہی اور ہے جو صرف گفتگو ہی میں واضح ہو سکتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہرؔ

حواشی خط نمبر ۲۴۱

۱۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ ڈاکٹر سید محمود بار ایٹ لاء کے مطبوعہ دیوان غالبؔ کے مقدمہ میں غالبؔ کو تحریکِ آزادی ۱۸۵۷ء کا ہیرو ثابت کیا گیا ہے۔ میں نے یہ بات مولانا کو تحریر کر دی۔ کیونکہ میں غالبؔ پر ان کو اتھارٹی سمجھتا تھا۔

۲۔ سورہ الانفال ۸:۲

ترجمہ: اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر اللہ کی آیتیں تو یہ بڑھا دیتی ہیں ان کے ایمان کو (ترجمہ پیر محمد کرم شاہ الازہری)

Marfat.com

(۲۴۲)

باسمہ سبحانہ

کتاب مل گئی یعنی نسخۂ حمیدیہ شکریہ۔

دعاگو
مہر

(۲۴۳)

باسمہ سبحانہ

۱۔ مفتی انوار الحق کے زیادہ حالات معلوم نہیں۔ وہ مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی کے صاحبزادے تھے، جو مدت دراز تک اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔ پھر کچھ عرصہ انھوں نے ندوہ میں گزارا بعدازاں غالباً کلکتہ مدرسہ میں مقرر ہو گئے۔ ترقی کرتے کرتے مفتی انوار الحق وزیر تعلیم ہو گئے تھے۔ اسی حیثیت سے ان کا نام نسخہ حمیدیہ میں آیا۔ میرا خیال ہے کہ خود انھوں نے کوئی خاص کام اس نسخے کے لیے نہیں کیا تھا۔ غالباً عبدالرحمٰن بجنوری یا بعض دوسرے اصحاب نے نسخہ مرتب کیا اور انتساب تدوین مفتی صاحب سے ہو گیا۔

مفتی صاحب مفتی صرف اس وجہ سے کہلاتے تھے کہ مفتی عبداللہ کے صاحبزادے تھے۔

پیرزادہ (ابراہیم حنیف) سے میں واقف نہیں۔ وہ غالباً لوہاری دروازے کے اندر رہتے تھے لیکن ٹھیک معلوم نہیں۔

۲۔ تصویروں کے ماخذ معلوم کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ نسخہ حمیدیہ کی تصویر غالباً لال قلعے سے حاصل کی گئی ہے اور برلین والی تصویر اس کا چربہ ہے جو نظامی بدایونی (صاحب مطبع) نے خواجہ حالی کی فرمائش پر مختلف تصاویر سامنے رکھ کر تیار کی تھی۔ خواجہ حالی نے یادگار کے پہلے ایڈیشن (میں) وہی تصویر لیتھو میں (نہ کہ فوٹو) چھاپی تھی۔

۳۔ مجھے دس منٹ کی فرصت ملے تو کسی پرانے مضمون کی مرمت (۱) کر کے بھیج دوں، خیال میں ہے۔

۴۔ خطوط کے لیے چٹ الگ بھیج رہا ہوں۔ (۲) دیوان کا معاملہ ابھی رہنے دیجیے۔

Marfat.com

میں جلد اِن شاء اللہ جاؤں گا اور لے آؤں گا۔

۵۔ ابھی کوئی نہیں آیا۔

دعاگو

مہر

حواشی خط نمبر ۲۴۳

۱۔ پروفیسر محمد ایوب قادری نے کراچی سے میرے ذریعہ غالبؔ پر مضمون کا مطالبہ کیا تھا جس کا یہ جواب ہے۔

۲۔ خطوط غالبؔ جن کا گذشتہ کئی خطوں میں کتابت و پروف ریڈنگ کے سلسلے میں ذکر آ تا رہا ہے وہ چھپ گئے تھے اس کے ایک نسخہ کے لیے چٹ طلب کی تھی تا کہ آپ کے ناشر شیخ غلام اینڈ سنز پبلیشرز سے ایک نسخہ حاصل کرلوں۔

(۲۴۴)

میں نے آخری صفحہ پر لکھ دیا ہے۔کلیات واپس بھیجتا ہوں۔

کوئی نہیں آیا۔

آپ نے جتنے ایڈیشن دیکھے میں نے ان میں سے نہ محض اکثر دیکھے ہی نہیں بلکہ ان کے نام بھی پہلی مرتبہ سنے ہیں مثلاً مرقع ادب، نظیر لدھیانی، گوشۂ ادب، قدوائی، کتاب نگر وغیرہ۔

میں بھی کل ایک نسخہ لایا۔ ایک دوست پاس بیٹھے تھے انھوں نے کتاب کھولی تو دو جگہ افسوسناک غلطیاں پائیں۔ایک جگہ ''ہاں'' کی جگہ ''ہائے'' دوسری جگہ ''خامہ'' کی جگہ ''خانہ''۔

بے مے نہ کند درکف من خامہ روائی

سرداست ہوا آتش بے دود کجائی؟

تاہم کتاب خوبصورت معلوم ہوتی ہے یعنی بہ اعتبار کتابت۔

ایوب قادری صاحب کو کل ایک مضمون بھیج دیا۔سخت مجبور ہوں آپ نہ آئے لیکن اب خوش ہوتا ہوں کہ نہ آئے اگر آجاتے تو ضرور وقت صرف کرتا اور میرا کام رک جاتا۔ میں اسے جلد ختم کر کے چند روز کے لیے سرگودھا جانا چاہتا ہوں اِن شاء اللہ واپسی پر بہ اطمینان ملیں گے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

(۲۴۵)

GHULAM RASUL MIHR
MUSLIM TOWN
LAHORE.

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کی دماغی حالت ماشاءاللہ کسی ماہر دماغیات کے معائنے کی محتاج ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ہفتے کے روز گھر پر نہیں رہتا تاہم آپ نے بے تکلفی سے فرما دیا کہ محبوب ہفتے کے روز آپ کے پاس آئے گا - اتنی خود فراموشی تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔

اب جواب لیجیے۔

ا۔ مرقع غالب کے چھپنے میں تاخیر اس لیے ہوئی کہ تصویریں جرمنی میں چھپوائی گئی تھیں۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن دونوں بھائی ولایت گئے تھے آپ جانتے ہیں کہ ایسی کتاب کے چھاپنے میں روپیہ بھی خاصا صرف ہوا ہوگا۔ لہٰذا تاخیر پر پریشان نہ ہونا چاہیے۔

۲۔ نسخہ حمیدیہ کی طباعت کے متعلق ۱۹۲۸ء کا بیان میرے نزدیک غلط ہے۔ نسخہ حمیدیہ میں نے اس سے پیشتر خریدا تھا۔

۳۔ میرزا غالب نے یہ دیوان (نسخہ حمیدیہ) مرتب کرا کے بھوپال بھجوایا تھا۔ ممکن ہے ایک نظر خود دیکھنے میں کچھ ترمیمات کی ہوں لیکن یہ نسخہ پچیس برس سے بھی پیشتر کا ہے۔ یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ نسخہ بار بار میرزا غالب کے پاس آیا ہو۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہر

اب اس کے سوا کچھ نہیں کہنا کہ اللہ ہر حال میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(۲۴۶)

ضرور لے لیجیے۔

نہیں

Marfat.com

یہاں بھی قاطع برہان یا درفش کاویانی چھپ گئی ہے۔

یہ مل جائے تو اچھا ہو۔

بریلی والی دستنبو میرے پاس ہے۔

شیخ نیاز احمد صاحب فہرستیں لے آئے ہیں لیکن میں نے ابھی تک دیکھیں نہیں۔ میری شرح غالبؔ بھی غالباً ایک ہفتے میں چھپ جائے گی۔

پرسوں ہفتے کے روز میں دکان کی طرف جانا چاہتا تھا کہ دیوان لے آؤں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دو دوست آ گئے اور مجھے مبارک علی کے ہاں سے واپس آنا پڑا۔ اِن شاءاللہ اب ہفتے کے روز یا کراچی سے واپسی پر لاؤں گا۔ اِن شاءاللہ کراچی ٦ ۔کو جانا ہے۔

جتنی کتابیں لا سکیں لے آئیں اور ان کی قیمتیں لے جائیں۔ (۱)

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۲۴۶

۱۔ کشمیری بازار لاہور میں مشہور ناشر کتب شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین کی دکان مقدمہ بازی کے سبب کم و بیش ۲۰ سال تک مقفل رہی۔ عدالتی فیصلہ کے بعد میں بھی پہنچا اور چند کتابیں اپنے لیے منتخب کیں جن کے اسماء مولانا کو لکھ بھیجے کہ اگر وہ بھی خریدنا چاہیں تو اپنی مرضی سے آگاہ کریں۔

(۲۴۷)

عزیز مکرم! میں نے جواب دے دیا تھا آپ کا لفافہ استعمال کیا۔ اگر آپ کو نہیں ملا تو اسے ڈاک کے حسن انتظام کا نتیجہ سمجھیے۔

میرے پاس ٹکٹوں کا کوئی سٹ (۱) نہیں آیا حالانکہ مطلوب تھا۔

کٹی ہوئی کتابیں یعنی جن پر صلیبی نشان ہے مطلوب نہیں۔ کلیات سعدیؔ کے دو نسخے موجود ہیں۔ گلستان، بوستان، دیوان الگ بھی ہیں۔ واقفؔ کا مکمل دیوان بھی ہے۔ جن کتابوں پر خط لگے ہیں وہ سب مطلوب ہیں۔ قیمت حاضر جتنی بھی ہو۔

میرے نزدیک تلفظ جس طرح بول چال میں ہوتا ہے اسی طرح لکھنا چاہیے۔ لیکن اسماء معرفہ میں اس قاعدے کو استعمال کیا جائے تو تمام نام بگڑ جائیں گے اس لیے میں حتی الامکان اسماء معرفہ بہ دستور قائم رکھتا ہوں آگرہ، کلکتہ، ایٹہ، پٹنہ وغیرہ انھیں آگرے، کلکتے۔ ایٹے اور پٹنے لکھا

Marfat.com

جائے تو اسماء معرفہ کی عام اعتباری حیثیت مختل ہو جائے گی - اگر کہیں ایسا ہوا تو اسے نادرست سمجھیے ، لیکن میرے نزدیک بعض اصحاب اس کا خیال نہیں فرماتے اور قاعدہ کلیہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

املا میں اصل مقصود یہ ہے کہ خوانندۂ کتاب کے لیے غلط فہمی یا غلط خوانی کا امکان زیادہ سے زیادہ گھٹ جائے اور کوئی قاعدہ ہو نہیں سکتا۔

مہؔر

معافی چاہتا ہوں فرصت نہیں تھی اور میں مجبور ہو گیا کہ خط ہی پر جواب لکھ دوں۔

مہؔر

حاشیہ خط نمبر ۲۴۷

۱۔ غالبؔ صدی کے سلسلے میں محکمہ ڈاک کے طرف سے جاری کردہ یادگاری ٹکٹ - بقیہ مضمون متعلق کتب شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین ہے۔

(۲۴۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

ابھی آٹھ بجے کے قریب اوکاڑہ سے اطلاع آئی کہ میرے بھائی (۱) کا انتقال ہو گیا۔ میں صبح سے حواس باختہ بیٹھا ہوں۔ تین بجے اوکاڑہ گئے کہ میت یہاں لے آئیں۔ اب میں خود جانے کا ارادہ کر رہا ہوں - حواس معطل ہیں ، کیا عرض کروں۔

یہ نسخہ (کلیات سعدی شیرازی) نہ لیں یعنی میرے لیے نہ لیں۔ میرے پاس نہایت پتلے کاغذوں کا ایک نسخہ ہے اس میں ہزلیات بھی ہیں۔

دوندے خاں کے بیٹے اشرف خاں -

ضرور لے لیجیے میرے لیے نساخ کی کتاب -

میرے پاس ہے -

//

لے لیجیے۔

آج دیکھوں گا ان شاء اللہ

Marfat.com

نکات غالباً میرے پاس ہے، دیکھ کر عرض کروں گا۔

زیادہ کی ضرورت نہیں۔ ہزلیات کا انتظام ممکن ہے۔ باقی کتابیں ذرا حواس برجا ہوں تو دیکھوں اور عرض کروں۔

آپ کے لیے ایک کیلنڈر (۲) حاضر ہے شاید آپ کے پاس نہ پہنچا ہو۔

۶۹-۳-۷ مہر

یہ تو آپ بتائیں گے مجھے یاد نہیں۔

وہ جلسہ (۳) مقامی حالات کی ناسازگاری کے باعث ملتوی ہوگیا اب ۳ مئی کو ہوگا اِن شاء اللہ۔ گویا میں گھر رہ گیا۔

حواشی خط نمبر ۲۴۸

۱۔ آپ کے مرحوم بھائی کا نام امیر احمد علوی تھا۔ اور آپ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ وہ غلہ منڈی اوکاڑہ میں آڑھت کا کاروبار کرتے تھے۔ ان کا انتقال ۶۹ سال کی عمر میں ۷ مارچ ۱۹۶۹ء کو ہوا۔ خدا مغفرت فرمائے آمین!

۲۔ ادارہ یادگار کراچی کا شائع کردہ غالبؔ کی تصویر والا کیلنڈر (دستخطی ۷ مارچ ۶۹)

۳۔ یوم غالبؔ کے جلسے کے التواء کی خبر جو بدانتظامی اور ہلڑ بازی کا شکار ہوا۔

(۲۴۹)

دلی شکریہ۔ ''نگار'' اور ''منشور'' (۱) بھی درکار ہیں۔ جتنے پیسے خرچ ہوں ان کا ذمہ دار یہ دعا گو ہے۔

میرے علم کی حد تک یہ حدیث نہیں (۲)۔ مگر معنوی اعتبار سے اصل قول درست ہے۔

نجف عراق میں ہے اور فرات کے مغرب میں، عراق بہ ہر حال سرزمین عرب ہی میں شامل ہے۔ امتیازاً بھی اسے ''عراقِ عرب'' کہتے ہیں۔ کیونکہ شمالی و مغربی ایران جس میں اصفہان، تبریز، طہران وغیرہ شامل ہیں ''عراق عجم'' کہلاتا تھا۔ فارسی کے تذکروں میں اب بھی کئی جگہ نظر آجائے گا۔ فلاں شاعر ''عراق'' سے آیا عراق سے مراد ''عراق عجم'' ہوتا ہے۔

میں اس کی بعض نظمیں نقل کرنا چاہتا تھا جو آخر میں درج ہیں صفحہ ۲۷۶ اور ۲۷۷ والی نظم دوسرے ایڈیشن میں ہے۔ ۲۷۸۔ ۲۸۶ موجود نہیں یہ نقل درکار ہے اگر مشکل ہو تو خیر۔ کتاب بھیج رہا ہوں، نقل ہوسکیں تو خیر، نہ ہوسکیں نہ سہی لیکن تیسرا اور تازہ ایڈیشن مجھے نہ مل سکا۔ چاہتا ہوں کہ

Marfat.com

آپ کے لیئے ایک ایڈیشن کو ایک دو روز کے لیے دیکھ لوں کیونکہ ''سرگزشت مجاہدین'' کا نیا ایڈیشن تیار کر رہا ہوں۔ شاید کام کی کوئی چیز مل جائے۔ یقین رکھیں کہ جلد واپس کر دوں گا۔ یہ کتاب بھی اس لیے پڑی رہی کہ مجھے فرصت نہ مل سکی۔

آپ کی مہربانیوں کا بہ دل شکرگزار

۶۹-۳-۲۷

عاجز مہرؔ

میں تین پنسلیں (۳) لایا تھا اور رکھی تھیں لیکن میرے چھوٹے بچے نے چرالیں۔ اب اس کے سوا چارہ نہیں کہ کراچی جائیں اور لائیں جہاں سے چار آنے میں یہ پنسل ملتی ہے اگرچہ بعض افراد نے اس کے لیے ایک ایک سو روپے دیے۔ میرے پاس جو کچھ آتا ہے۔ کوشش کرتا ہوں کہ اس میں سے آپ کا حصہ محفوظ رہے لیکن

جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

میں لاؤں گا ان شاء اللہ، تھوڑا سا صبر ضروری ہے۔

مہرؔ

رات سے میری طبیعت کسی قدر خراب ہے اس لیے یہ سطریں آپ ہی کے سرہانے پر لکھ رہا ہوں اور عفو خواہ ہوں۔

مہرؔ

حواشی خط نمبر ۲۴۹

۱۔ ماہنامہ نگار کراچی اور ماہنامہ منشور کراچی کے غالبؔ نمبر مراد ہیں۔

۲۔ مرقع غالبؔ (پرتھوی چندر) میں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے مفہوم کو حدیث سے منسوب کیا گیا تھا۔ جس کی وضاحت طلب کی گئی تھی۔ بعد میں آپ نے اپنی ''نوائے سروش'' (اردو شرح دیوان غالبؔ) میں اس انتساب کے متعلق لکھا کہ یہ ایک مشہور روایت ہے جسے حدیث بتایا جاتا ہے اگرچہ انتساب صحیح نہیں۔

۳۔ ادارہ یادگار غالبؔ کراچی نے غالبؔ صدی پر یادگار پنسلیں تیار کرائی تھیں۔ یہ ان کی طرف اشارہ ہے۔ آپ نے بعد میں مجھے دو پنسلیں عنایت کر دی تھیں۔ مگر افسوس یہ بازیچہ اطفال بن گئیں اور میں انھیں محفوظ رکھنے میں ناکام رہا۔ پنسلوں پر ادارہ یادگار غالبؔ کراچی غالبؔ کی شبیہ اور سنین ولادت و رحلت سنہری الفاظ میں چھپے ہوئے تھے۔

Marfat.com

(۲۵۰)

بے حد شکریہ۔ ''افکار'' میرے پاس آ گیا ہے۔
بقول غالبؔ:

ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے

کہنا نہ چاہیے لیکن کہہ دینے میں کوئی خاص مضائقہ بھی نہیں۔ میں جہاں ہر صبح دوستوں، عزیزوں اور محبوں کے لیے دعائیں کرتا ہوں، وہاں آپ کے ساتھ عزیزی محبوب بھی مدت سے بالالتزام شامل ہے۔

ہے۔ (تلامذۂ غالبؔ از مالک رام)

میرے پاس ہے۔ (دیوانِ غالبؔ مرتبہ مالک رام)

ضرورت نہیں۔ (دیوانِ غالبؔ مع ترجمہ ہندی مرتبہ سردار جعفری)

میرے پاس امیر خسروؔ کے چاروں دیوان ہیں جو نولکشور نے چھاپے تھے یعنی چاروں کا ایک مجموعہ۔ اگر مطبوعہ دیوان میں امیر خسروؔ کے قصائد بھی شامل ہیں تو میں ضرور لے لوں گا۔ بلکہ احمد علی صاحب (۱) سے کہیے کہ ایک نسخہ میرے لیے محفوظ کر لیں۔ جتنے روپے وہ کہیں میں بھیج دوں گا۔

لاؤں تو۔

حاضر (''سیاست'' کے پرچے)۔

تھوڑا سا انتظار کیجیے۔ (سفینۂ خوشگو کی واپسی)

دعا گو

مہرؔ

۶۹-۳-۲۸

میرے لیے شیخ نیاز احمد جو کاپی ''نوائے سروش'' (۲) کی لائے تھے، وہ بہ دستور بند کی بند آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ میں خود جاؤں گا تو لے آؤں گا ان شاء اللہ۔ آپ انتظار نہ فرمائیں۔

مہرؔ

Marfat.com

حواشی خط نمبر ۲۵۰

۱۔ پروپرائٹر شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

۲۔ نوائے سروش ۔مکمل دیوانِ غالبؔ مع شرح از مولانا غلام رسول مہرؔ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز لاہور

(۲۵۱)

عزیز مکرم!

آپ تو جو فرمائیں،فرمائیں ۔ پہلے رسالے دیکھے پھر رقعہ- رسالوں کو دیکھ کر میرزا کا یہ مصرعہ میرے دماغ میں چکر لگا رہا تھا۔آپ نے پہل کی لیکن مصرعہ ایسا نہیں کہ دہرانے میں بے لطف محسوس ہو۔لہٰذا عرض کرتا ہوں:

ہر مو مرے بدن پہ زبان سپاس ہے

بے شمار غلطیاں مجھے ملیں ۔ میں اس پر نظر ثانی کر رہا ہوں ۔ بہت اضافے کیے جا رہے ہیں۔

کچھ یاد ہوں تو مجھے بھی سنایئے ۔ ہندوستان نے حق ادا کر دیا اور ہم؟

استفہامی علامتیں لگاتے جایئے لگاتے جایئے۔

میں اب خط وکتابت شروع کر رہا ہوں ضرور لکھوں گا۔ٹکٹ بھی اور کارڈ بھی۔

آپ نے کتنی قیمت بتائی تھی؟ میں ان شاءاللہ ہفتے کو جاؤں گا تو رقم ساتھ لے جاؤں گا- آپ کے تو بہت سے پیسے میرے ذمے ہو گئے- میں نے ''تذکرہ صادقہ'' نیا ایڈیشن دیکھ لیا ہے صرف تین جگہ اضافے کیے ہیں (۱)۔مگر زیادہ کام کے حالات نہیں لکھے۔اس کا افسوس ہے پیشتر جو غلطیاں کی تھیں وہ بھی بدستور باقی رہیں۔اب میں کسی روز چندمنٹ کی فرصت پا کر ان زائد تحریرات کی تلخیص اپنی کتاب پر نقل کر لوں گا اور کتاب آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔اگر قیمت دیوان خسرو معلوم ہو جائے تو مناسب ہے یعنی پرسوں سے پیشتر - زحمت نہیں دینا چاہتا۔

میرزا کا ٹکٹ صرف وہ درکار ہے جس کے ساتھ مہر بھی ہے بہ شرطیکہ زیادہ زحمت نہ ہو۔ صرف ہوس ہے ورنہ مجھے ایسی باتوں سے چنداں دل بستگی نہیں۔

کئی ٹکٹ لوگوں نے خطوں پر لگا کر بھیج دیے میں نے وہ بھی الگ کر کے رکھ لیے- کیا کہوں آپ کی صورت دیکھنے اور چندمنٹ آپ کے ساتھ گزارنے کا کتنا آرزومند رہتا ہوں لیکن

Marfat.com

اس خیال سے ضبط پر کار بند رہتا ہوں کہ مبادا آپ کے مشاغل میں خلل پیدا ہو جائے۔اس بناء پر اپنی خوشی کو آپ کی راحت، سہولت اور اطمینان پر قربان کر دینے میں قطعاً تامل نہیں ہوتا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

۶۹-۴-۳

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۲۵۱

۱-ان اضافوں کی تفصیل:

i. صفحہ ۱۸-محمد معظم عرف جہاندار شاہ بن اورنگ زیب-

مہرؔ-محمد معظم عرف جہاندار شاہ صحیح نہیں۔معز الدین بن جہاندار شاہ بن محمد معظم بن اورنگ زیب۔

ii. صفحہ ۱۸۸، ملک افغانستان سے واپسی پر (مولوی عنایت علی کو) نواح دہلی میں روانہ کیا گیا۔

مہرؔ- یہ غلط ہے مولانا عنایت علی اس سے پہلے بنگال بھیجے جا چکے تھے۔

iii. صفحہ ۱۹۳۔سید اکبر شاہ کی اولاد (سید مبارک، سید عمر، سید عمران، سید مدار)

مہرؔ-سید اکبر شاہ کے فرزند سید مبارک شاہ تھے۔سید عمر، سید عمران اور سید شاہ مدار اکبر شاہ کے بھائی تھے۔

(۲۵۲)

۶۹-۲-۶

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! خط اس وقت ملا جب میں ''شام ہمدرد'' کے لیے انٹر کانٹی نینٹل جا رہا تھا۔تقریر سرگودھا میں نے سنا ہے کہ وہاں کے کسی رسالے یا اخبار غالباً ''شعلہ'' میں چھپ گئی تھی لیکن میں نے دیکھی نہیں۔وہاں سے چلتے وقت پتا لگا اور اس وقت اخبار مل نہیں سکتا تھا۔

میرے پاس اس کی ایک نقل ضرور ہے سائیکلو سٹائل کی ہوئی لیکن میں نے اس تقریر کے دو پیراگراف ایک طویل مضمون میں لے لیے اور ایک پیراگراف ایک اور مضمون میں شامل کر لیا۔ کیونکہ تقریروں اور مضمونوں دونوں کا سلسلہ برابر جاری تھا۔کیا کروں؟ نئی باتیں کہاں سے نکالوں اور اتنا وقت کہاں کہ مطالعہ کر سکوں۔ہر شخص اس طرح بات کرتا ہے جیسے پا بہ رکاب ہو۔

Marfat.com

دیوان غالبؔ اور عود ہندی کا شکریہ (۱) - رباعیات ابوسعید ابوالخیر تھیں، مگر ایک نسخہ اور سہی - جامیؔ کا بے نقط دیوان بھی خیر - دیوانِ ہلالی میرے پاس ہے لیکن آپ سودا کر آئے ہیں تو مضائقہ نہیں - پہیلی نامہ خسرو بھی ٹھیک - کلیات سعدی کے دو نسخے میرے پاس مکمل ہیں اور متفرق دیوان بھی ہیں، گلستان اور بوستان بھی -

سوانح عبدالرحمٰن دو جلدوں میں ہے، بہ زبان فارسی موجود ہے -

دیوان واقفؔ پہلے بھی تھا - اب مکمل بھی مل گیا ہے گلستان مسرت میں نے طلب علم کے زمانے میں انھیں سے خریدی تھی جب نئی نئی چھپی تھی اور اب بھی موجود ہے - بیدلؔ کا دیوان بھی انھوں نے چھاپا تھا اور کلیات مطبوعہ نولکشور بھی ان کے ہاں ملتا تھا - میرے پاس بمبئی اور کابل کے مطبوعہ کلیات موجود ہیں -

دیوان بیدل مطبوعہ بمبئی بھی ہے مع مثنویات و نکات، چہار عناصر بھی ہے - کاش مجھے چند لمحوں کی فرصت ہوتی اور ہمت کر کے خود جا کر دیکھتا -

خیر آپ جو کر آئے ہیں ٹھیک ہے، رقم پیش کر دوں گا - کلیاتِ سعدیؔ، گلستان مسرت، دیوانِ واقفؔ، سوانح عبدالرحمٰن کا اگر فیصلہ کر چکے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں - میں ادائے قیمت کے لیے حاضر ہوں - اگر خرید کا فیصلہ نہیں کیا تو انھیں نہ لیں -

مجھے زیادہ سے زیادہ ۱۱-۱۲ تک جانا چاہیے لیکن ابھی پاسپورٹ پرویز انہیں لیا اور کبھی راستے کی مشکلات کے باعث مذبذب ہو جاتا ہوں - مشکلات کی سنیے - فی الحال دو راستے ہیں:

۱- ہوائی جہاز: لاہور سے کراچی اور کراچی سے دہلی - گویا ایک ہزار میل جاؤ اور ایک ہزار میل آؤ - معاملہ حد درجہ پریشان کن اور اس سفر کا تصور بھی لرزہ بر اندام کر دیتا ہے -

۲- یہاں سے بذریعہ موٹر گنڈا سنگھ والا - یہ کسی دوست کی مہربانی سے طے ہو سکتا ہے - آج ہی ڈاکٹر جہانگیر خان کہہ رہے تھے کہ میں چھوڑ آؤں گا وہاں سے موٹر لے کر فیروز پور جاؤں - کچھ معلوم نہیں مصارف کیا ہوں گے - پھر ریل کا ٹکٹ، اگر فرسٹ کلاس نہ ملا تو کیا کروں گا؟ فرسٹ کلاس ملا تو کیا معلوم رفیق سفر کون کون میسر آئیں؟ رات کو اطمینان سے سو نہ سکوں گا تو یقیناً بیمار ہو جاؤں گا -

ایک وقت تھا کہ شدائد سفر برداشت کر لیتا تھا - مگر اب؟ اب ذرا سی بھی نامساعدت سے سابقہ پڑ جائے تو صورت حال ایک عذاب الیم بن جاتی ہے - نا ملائمت احوال روح کے لیے

Marfat.com

ایک ایسا شکنجہ ہے جس کی شدت اذیت کا اندازہ صرف وہی کر سکتے ہیں جو میری طرح ذکاوت احساس کے درجہ عالیہ پر پہنچے ہوئے ہوں۔

آپ کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر اقبال مرحوم و مغفور کے مسوڑھوں میں ایک مرتبہ تکلیف ہو گئی تھی؟ یعنی ایک یا دو مسوڑھے پھول گئے تھے اور کچھ کھایا پیا نہیں جاتا تھا۔ دو تین روز بعض سفوف ملتے رہے۔ کچھ افاقت نہ ہوئی۔ آخر فیصلہ ہوا کہ نشتر لگے تاکہ مواد فاسد نکل جائیں اور آرام آجائے۔ دندان ساز کو بلایا گیا۔ نشتر اس کی جیب میں تھا لیکن ڈاکٹر صاحب پر اسے دیکھتے ہی وہ کیفیت طاری ہو گئی جو دوسروں پر شاید نشتر لگنے سے بھی طاری نہ ہوئی ہو گی۔ یہ ذکاوت احساس کا کرشمہ تھا۔

بہرحال متذبذب ہوں، تیاری بھی کر رہا ہوں۔ پھر میرے مشیر خاص نیاز صاحب، وہ خود گزشتہ پیر کو دہلی چلے گئے اس وقت تک مجھے جانے کا خیال بھی نہ تھا۔ دعوت بہت پہلے آئی تھی۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ پرسوں شام کو نئے سرے سے دعوت آئی۔ نیاز صاحب آئندہ منگل کو پہنچیں گے۔ ان کے آنے پر فیصلہ کر سکوں گا۔ وہ مجھے اپنے تجربات بھی سنا دیں گے جو میرے لیے تہیہ سفر میں معاون ہوں گے یا ان کی بناء پر فیصلہ کر سکوں گا کہ ارادہ فسخ کر دوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

عزیزی محبوب کو دعا۔

حاشیہ خط نمبر ۲۵۲

۱۔ شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین کی دکان پر موجود کتابوں کی دستی فہرست بنا کر بھیج دی تھی جس کے ساتھ مطبوعہ کتابیں بھی اسی ادارہ کی ارسال کی گئی تھیں۔ یہ انہی کتب کے بارے میں ارشادات ہیں۔

(۲۵۳)

اگر آپ شرح دوبارہ دیکھیں تو معلوم ہو جائے کہ وضاحت ہو گئی۔ معلوم نہیں آپ کو کون سی تشنگی محسوس ہوئی۔

یہ مطلب ہرگز نہیں۔

Marfat.com

میرزا نے یوں ہی لکھا تھا - عرشی کے مرتبہ دیوان میں بھی یوں ہی ہے۔

سبحان اللہ - اللھم زد فزد۔

عزیزی۔ خط آیا اور میں بالکل بھول گیا، جواب نہ دے سکا شرمندہ ہوں اور عجیب بات یہ ہے کہ آپ کا انتظار کرتا رہا۔ آج کچھ خط جواب کے لیے سامنے آئے تو میں آپ کے خط کے متعلق یہی سمجھتا رہا کہ کچھ خاص کاغذات اس میں رکھ چھوڑے ہیں اور لفافہ اندر بھجوا رہا تھا کہ خانے میں رکھ دیا جائے - پھر خیال آیا کھول کر دیکھ لینا چاہیے - دیکھا تو پتا چلا مجھ سے مجرمانہ کوتاہی ہوئی۔ آپ کے استفسارات کے جواب خط کے حاشیے پر خود لکھ دیے - یہ سطریں عزیزی یوسف طاہر سے لکھوا رہا ہوں۔ بدھ کو ان شاء اللہ کراچی جانا ہے۔ پہلے خیال تھا کہ پرانی لکھی ہوئی کوئی چیز پڑھ دوں گا۔ پھر سوچا کہ اس طرح وقت گزاری نامناسب ہے۔ چنانچہ بالکل نئی چیز لکھی جس میں طبعاً کچھ پرانی چیزیں بھی شامل ہوگئیں - اس طرح وہ مضمون زیادہ تر نیا بن گیا ابھی مکمل نہیں ہوا۔ امید ہے بفضل اللہ کل مکمل ہو جائے گا - بہت تھکا ہوا ہوں خود نہیں لکھ سکتا۔

عزیزی محبوب احمد نے جو کچھ لکھا اسے سمجھنے میں تھوڑا سا وقت صرف ہوا لیکن بہت خوبصورت ہے اور نئی چیز ہے - دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس ہنر نیز دوسرے ہنروں میں زیادہ سے زیادہ جدت و بصیرت بخشے اور زندگی میں کامیاب فرمائے۔

اور درویش کی صدا کیا ہے

آپ نے فرمایا تھا کہ میرے اضافے خوش خط لکھوا دیں گے - کیا یہ ممکن نہیں کہ جب شیخ نیاز صاحب اس کی کتابت کے لیے تیار ہوں تو آپ اپنے عزیز سے پوری شرح لکھوا دیں۔ اپنی نگرانی میں کاپیاں دیکھتے رہیں۔ ایک نظر میں بھی دیکھ لوں گا، ان شاء اللہ - اگر آپ کہیں تو میں ایک اور کتاب انٹرلیو کرا کے آپ کو بھجوا دوں گا۔ میری درست کردہ شرح آپ رکھ لیں اور اس کے اضافہ کردہ مطالب نئی کتاب کے اوراق پر لکھ دیں یا لکھوا دیں۔ (۱)

غالباً نئی کتابت شروع ہونے میں کچھ وقت لگ جائے گا - اس کا سائز وہی رکھنے کا خیال ہے جو خطوط غالب کا ہے - اس طرح ضخامت کم ہو جائے گی اور الفاظ آپ کے کاتب کی طرح جما کر لکھے جائیں گے تو امید ہے ضخامت بھی گھٹ جائے۔

ایک مقدمہ لکھنے کا خیال ہے وہ ان شاء اللہ کراچی سے واپس آ کر لکھوں گا - امید ہے آپ بخیر ہوں۔ عرض جواب میں تاخیر کے لیے مکرر عذر خواہ ہوں۔

Marfat.com

عزیزی محبوب کو دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
مہر

یوسف طاہر کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔

حاشیہ خط نمبر ۲۵۳

ا۔ یہ ''نوائے سروش'' (شرح دیوان غالب) کا انٹرلیف شدہ نسخہ ہے جس میں آپ نے متعدد اضافے اور ترامیم کی ہیں۔ اس کی نقل کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اب یہ نسخہ بہیہ راقم کے ذخیرہ مہر میں اہم اثاثہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۲۵۴)

سوائے ''جاں نثار'' امرتسر اور ''فروغ اردو'' اور ''جامعہ'' کے کوئی نہیں (ا)۔ میرا خیال منگوانے کا ہے لیکن ایک امکان ہے کہ اواخر جولائی میں خود جاؤں یعنی دہلی۔ اس طرح آسانی ہوگی۔

پنسلیں بھی لایا ہوں اور کیلنڈر بھی۔ کسی روز فرصت ملے تو آپ کا حصہ نکالوں گا ان شاءاللہ۔

یہ سراسر تکلف ہوگا اور اپنے اتنے ''عزیز'' عزیز کو ہرگز ایسی تکلیف نہیں دے سکتا۔ وہ سبزی میرے لیے زہر بن جائے گا۔ البتہ دیہاتی آدمی ہوں، فطرت سراسر دیہاتی ہے۔ کنوئیں کی سبزی کھانے کا لذت شناس ہوں لیکن لاہور کے آب و خاک پر لعنت کہ اس میں بہتر سے بہتر چیز بھی بدترین بن جاتی ہے۔ البتہ گندے نالوں سے پلی ہوئی سبزیوں کے مقابلے میں کنوئیں کے صاف پانی سے پلی ہوئی سبزیاں لذیذ ہوتی ہیں۔

یہ وحدت کالونی بننے اور بربادی پر بربادی لانے سے پیشتر مسلم ٹاؤن کے پاس دیال سنگھ ٹرسٹ کی ایک زمین کم وبیش ایک مربع کے قریب تھی۔ اس پر جھلار کے ذریعے نہر کا پانی لے کر سبزیاں کاشت کی جاتی تھیں۔ میں وہاں سے سبزیاں لے آتا تھا اور اچھرے کے شکاری صبح کے وقت انھیں کھیتوں یا آس پاس کی فصلوں سے بیٹریں پکڑتے تھے۔ میں روزانہ صبح کو کم از کم چار بیٹریں لے آتا تھا اور کھانا مزے سے کھاتا تھا کیونکہ ہمیشہ میرے پاس بھینسیں رہیں۔ دودھ تازہ،

Marfat.com

مکھن تازہ، ملائی، دہی تازہ ملتا تھا۔

وحدت کالونی نے یہ نعمتیں بھی زندہ درگور کر دیں۔ بھینس اب بھی ہے مگر ایک جس پر ماہانہ خرچ اڑھائی سو سے کم نہیں۔ پچھلے دنوں اس نے دودھ دینا بند کیا۔ دو مہینے بچہ دینے میں باقی تھے۔ گائے یا بھینس کے لیے کوشش کی، مطلب کا جانور نہ ملا۔ دس بارہ روز چائے بالکل نہ پی۔ اب ایک روپے سیر کا دودھ صبح کو لیتا ہوں اور بڑی بے دلی سے زہر مار کرتا ہوں۔

کیا کروں؟ پاکستان کا کوئی بھی معاملہ میرے لیے سوءِ اتفاق سے سازگار نہ ہوا۔ ہر اقدام دوسروں کے لیے نعمتوں کا ابر گہر بار ہوگا لیکن مجھ پر اس بادل میں سے بھی صرف بجلیاں ہی گریں۔ شکوہ کرنے سے کیا حاصل ہے؟ تقدیر کو جو کچھ پسند ہے وہ چار و ناچار قبول کیے بغیر چارہ نہیں۔

دودھ ناخالص، سبزیاں گندی، دالیں خراب، گوشت بے لذت، مچھر آرام سوز اور آسودگی کش، مکھیاں کثرت کے اعتبار سے عافیت ربا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن بعض اوقات انوری (۲) کے یہ شعر بے اختیار زبان پر آجاتے ہیں (دیکھیے ایک مصرعہ بھول گیا لیکن اب دیکھوں کہاں لہٰذا تین ہی مصرعے لکھتے ہیں اور اصل مقصود آخری شعر ہے:

ہر بلائے کز آسماں آید

برزمیں نارسیدہ مے پرسد خانۂ انوری کجا باشد

لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں بظاہر بے باکانہ باتیں کرنے کے، حقیقتہً بڑا صابر، قانع، شاکر اور اپنی حالت پر مطمئن ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

حواشی خط نمبر ۲۵۴

۱۔ یعنی غالبؔ نمبر

۲۔ محمد نام اوحد الدین لقب اور انوریؔ تخلص تھا۔ انوریؔ فارسی کا بلند پایہ شاعر تھا۔ ایران میں تین شاعر پیغمبرِ سخن تسلیم کیے گئے ہیں جن میں ایک انوریؔ بھی شامل ہے۔ مشہور ہے کہ:

در شعر سہ تن پیمبرانند ہر چند کہ لا نبی بعدی

ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسیؔ و انوریؔ و سعدیؔ

Marfat.com

اقسام سخن میں انوری کی طبیعت ہجو سے خاص مناسبت رکھتی تھی۔ وہ ہجو میں نہایت دلچسپ اور مفید مضامین پیدا کر لیتا تھا۔ اس بدعادت کے سبب اس نے سارے زمانے کو دشمن بنا لیا تھا۔ اس کی وفات ۵۴۷ھ میں بلخ میں ہوئی۔ مذکورہ مصرع اس طرح ہے:

گرچہ بردیگرے قضا باشد

(فارسی شاعری میں ہجو نویسی از ڈاکٹر محمد شرف عالم خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۲۰۰۳ء)۔

(۲۵۵)

شکریہ۔

دوگونہ شکریہ۔

دیکھا خوب ہے ماشاءاللہ۔

وہ جلدیں (۱) میرے علم کی حد تک اقبالؒ کے پاس نہیں آئی تھیں البتہ ان کی اشاعت روک دی گئی تھی۔ میرے پاس اس اشاعت کا ایک نسخہ ہے جس کا سال طباعت تو اس وقت ذہن میں نہیں اور نہ کرسی سے اٹھنے کی ہمت ہے مگر معلوم ہوتا ہے بانگِ درا کی اشاعت کے بعد چھاپا گیا اور بکتا رہا۔

ضرور دیکھوں گا ان شاءاللہ۔

عزیز مکرم، میں پہلے ہی کر رہا ہوں جیسا کہ ''شاعر'' آپ کے پاس پہنچے گا تو آپ پر واضح ہو جائے گا۔ (۲)

دعاگو

مہر

حواشی خط نمبر ۲۵۵

۱۔ کلیاتِ اقبال مرتبہ مولوی محمد عبدالرزاق عماد پریس حیدر آباد دکن ۱۳۴۳ھ۔

۲۔ ماہنامہ شاعر بمبئی کا غالب نمبر فروری مارچ ۱۹۶۹ء۔ آپ نے مطالعہ کے لیے عاریتہً لیا تھا اور میں نے اس میں حواشی لکھنے کی استدعا کی تھی۔

Marfat.com

(۲۵۶)

دلی شکریہ!

جانی میں اٹھ نہیں سکتا۔ کل خیال ہی نہ رہا۔ صبح کو نکال سکوں گا۔ چاہیں تو کل آدمی بھیج کر منگالیں۔ مجھے دفتر میں کرسی پر بیٹھ کر اٹھنا بالکل مشکل ہے۔

''ماہ نو'' کا شمارہ آپ کے ذکر سے یاد آیا۔ میرے پاس نہیں۔ غالباً یوسف طاہر کے پاس ہے۔ وہ کل صبح آئیں گے تو پوچھوں گا۔ میرے پاس ہے تو وہی بتائیں گے کہ کہاں ہے۔

کتابوں کے نام چند روز میں فرصت پا کر لکھوں گا۔ ان شاء اللہ

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں کیا کہوں کہ عزیزی محبوب کے اس تحفے (۱) سے قلب ممنون پر کیا اثر ہوا، لیکن اس عاجز کے پاس دعا کے سوا کیا ہے۔ آپ کے لیے کئی روز سے روزانہ صبح کی نماز میں دعا جاری ہے اور عزیزی محبوب کے لیے اس وقت سے جب وہ خطوط غالبؔ کی کتابت کے دوران میں وقتاً فوقتاً میرے پاس آتے رہے اور خدا چاہے تو دمِ واپسیں تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ کوئی صبح اس اثناء میں نہیں آئی جب دوسرے عزیزوں اور محبوں کے ساتھ آپ دونوں کو بہترین آرزوؤں کے ساتھ یاد نہ کیا ہو:

از دستِ فقیرِ بے نوا ناید ہیچ
جز ایں کہ بہ صدق دل دعائے بکند

دعا گو

مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۲۵۶

(۱) برخوردار نے ایک خاکہ بخطِ کوفی ''اسد اللہ خان غالبؔ'' تیار کر کے پیش کیا تھا یہ اس کا صلہ ہے۔

Marfat.com

(۲۵۷)

''ماہ نو'' کے متعلق ابھی پتا نہیں مل سکا۔ بہ ہر حال وہ میرے پاس ہے تو یا میرے دفتر میں ہے یا کسی اور جگہ رکھ دیا ہے، وہ لازم مل جائے گا۔ میں نے یوسف طاہر صاحب سے پوچھا کہ وہ بتا دیں کون سے مہینے اور سال کا پرچہ تھا تاکہ تلاشی میں آسانی ہو۔ وہ کہتے ہیں گھر میں پرچہ دیکھ کر بتاؤں گا۔

شرح آسی حاضر ہے۔

دو کتابیں واپس ہیں۔

قطعہ حاضر خدمت ہے۔

دعا گو

مہر

(۲۵۸)

شکریہ۔ آپ جنھیں برص کے داغ کہتے ہیں، میرے لیے وہ قطعے کی فطری روشنی وضیا گستری کی جھلکیاں ہیں۔ مطالعہ ونظارہ کے لیے صرف نقطۂ نگاہ بدل لینا کافی ہے۔ میرا نقطۂ نگاہ معاملات محبت میں کبھی برائی کی طرف گیا ہی نہیں۔ ''محاورۂ غالب'' کے لیے شکریہ۔ ابھی ''شاعر'' باقی ہے۔ آپ کراچی جانے سے پیشتر کسی روز دس منٹ کے لیے آئیں تو میں آپ سے چند باتیں کرلوں۔

''احوالِ غالب'' (۱) میں لے ہی لینا چاہتا ہوں۔ خرید لیجیے۔ ممکن ہو تو ''نقدِ غالب'' (۲) بھی۔ پیسے حاضر۔

وثوقِ صراحت (۳) مل گئی اچھا ہوا۔ لیکن لغو ہے، خیر۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ

مہر

۱۵ رجون ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

میں نے سوچا کہ کتاب دیکھ لوں مطلب کی کوئی بات نظر آئے تو ایک دو روز کے لیے رکھ لوں ورنہ واپس کر دوں۔ دیکھا تو کچھ بھی نہیں۔ لہٰذا شکریے کے ساتھ واپس کرتا ہوں البتہ یہ

Marfat.com

ضرور چاہتا ہوں کہ ''آئینۂ غالب'' کہیں سے مل جائے تو ایک نظر دیکھ لوں۔ اس میں قاضی عبدالودود نے صفیر کے نام غالب کے خطوط چھاپے ہیں۔ قیمتہً بھی مل جائے تو لے لوں گا۔

آئینۂ غالب...... قاضی عبدالودود

مہر

حواشی خط نمبر ۲۵۸

۱۔ احوال غالب مرتبہ ڈاکٹر مختارالدین احمد۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی ۱۹۵۳ء۔

۲۔ نقد غالب مرتبہ ڈاکٹر مختارالدین احمد۔ انجمن ترقی اردو علی گڑھ ۱۹۵۶ء

۳۔ وثوقِ صراحت (شرح دیوان غالب) مولوی محمد عبدالعلی والہ مطبع نامی فخر نظامی حیدرآباد دکن ۱۳۱۳ھ۔

(۲۵۹)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town, Lahore.

۹۔ جولائی ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! جواب میں تاخیر پر پریشان نہ ہوں۔ میری حالت بڑی پریشان کن ہے۔ گرمی بے اندازہ، جسم گرمی دانوں سے پٹا پڑا ہے۔ شام کو اندر چبوترے پر بیٹھتا ہوں تو بار بار پوڈر لگواتا ہوں، ورنہ کھجاتے خون جاری ہو جاتا ہے۔

یقیناً وہ نئے سرے کتاب لکھوانے پر تو ایسی صورت میں آمادہ ہوں گے کہ کم از کم ایک ہزار کتاب نکل جائے۔ باقی کا کچھ حصہ نکلتے نکلتے چار پانسو رہ جائے۔ ورنہ نیا ایڈیشن چھپ گیا تو اسے کون خریدے گا۔

یہ تو ایسی بات نہیں کہ آپ کے خیال مبارک میں نہ آسکے۔ میں نے پوچھا تھا، معلوم ہوا چھپ گئی ہے مگر اس وقت تک چند کاپیاں آئی تھیں۔ مجھے تو کاپیاں فرینکلن سے اس وقت ملیں گی جب ان کے پاس پوری کتاب چھپ کر آجائے۔ پھر مجھ پر بچوں کا اتنا زور ہوتا ہے کہ کہہ نہیں سکتا اور بچے بہ فضل اللہ خاصے ہیں، نہ دوں تو رونا، دوں تو خود کیا رکھوں۔ ''نوائے سروش''

Marfat.com

کی جودو کا پیاں مجھے ملی تھیں، ان میں سے ایک سلام لے گیا دوسری آپ کی نذر کر دی کہ اس کے مستحق تھے- بہت بچے رو رہے ہیں- ہر چند سمجھاتا ہوں نہیں سمجھتے - یوسف طاہر خود ایک جھگڑے کا مرکز ہے۔

میری طبیعت کا کیا پوچھتے ہیں- خیال نہ تھا کہ گرمی اتنی شدید ہوگی- جتنی ہوئی ممکن ہے پہلے بھی اتنی ہی ہوتی ہو اور احساس قدرے کند- اب ضعف کے باعث احساسات تیز ہیں لیکن یقین رکھیں کہ سارا دن آگ تاپتا ہوں، پانی بھی جسم پر ڈالوں تو آگ کی طرح معلوم ہوتا ہے- تازہ پانی لوں تو ڈر رہتا ہے کہ گرمی میں ایک دم شدید سردی لگ جانے سے طبیعت نہ بگڑ جائے۔ یہاں ہر معاملہ باعثِ تشویش- نہ زیادہ گرمی کا تحمل، نہ زیادہ سردی کا اور حالت یہ کہ نہ گرمی میں اعتدال نہ سردی میں۔ میرزا غالبؔ ٹھیک ہی کہہ گئے ہیں:

ہر چہ باشوق ملایم نہ فتد مرگ دل است
ہر چہ برطبع گوارا نہ بود جاں فرساست
خانہ از سیل بیفتد بود ار سیل بہار
آتش از آب بمیرد خرد اگر آب بقاست

یعنی جوشے شوق سے سازگاری پیدا نہ کر سکے، وہ دل کے لیے موت کا پیغام ہے- جو حالت طبع کے گوارا نہ ہو، وہ جان کو گھلا دیتی ہے- گھر سیل سے گر جاتا ہے اگرچہ سیل بہار کا ہو- آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اگرچہ پانی چشمہ آبِ بقا کا ہو۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہرؔ

(۲۶۰)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town Lahore.

۱۲۔ جولائی ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! گرمی دانوں کے نسخے کا شکریہ- کلیم ہمدانی نے لکھا ہے:

Marfat.com

کشندہ تر ز مرض منتِ طبیبان است
خوش است درد بہ شرطیکہ بے دوا باشد

آپ کے لطف و محبت کا تو ہمیشہ شکر گزار رہا مگر تعجب ہے آپ نے یہ خیال نہ فرمایا میں کہاں گاجنی (ہماری زبان میں) گاچی (آپ کی زبان میں) اور ملتانی (اردو میں) جسے "ملتانی مٹی" بھی کہہ لیتے ہیں، پیدا کروں۔ ساتھ صندل سفید باریک پیسوں۔ کوزۂ سفال میں بھگو دوں جب خوب حل ہو جائیں تو بدن پر مل کر پندرہ بیس منٹ میں خشک کروں اور یہ عمل ایک مرتبہ نہیں، کئی دن یا کم از کم دو تین مرتبہ ضرور کروں۔ بھلا ایسا نسخہ میرے کس کام کا؟ میں یہ دردِ سر کیوں کر مول لینے پر دل کو راضی کروں؟ بایں ہمہ شکر گزار ہوں کہ "نسخۂ محبت" ہے۔ استعمال کروں یا نہ کروں اور کروں تو بقدرِ آرزو فائدہ مند ہو یا نہ ہو لیکن محبت کی یادگار تو ہے۔

گلقند ایک مشہور دوا ہے، جو گلاب اور قند کی آمیزش سے تیار کرتے ہیں۔ بعض اور پھولوں سے بھی اسی طرح کام لیتے ہیں۔ خواجہ حافظ کے لیے بھی کسی نے گلقند تجویز کی ہوگی۔ فرماتے ہیں:

قند آمیختہ با گل نہ علاجِ دلِ ماست
بوسۂ چند بیامیز بہ دشنامے چند

گویا قند کے بجائے بوسے اور گل کے بجائے گالیاں ملا کر دے دینا بہتر ہے۔

میرا خیال ہے کہ ابتدا میں کتابیں جلد بک گئی تھیں۔ ایک ہی مہینے میں پانسو کے قریب نسخے نکل گئے تھے۔ مگر قیمت زیادہ ہے جو ہر شخص کی دسترس میں نہیں۔ لہٰذا بعد میں رفتار شاید سست ہو گئی۔ ہزار بارہ سو جب تک نہ نکلیں، از سرِ نو کتابت کرانا اس لیے مشکل ہوگا کہ یا تو اس کے چھپنے میں تاخیر ہوگی یا ان کے چھپے ہوئے نسخے بکنے سے رہ جائیں گے۔ ہمارا نقطۂ نگاہ کچھ ہو لیکن پبلشر کا نقطۂ نگاہ تو ملحوظ رکھنا ہی ہوگا بلکہ وہی مقدم ہے۔ میں ان شاء اللہ کسی وقت بات کروں گا۔ مجھے ایک مقدمہ بھی لکھنا ہے جو "سرودِ رفتہ" (۱) کے مقدمے کی طرح سیر حاصل ہوگا ان شاء اللہ۔

عزیزی شام کا وقت ہے۔ اٹھنے کی ہمت نہیں، میرے پاس شیخ مبارک علی کی چھاپی ہوئی "یادگار" (۲) ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ناقص نہیں، پوری ہے۔ لیکن ممکن ہے میرا احساس یا خیال درست نہ ہو۔ فی الحال اٹھ کر اور کتاب نکال کر دیکھنے اور مقابلہ کر لینے سے معذور سمجھیے۔ کوئی بچہ پاس نہیں جس سے کتاب منگا لوں۔

Marfat.com

اچھا تو صرف پہلا ہی چھاپا ہے، لیکن وہ اب کہاں ملے گا؟ باقی سب میں خامیاں ہیں۔ جن امور میں رائے دینے کا میں مجاز نہیں، اس میں معافی مانگ لینا بہتر ہے۔ میری کیفیت ہمیشہ یہ رہی کہ کتاب دیکھی اور اس کے متعلقات سے کبھی سروکار نہ رکھا۔ یعنی کتاب کہاں چھپی؟ کب چھپی؟

آپ کا رسالہ ''شاعر'' (غالب نمبر) مدت سے میرے پاس پڑا ہے اور میں ہر مرتبہ اسے دیکھ کر شرمندہ ہوتا ہوں۔ جلدی جلدی ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن ختم نہیں ہوتا۔ آپ کسی ذریعے سے اسے منگا دیتے تو آپ کی امانت واپس کر دیتا۔ خود مطمئن رہتا۔ یہی ایک رسالہ ہے جس میں زیادہ تر کام کی چیزیں ہیں۔

اب نسخہ حمیدیہ پر کچھ لکھنے کا خیال ہے۔ اس لیے دو چار روز میں لکھ کر رسالہ آپ کو واپس کر دوں گا، اس سے زیادہ ڈھٹائی اور بے حیائی کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

محبوب صاحب کے لیے دعا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مہر

ہاں میں بھول گیا، چند روز ہوئے ابوسلمان صاحب کا خط آیا تھا۔ انھوں نے آپ کا ذکر جس محبت سے کیا اس کے لیے میں نے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا کہ میرے دو عزیز ملے اور دونوں ایک دوسرے کے مداح ہیں۔ وہ کہتے ہیں عالم صاحب نے باوصف عدم معرفت انتہائی محبت کا ثبوت دیا، میرے لیے تحفہ لائے، جس کا میں مستحق نہ تھا۔ افسوس کہ ایسی پریشانیوں میں انھیں چائے پر بھی نہ بلا سکا۔

میں نے ان کو لکھ دیا تھا کہ عالم صاحب کے کمالات کا حصر میں نہیں کر سکا جو سالہا سال سے ان کا دعا گو ہے، آپ کیا کریں گے؟

مہر

حقیقت یہ ہے کہ ابوسلمان صاحب بہت ہی قابلِ قدر شخص ہیں۔ دیکھیے چند روز پیشتر ان کی والدہ کا انتقال ہوا۔ پھر بچی کو یہ تکلیف پیش آئی۔ پہلے گھر میں علاج کیا جس سے تکلیف بڑھ گئی۔ پھر ہسپتال لے گئے۔ ان کی اہلیہ ہسپتال میں بچی کے پاس ہیں، وہ خود جہاں جہاں کام کرتے ہیں باقاعدہ جاتے ہیں۔ پھر گھر میں بچوں کو دیکھتے ہیں۔ ہسپتال بھی جاتے ہیں۔ باقی معمولات بھی جاری ہیں۔ میرے دل میں ان کے لیے انتہائی تڑپ ہے۔ کئی مرتبہ چاہا کہ کسی طور ان کے لیے

Marfat.com

امداد کی صورت نکلے مثلاً مولانا آزاد مرحوم و مغفور کے متعلق بعض مقالات کی ترتیب کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً کچھ رقم کا انتظام، لیکن وہ ہمیشہ ایسے معاملات کو ٹال جاتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنے ناچیز وسائل کے پیشِ نظر ان کی کیا خدمت انجام پا سکتی ہے۔ آپ مجھ سے بدرجہا زیادہ صائب الرائے، معاملہ فہم اور باتدبیر ہیں، کچھ سوچیے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۲۶۰

۱۔ سرودِ رفتہ (علامہ اقبال کا غیر مدون کلام) مرتبہ مولانا غلام رسول مہر باشتراک صادق علی دلاوری کتاب منزل لاہور ۱۹۵۹ء۔

۲۔ یادگارِ غالب، مولانا الطاف حسین حالی، شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور ۱۹۳۲ء

(۲۶۱)

Ghulam Rasul Mihr

Muslim Town Lahore.

۲۱ر جولائی ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ نے نسخے کی بحث چھیڑ دی۔ مجھے دولت شاہ قاچار (۱) کا ایک نہایت عمدہ شعر یاد آ گیا۔

دردم آں نیست کہ دردم نہ شداز درماں بہ
دردم آن است کہ شرمندہ ز درمانم کرد

یعنی مجھے اس بات کا دکھ نہیں کہ میرے درد کو علاج سے افاقہ نہ ہوا، دکھ اس بات کا ہے کہ اس بدبخت نے مجھے علاج سے شرمندہ کر دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ میرے گرمی دانے رو بہ اضافہ ہیں۔ اب ماشاء اللہ جلد کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر ہاتھ پڑے اور اصل جلد جیسی بھی وہ تھی گرمی دانوں کی صف آرائی سے مزین نہ ہو اور صف آرائی بھی ایسی کہ سوئی بھی گرائی جائے تو وہ گرمی دانوں سے گزرے بغیر جلد تک نہ پہنچ سکے

Marfat.com

گی - ایسے ہی حالات میں میرزا غالب نے کہا تھا:

درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

پھر اس سے ایک حکیمانہ اصول پیدا کر لیا یعنی:

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

• تکلیف کم ہو تو ہر وقت آزار پہنچتا رہتا ہے - کل ہیضے کا ٹیکہ لگوا لیا شام کے وقت ٹیکے کا مقام خاصا دکھ رہا تھا - دکھ آج بھی رہا ہے مگر کم لیکن تکلیف عام ہو جائے تو اس کی خلش، کھٹک اور آزار رسانی غیر محسوس ہو جاتی ہے - ابتداء میں گرمی دانوں پہ تڑپتا تھا، اب دن رات میں پانچ سات دفعہ زور کی کھجلی ہوتی ہے - ہمارے ہاں پشت خار تو رہے نہیں - کوئی ایسا آدمی بھی نہیں کہ ہر وقت انسان پاس بٹھائے رکھے اور پیٹھ کھجلائے تو کہا جائے کہ ذرا کھجلا دو - پھر میرا عمر بھر کا تجربہ یہ ہے کہ کسی کو کھجلانے کے لیے کہا جائے اور مقام بھی بتا دیا جائے تو وہاں کھجلاتا ہے، جہاں کھجلی نہیں ہوتی اور اصل جگہ چھوڑ دیتا ہے - لہٰذا خاصی بے لطفی ہوتی ہے - میرے پاس لوہے کی وہ چھری نما شے پڑی رہتی ہے جس سے کاغذ کاٹتا ہوں، اسی کو اٹھا کر کھجلی کے مقام پر دو چار مرتبہ زور زور سے پھیر لیتا ہوں، کچھ گرمی دانے چھل جاتے ہیں اور یہ ان کا علاج ہے - نئے نکل آتے ہیں - لیکن پیشتر کے دانوں کے چھلنے اور نئے دانوں کے نکل کر درپے آزار ہونے کا معاملہ ایک چیز بن جاتا ہے - اسے آرام بھی کہہ سکتے ہیں اور تکلیف سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں - بہ ہر حال اسی طرح زندگی کے دن گزر رہے ہیں - غور کریں تو اس آزار کا بھی جسے زندگی کہتے ہیں ایسا ہی علاج ہے - کوئی زخم چھیل لیا، کہیں کوئی کانٹا چبھو لیا - کسی دکھ کے علاج کی تدبیر ہو گئی، کوئی دکھ پرورش پا کر مصیبت خیز بن گیا اور اس میں کئی چھوٹے دکھ ناپید ہو گئے -

• یہاں تک لکھ چکا تو خیال آیا کہ اس کلپترہ گوئی سے کیا فائدہ تھا؟ دو سطریں لکھتے اور کوئی دوسرا کام کرتے - دل کہتا ہے کہ تم غلط سوچتے ہو - اگر تمہاری تھوڑی سی خامہ فرسائی سے کسی عزیز کا دل خوش ہو جائے تو تمہارا کیا بگڑے گا؟

مولانا روم فرماتے ہیں:

دل بہ دست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

Marfat.com

کلیم ہمدانی نے اس کا الٹ مہیا کیا ہے کہتا ہے:

گر دل ایں مخزن کین است کہ مردم دارند
ہر کہ یک دل شکند کعبۂ آباد کند

یعنی اگر دل اسی طرح کینے سے لبریز ہیں جیسے کہ لوگوں کے دل نظر آ رہے ہیں تو جو شخص ایک دل توڑتا ہے وہ دراصل کعبہ آباد کرتا ہے۔

لیکن اہل معنی کا شیوہ یہی ہے کہ لوگوں کے دل خوش کرنے کا خیال رکھیں۔ کسی نے کہا ہے:

گیرم کہ ہزار کعبہ آباد کنی
صد مدرسہ وصومعہ بنیاد کنی
گرخرم ازاں غمزدۂ نیست چہ سود؟
جہدے بنما کہ خاطرے شاد کنی

لطف یہ کہ آپ کا یا کسی کا دل خوش ہو یا نہ ہو میری کوشش تو یہی ہے اور حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' کا مطلب یہی ہے۔

اچھا اب اپنے سوالوں کا جواب لیجیے:

ا۔ میرے پاس کئی کتابیں تیار ہیں۔ مثلاً مجموعہ مقالات جن میں ایک کوئی ساڑھے پانسو پونے چھ سو صفحوں کا تھا۔ نیاز صاحب کہتے ہیں ان میں سے غالبؔ، اقبالؔ اور آزادؔ کے متعلق مقالات الگ الگ چھاپے جائیں گے۔ ایک غالبؔ پر، ایک اقبالؔ پر اور ایک آزادؔ پر لکھنا باقی ہے۔ آخر والدہ مرحومہ کے انتقال سے اٹھائیس سال بعد میں نے بھی ان پر ایک مقالہ لکھ دیا۔

۲۔ سیرۃ کے پندرہ باب ہو چکے ہیں اور میں اسے جلد مکمل کر دینے کی فکر میں ہوں۔

۳۔ یوسف طاہر صاحب شخصیات پر میرے مقالات جمع کر رہے ہیں آپ نے بہت ہی اچھا کیا کہ جو کچھ خیال میں آیا ابو سلمان صاحب کو بھیج دیا۔ ان کا ایک مسودہ میرے پاس ہے لیکن نصف سے کم دیکھا ہے اور باقی کے لیے اب وقت نہیں ملتا۔ کیا کروں؟

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ''ماہ نو'' کا جو رسالہ میرے پاس سے گم ہو گیا تھا وہ مل گیا ہے اور میں نے سنبھال کر رکھ لیا ہے۔ تاکہ جب آپ آئیں بطور نذر پیش کر دوں، اگرچہ اصل شے آپ ہی کی ہے۔ میں بے حد محجوب تھا کہ آپ کی ایک چیز مستعار لی اور تلف کر دی۔ پھر پتا بھی نہ تھا کہ کون سا رسالہ ہے۔ ورنہ کہیں سے بھی لے کر حاضر کر دیتا۔

Marfat.com

آپ یہ سن کر بھی یقیناً خوش ہوں گے کہ اب آپ کی عطا کردہ ڈائری (۲) وسط جولائی تک پہنچ گئی ہے۔ خدا چاہے تو جلد مکمل ہو جائے۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ میں نے اس میں کوئی بات ایسی نہیں لکھی جو اہم نہ تھی۔

مزید کیا لکھوں۔ ہاتھ جواب دے رہے ہیں انگلیاں اب تھک جاتی ہیں۔ میرے پاس کوئی مستقل محرر ہو تو اب بھی دس پندرہ صفحے روزانہ کے حساب سے اسے لکھوا سکتا ہوں۔ خود اب زیادہ لکھا نہیں جاتا۔ عزیزی محبوب کو دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہرؔ

حواشی خط نمبر ۲۶۱

۱۔ دولت شاہ قاچار (متوفی ۸۹۲ھ) نویں صدی ہجری کا مشہور فارسی تذکرہ نگار۔ سلطان حسین بایقرا (والی ہرات) کے دربار سے وابستہ تھا۔ اس کا تذکرہ شعراء (تذکرہ دولت شاہی ۱۴۹۸ء) بہت مشہور ہے جس میں دس عربی اور ۱۳۵ فارسی شعراء کے حالات مع انتخاب کلام درج ہیں۔

۲۔ میں نے ایک سادہ ڈائری برائے ۱۹۶۹ء غالبؔ صدی کی مناسبت سے پیش کی تھی تاکہ آپ غالبؔ کے متعلق اس میں متفرق چیزیں جمع کرتے رہیں۔ یہ اسی ڈائری کا ذکر ہے جو آپ نے ۱۷؍اکتوبر ۱۹۶۹ء کو مکمل کر کے مجھے لوٹا دی اور ان معلومات مفیدہ کا نام ''دستۂ گل'' تجویز کیا۔

(۲۶۲)

Ghulam Rasul Mihr

Muslim Town Lahore.

یکم اگست ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

۱۔ میرے پاس نشاندادہ کتاب نہیں اور ہوتی بھی تو اس سے حاصل کیا ہوتا؟ تاریخ کے دامن میں ایسی قوموں کی مثالیں خاصی ہیں، جن کی پوری زندگیاں لفظی بحثوں میں گزر گئیں مثلاً

Marfat.com

حضرت مسیح علیہ السلام نے عشائے ربانی میں جو کچھ استعمال کیا تھا، وہ خون تھا یا نہیں۔ جس نے اس کے خون ہونے کا انکار کیا اس پر کفر کا فتویٰ لگ گیا۔

۲۔ یہ سوشلزم اور اسلام کی بحث (۱) سراسر بے معنی ہے کیوں؟

الف۔ فرض کیجیے کہ علامہ مرحوم نے یہ لفظ استعمال نہ کیا، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام کی بنیادی ضرورتوں سے خدانخواستہ حکومت کو وہ بری الذمہ سمجھتے تھے یا معاذ اللہ اس نظام اقتصادی کو نظام اسلام مانتے تھے جو صدیوں سے یہاں رائج ہے؟

ب۔ فرض کیجیے کہ انھوں نے سوشلزم کا لفظ استعمال کیا تو کیا ان کا مدعا یہ تھا کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے نظام کو ترک کر کے وہ نظام اختیار کر لیں جو بعض سوشلسٹ یا کمیونسٹ ملکوں میں رائج ہے؟

ج۔ فرض کیجیے کہ زید، عمرو یا بکر چینی یا روسی یا ایسا ہی کوئی اور نظام اپنے ہاں رائج کرنے کے درپے ہے اور وہ بہ فضل اللہ مسلمان ہے تو کیا اس بناء پر اسے خارج از اسلام قرار دینا جائز ہوگا؟

د۔ اگر موجودہ نظام اسلامی نظام نہیں، جس پر ہم کم و بیش بارہ تیرہ سو سال سے کاربند چلے آرہے ہیں اور یقیناً یہ اسلامی نظام نہیں، تو چین یا روس کا نظام اختیار کر لینے سے ہم کیوں کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے؟

ہ۔ جہلا یہ کہتے ہیں کہ چین و روس کا نظام دہریت کا نظام ہے حالانکہ جس نظام کی بحث ہے اس کا تعلق محض اقتصادی حالات تک ہے، خدا اور رسولؐ یا دین سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن اگر موجودہ نظام کے برعکس اس میں عوام اطمینان و دلجمعی کی زندگی بسر کریں گے یا ایک حد تک یہ صورت پیدا ہو جائے گی تو کیا وہ حالت و کیفیت فی الجملہ موجودہ حالت و کیفیت سے بہتر نہ ہوگی۔

و۔ اصل سوال نظام کا اتنا نہیں جتنا اس کے مطابق عمل کرنے والوں کا ہے عمل کی یہ حالت ہے کہ ہم انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے دو دو رجسٹر بناتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء نے زکوۃ سے بچنے کے لیے حیلے پیدا کیے، جن کی بنا پر کتابوں میں کتاب الحیل آئی اور حیلوں کو ممنوع و بے اصل قرار دیا گیا۔ اسلامی نظام پر عمل ان لوگوں نے کیا، جو اس آسمان کے نیچے اخلاق حسنہ و فاضلہ کے پیکر تھے اور ویسی جماعت پھر پیدا نہ ہوئی۔ موجودہ عہد کے لوگ اس نظام پر عمل کریں گے تو یقین رکھیں حالت بہتر نہ ہوگی، بدتر ہی ہوگی اور حکومت کو بہ ہر حال اس کے مطابق عمل کرانے کے لیے

Marfat.com

مداخلت کرنی پڑے گی۔ اس وجہ سے عملاً سوشلزم اور اسلام میں فرق نہ رہے گا۔

ز۔ انفرادی ملکیت پر زور دیا جاتا ہے، یہ درست سہی مگر اس کی حد کیا ہے؟ کیا یہاں کی آبادی کی ضرورتوں اور احتیاجوں کا اندازہ کرتے ہوئے یہ حد مقرر کی گئی ہے یا کی جائے گی یا پہلے انفرادی ملکیت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ اسکے بعد قوم کے عوام کی ضرورتوں کا اندازہ کیا جائے گا؟

مولانا مودودی اس قسم کے سوالات پر چراغ پا ہو جاتے ہیں حالانکہ اصل سوال یہی ہیں جن پر ان کے پیش کردہ نظام کی صحت موقوف ہے۔

ح۔ میرے نزدیک معاملہ صاف ہے بحثوں کی ضرورت نہیں۔ ''ازموں'' کے جھگڑے میں پڑنا بے سود و بے نتیجہ ہے۔ یہاں کے باشندوں کی ضرورتوں کے بارے میں یقینی کفالت کا انتظام ہر شے پر مقدم ہے یہی تقاضاے نظام اسلام ہے، یہی تقاضاے نظام فطرت ہے، بحثیں چھوڑیئے اور ان ضرورتوں کی کفالت کا معاملہ سوچیے۔ اس کے سوا جو کچھ ہو رہا ہے اس کا ''مقصد'' یہ ہے کہ کچھ بھی نہ ہو یا سمجھ لیجیے کہ اس کا ''نتیجہ'' یہی ہوسکتا ہے۔

میرے نزدیک تو معاملے کی صورت یہی ہے۔

عبدالقوی دیسنوی نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے، بے معنی ہے (۲) اور حقائق کی صریح تکذیب ہے۔ دراصل وہ دیسنہ کے ہیں جہاں کے مولانا سید سلیمان مرحوم تھے اور یہ عبدالقوی صاحب کا بیان صریح ''بغضِ معاویہ'' ہے۔ سید سلیمان مرحوم نے مولاناؒ کے خلاف کئی شکایتیں پیدا کیں، لیکن کوئی بھی معقول ثابت نہ ہوئی۔ اگر آپ نے ''نقوش'' کا شخصیات نمبر۲ دیکھا ہے تو اس میں مولانا ابوالخیر مودودی کا ایک مقالہ مولانا عبداللہ العمادی مرحوم پر ملاحظہ فرمایئے۔ اس میں سید سلیمان کے سفر حیدرآباد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولانا سلیمان مجھے (مولانا ابوالخیر کو) لے کر مولانا عمادی سے ملنے گئے اور جاتے ہی مولانا آزاد کی شکایت شروع کر دی کہ دیکھیے میرے مضامین مولانا نے اپنا لیے اور مولانا عمادی سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ کے مضامین بھی تو اپنا لیے۔ مولانا عمادی سنتے رہے پھر بولے: اجی چھوڑیئے مولانا! وہ مضمون نہ آپ کے کام کے نہ ہمارے کام کے، اصل شے تو مولانا آزاد کے ساتھ وہ صحبتیں تھیں جو پھر کبھی نصیب نہ ہوئیں (یا جیسا کہا)۔ ایک اور مقام پر مولانا سید سلیمان نے یہ شکایت کی ہے کہ مولانا آزاد ان کے (مولانا سلیمان کے) مضامین میں تصرف بہت کرتے تھے مشہد اکبر نمبر ا کو سید سلیمان ہمیشہ اپنا قرار دیتے رہے۔ اس کی جان صرف ابتدائی حصہ ہے اور وہ مولانا آزاد کا تھا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے محض کیفیت احوال ہے۔ جو مضمون مولانا سید سلیمان کے تھے، وہ ان کے نام سے چھپتے رہے۔ پھر مولانا آزاد

Marfat.com

نے کون سا مضمون اپنایا؟ لوگوں نے ''الہلال'' و ''البلاغ'' کی جلدوں سے مضمون لے کر چھاپ دیے۔ اس میں مولانا آزاد کا کیا قصور ہے؟

اس گھس گھس کے بعد میں پوچھتا ہوں کہ مجھ پر بیسیوں دوسری مصروفیتوں کے علاوہ یہ آپ نے نئی مشقت کیوں پسند فرمائی ہے؟ میرزا غالب نے لکھا ہے۔

میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں؟
مانا کہ تیرے رخ سے نگہ کامیاب ہے

لیکن یہاں تو مشقت موجود ہے اور بقول غالب:

گوشِ مہجورِ پیام و چشمِ محرومِ جمال
ایک دل تس پر یہ ناامیدواری ہائے ہائے

سوالات ہوں یا نہ ہوں، چند روز کے بعد آپ کا آنا ضروری ہے یہ کاغذی شوق ملاقات میرے لیے مصیبت خیز ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ دل کی بات گھس گھس کے باوجود کہی نہیں جاسکتی۔ کیا آپ کو یقین آئے گا کہ آپ کی ڈائری کل ۲۔ اکتوبر پر پہنچ گئی تھی؟ تاہم یہ واقعہ ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

نیز کاتب کے متعلق آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔

مہر

حواشی خط نمبر ۲۶۲

۱۔ علامہ اقبال کے سوشلزم سے متعلق ایک خط کے بارے میں ان دنوں اخباروں میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں، یہ اس کا جواب ہے۔

۲۔ عبدالقوی دیسنوی صاحب نے اپنی کتاب ''ایک اور مشرقی کتب خانہ'' میں لکھا تھا کہ ''الہلال'' کے بعض مضامین سید سلیمان ندوی کے تحریر کردہ ہیں، یہ اس کا جواب ہے۔

(۲۶۳)

باسمہ سبحانہ

فیصلہ دونوں کا ہوگیا۔ آپ ملیں تو معاملہ طے کیا جائے۔

Marfat.com

محبوب احمد صاحب کو کیا لکھنے کے لیے دوں؟ آپ اپنی بعض نادر کتابوں میں سے کوئی مختصر سی کتاب دے دیں تا کہ وہ نقل میرے پاس ایک مزید یادگار کے طور پر رہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زیادہ لکھنا مشکل۔ آپ کی ڈائری آج ۲۶ اکتوبر پر ہے۔

مہر

(۲۶۴)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town Lahore.

۲۔ ستمبر ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کا رسالہ آزاد ہند کا ملیح آبادی نمبر یوسف طاہر آج واپس دے گئے ہیں۔ وہ لے جائیں، منگا بھی سکتے ہیں۔ لیکن طالب دیدار ایسی صورت کیوں پسند کرے جو اس کے لیے مفید مدعا نہ ہو؟ یہ رسالے اور کتابیں لینا اور دینا دراصل میل جول کے بہانے ہیں اگرچہ ایک فریق یا فریقین کو تھوڑی سی زحمت ہو۔

مجھے ملک رب نواز نے لکھا تھا کہ آپ کے بھیجے ہوئے کاتب صاحب آئے تھے مگر نمونہ ساتھ نہیں لائے تھے۔ بہ ہر حال جس طرح چاہیں، طے کر لیں۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ معاملہ ان سے طے کیا جائے، نمونہ دکھا دیا جائے اگر نامناسب نہ ہو۔ کتابت کے متعلق جو کچھ ضروری ہو، اسے وہی ٹھیک سمجھتے ہیں، مجھے تو آپ کی وجہ سے ایک حد تک سہولت کی آرزو ہے۔

اب اپنے سوالات لیجیے۔

۱۔ مجھے علم نہیں کہ گجرات میں ''ماجرا'' کوئی گاؤں ہے۔ جہاں غنیمت کنجاہی (۱) کی محبوبہ یا محبوب رہتا تھا۔ لیکن جتنی فارسی مجھے آتی ہے ''کافر ماجرائی'' سے یہ معنی نہیں نکلتے جو وہ صاحب نکال رہے ہیں۔ ''کافر ماجرائی'' مرکب لفظ ہے جس کا مطلب ہے'' حالت شخصے کہ ماجرایش کفر باشد''۔ اس حالت سے رہائی کے لیے شاعر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں دعا یا

Marfat.com

فریاد کر رہا ہے، مصرعہ بڑا ہی پر تاثیر ہے:

رہائی یا نبی اللہ، رہائی!

۲۔ صحیح لفظ میرے نزدیک ''بیت المقدِس'' ہی ہے۔ مقدّس کہنا ہو تو یا بیت مقدس کہیے یا البیت المقدس یعنی بیتے کہ صفتش مقدس باشد یا القدس الشریف یا بیت اقصیٰ یا البیت الاقصیٰ وغیرہ۔

اور فرمایئے! عزیزی محبوب ایسے وقت میں آیا کہ میں پھنسا ہوا تھا۔ اس بیچارے کے ساتھ اطمینان سے بات بھی نہ ہوسکی۔ اس کا افسوس رہا لیکن کوئی کیا کرے:

بیکاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل
جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں۔ آپ کی ڈائری کا معاملہ مزید ترقی کر گیا، مگر ابھی خالی جگہیں جابجا نظر آتی ہیں اور دو تین صفحے بھی تاحال سفید ہی دکھائی دیتے ہیں، انھیں بھی رفتہ رفتہ اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کیے بغیر دم نہ لوں گا ان شاء اللہ۔

ابھی عصر کی اذان سنی۔ لاؤڈ سپیکر یا میگنی فائر کی وجہ سے ہر مسجد کی اذان دور دور سنائی دیتی ہے۔ شروع شروع میں یہ آلہ نکلا تھا تو اس کے استعمال کے جواز و عدم جواز پر بحثیں ہوتی تھیں۔ اب ائمۂ مساجد کو یہ اتنا پسند آیا ہے کہ تراویح کی قرأت میں بھی اس سے کام لیا جاتا ہے اور جمعہ و عیدین کے خطبات بلکہ عام نمازوں کی قرأت میں بھی جہاں قرأت جہری ہوتی ہے یعنی صبح، مغرب اور عشاء میں۔

مجھے اس میں تامل ہی رہا۔ اذان ندائے صلوۃ ہے یعنی مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے لہٰذا مسجد پہنچو لیکن خطبہ صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو سامنے موجود ہوں۔ اسی طرح قرأت صرف مقتدیوں کے لیے ہے۔ اس کے لیے لاؤڈ سپیکر کا استعمال کس بناء پر جائز ہوسکتا ہے؟ کوئی سمجھائے تو کہیں گے کہ تم قرآن پڑھنے اور سننے میں متامل ہو؟ لیکن حقیقتاً یہ قرآن سنانا نہیں بلکہ یا تو لوگوں کو خواہ مخواہ گنہگار بنانا ہے یا خود اس کلام مقدس کی عظمت و تقدیس سے بے پروا ہو جانا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ گرمیوں میں رمضان شریف آ گیا اور میرے اطراف میں کم و بیش تین مساجد ہیں، جن میں تراویح کی نماز ہوتی تھی اور بیس رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ میں صحن

Marfat.com

میں سوتا تھا۔ ہلکی سی آواز بھی کان میں آجائے یا خفیف سی روشنی کی جھلک بھی نمایاں ہو تو نیند نہیں آتی اور قرأت کی آواز اس طرح میرے کان میں آتی تھی گویا قرآن میرے پاس پڑھا جا رہا ہے۔ یہ امر میری نیند میں خرابی کا باعث بنتا اور صبح تین ساڑھے تین بجے اٹھنے پر اثر پڑتا۔ کئی مرتبہ سوچا کہ شاید یہ طریقہ صحیح نہیں، لیکن زبان ہمیشہ بہ لحاظ ادب بند ہی رکھی۔ اب جی چاہتا ہے اطمینان قلب کے لیے کسی عالم سے فتویٰ طلب کروں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہؔر

اس سلسلے میں ایک لطیفہ ہے جو پھر کبھی لکھوں گا۔

عزیزی محبوب کو دعا۔

حاشیہ خط نمبر ۲۶۴

۱۔ عہد عالمگیری کے فارسی کے معروف نازک خیال شاعر محمد اکرم متخلص بہ غنیمتؔ کنجاہی کی مثنوی ''نیرنگ عشق'' میں ایک شعر ہے:

اسیرم کرد کافر ماجرائی
رہائی یا نبی اللہ رہائی

جس کے متعلق ایک صاحب نے بتایا کہ ماجرا گجرات کا ایک گاؤں تھا جہاں غنیمتؔ کنجاہی کسی کی زلف گرہ گیر کا اسیر تھا اور حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا۔ مولانا نے اس شعر کی جو تشریح کی ہے نعت کے حوالے سے یہی قابل ترجیح ہے۔ یاد رہے کہ غنیمتؔ کے والد نذر محمد کنجاہ کے مفتی تھے اور حاجی نوشہ گنج بخش کے مرید و خلیفہ۔ غنیمتؔ کا مزار کنجاہ میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

(۲۶۵)

Ghulam Rasul Mihr
Muslim Town Lahore.

۱۵ر ستمبر ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! جواب کیا لکھوں؟ اول میں بیمار ہو گیا، پھر اسی دور میں میرے نہایت عزیز

Marfat.com

دوست شیخ نیاز احمد صاحب کی بیگم کا انتقال لندن میں ہو گیا جہاں شیخ صاحب انھیں علاج کے لیے لے گئے تھے (۸۔ اگست ۱۹۶۹ء کو) دل کی تکلیف تھی۔ پہلی مرتبہ اس مرحومہ کا آپریشن لندن میں ۱۹۵۶ء میں ہوا تھا اور خدا نے اپنی رحمت سے انھیں جلد سے جلد شفا عطا کر دی تھی۔ اب ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ دوسری مرتبہ آپریشن ہونا چاہیے۔ شیخ صاحب اس کے لیے تیار ہو گئے لیکن دل سے راضی نہ تھے۔ گئے، ہسپتال میں داخل ہوئے۔ اس مرتبہ آپریشن کا سلسلہ آٹھ گھنٹے مسلسل جاری رہا۔ پھر انھیں ایسی جگہ رکھا گیا جہاں حد سے زیادہ احتیاط تیمارداری کے لیے کی جاتی ہے۔ ۲۷ اگست کو آپریشن ہوا تھا۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ دو تین ہفتوں کے بعد انھیں ''خطرے سے باہر'' قرار دیا جا سکے گا۔ میں یہاں دن گن رہا تھا۔ افسوس کہ تیرھویں دن وہ بے ہوشی ہی کے عالم میں اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ میرے تعلقات ان سے حد درجہ عزیزانہ تھے۔ شیخ نیاز احمد، ان کی بیگم بچوں اور عزیزوں بلکہ پورے خاندان کو میں اپنے عزیز ترین اقرباء سمجھتا ہوں، ظاہر ہے کہ اس صورت میں میرے لیے جتنے رنج و قلق کی منزل پیش آئی اس کا بیان ممکن نہیں۔ ذرا طبیعت سنبھلے تو لکھوں۔

''مہریہ'' (۱) نام کچھ نہیں کچھ اور تجویز ہونا چاہیے۔

مہر

عزیزی محبوب کو دعا۔

حاشیہ خط نمبر ۲۶۵

۱۔ مولانا مہر کے مکاتیب گرامی کے مجموعہ کا نام ''مہریہ'' تجویز کیا تھا۔ جواب ''گنجینۂ مہر'' کے نام سے آپ حضرات کے زیر مطالعہ ہے۔

(۲۶۶)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! اللہ تعالیٰ کے اس عطیہ بہیہ (۱) پر دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔ اللہ ہر حال میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ بہترین حالات میں رکھے نومولود اور تمام متعلقین کو اپنی رحمت سے نوازے۔ آمین۔

میری طبیعت ایسی نہ رہی کہ اپنے آپ کو صحت مند کہہ سکتا۔ ہفتے کے روز پھر تکلیف عود کر

Marfat.com

آئی - کل پیشاب، خون اور سٹول کے ٹیسٹ لے کر ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا۔ دوائیں تجویز کرا کے لے آیا۔ آپ کے آدمی کو کسی نے بتایا نہیں، میں صرف تھوڑی دیر کے لیے گیا تھا۔

اخبار کا شکریہ۔

نام کئی ذہن میں آئے اور اوزان مختلف تھے لیکن محبوب اور فاروق کے وزن کا خیال رہا۔ سوچ سوچ کر ''منظور احمد'' بہترین معلوم ہوا اور منصور بھی لیکن منظور کو محبوب سے اک گونہ مناسبت ہے۔

فی الحال طبیعت میں کچھ سوچنے کی ہمت نہیں۔ امید ہے میرے حالات کے پیش نظر آپ نظر عفو رکھیں گے۔

دعا گو

مہر

عام قاعدہ یہ ہے کہ رات کو دن سے پہلے رکھا جاتا ہے کیونکہ پہلے تاریکی تھی پھر طلوع آفتاب سے دن کا آغاز ہوا۔ اس اعتبار سے رات کے آغاز کو اگلے دن میں شمار کیا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں میرے علم کی حد تک دن کا آغاز رات کے بارہ بجے کے بعد ہوتا ہے۔ اس وجہ سے جو بچہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب میں نو بجے پیدا ہوا، اس پر ۱۹ کا اطلاق ہوگا ۲۰ بارہ بجے کے بعد شروع ہوئی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۶۶

۱۔ یہ راقم کے تیسرے فرزند کی ولادت کا ذکر ہے۔ نام منصور احمد ہی رکھا گیا۔

(۲۶۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

۱۔ ''عہد نبوی کے میدانِ جنگ'' میرے پاس ہے اس کی ضرورت نہیں۔ (۱)

۲۔ ''وثائق'' بالکل مطلوب تھی۔ یہ چند روز میرے پاس رہے گی۔

۳۔ سیرت نمبر اور چھوٹی کتاب (مکتوبات ومعاہدات) میں نے دیکھنے کے لیے رکھ لی ہیں۔ جلد واپس کر دوں گا ان شاء اللہ۔ مہربانی کا بے حد شکریہ اور دعا:

Marfat.com

از دستِ گدائے بے نوا ناید ہیچ
جزایں کہ بہ صدق دل دعائے بکند

باقی خیریت۔

آپ ملنے میں بعض اوقات تاخیر کر دیتے ہیں تو دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہے کہ میں اپنے عزیزوں کو خواہ مخواہ تکلیف دینے کا نہ عادی ہوں اور نہ اسے پسندیدہ سمجھتا ہوں لیکن بعض اوقات صرف صورت دیکھنے اور چند باتیں کرنے کے لیے مضطرب ہو جاتا ہوں۔ اگر آپ کے گراں قدر مشاغل میں کوئی خلل نہ ہو تو وقتاً فوقتاً زیارت کراتے رہیے، اگرچہ تھوڑے وقت کے لیے ہو:

عشق است و صد امید نظیریؔ گناہ نیست
تو ہم بگوے یک سخن از آرزوے خویش

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء

آپ کا
مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۲۶۷

ا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (متوفی ۱۷ دسمبر ۲۰۰۲ء) کی مشہور کتاب۔

(۲۶۸)

شکریہ آپ کا اور مالک رام صاحب کا۔ آپ میری طرف سے شکریہ لکھ دیں۔

میرے پاس فی الحال فرصت نہیں۔

کیا مالک رام صاحب کا پہلا پتا بدل گیا؟

آپ کی کتاب مجھے نہیں ملتی، وہ کہاں سے ملے گی۔ اس کی ضرورت ہے۔

اگر غالبؔ کی کتاب منظور ہے تو وہ بھی۔

مزید چند روز لگیں گے۔

میرے پاس اس کے دو نسخے ہیں کیا یہ کوئی نئی چیز ہے؟

Marfat.com

(۲۶۹)

۱۳ نومبر ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کتابوں کے لیے شکریہ۔

۱۔ ''تحریر'' کے مطالعے میں چند روز لگیں گے اور ''اعلان الحق'' جو نمبر ۵ میں درج ہے اس کے منگانے کا انتظام فرمادیں تو عنایت ہوگی۔ (۱)

۲۔ شاعر (بمبئی کا غالب نمبر) واپس بھیج رہا ہوں۔

۳۔ خط میں لکھ دوں گا صرف اکبر علی خاں کے خط کا انتظار ہے۔

۴۔ کٹڑہ ''ہدو'' میری سمجھ میں نہیں آیا، یہ ''ہندو'' تو نہیں؟

۵۔ ارض القرآن کا نقشہ (۲) بالکل بے کار، بے سود اور لغو ہے۔ مسجد ضرار مدینہ منورہ کے جنوب میں مسجد قباء کے پاس جانب شرق تھی۔ اس کے کھنڈر میں نے ۱۹۲۵ء میں دیکھے تھے۔ اسے مدینہ منورہ کے شمال میں خاصے فاصلے پر دکھایا گیا ہے۔ یہی کیفیت دوسرے مقامات کی ہے لیکن کچھ وقت اس پر ضرور صرف کروں گا کہ شاید میری مشکلات حل ہو جائیں۔ باقی خیریت۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

محمد عالم مختار حق صاحب

(دتی)۔

حواشی خط نمبر ۲۶۹

۱۔ ''تحریر'' علمی مجلس دہلی کا تماہی رسالہ تھا جو مالک رام کی زیر ادارت ۱۹۶۷ء سے چھپنا شروع ہوا۔ اس کے پانچویں شمارہ برائے ۱۹۶۸ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کا رسالہ فیض مقالہ ''اعلان الحق'' شریک اشاعت ہے۔ مولانا کو یہی رسالہ ''اعلان الحق'' مطلوب تھا۔

۲۔ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور کے قرآن نمبر (جلد دوم) کے آخر میں نقشہ ارض القرآن دیا گیا ہے۔ میرے نسخہ کے نقشہ میں آپ نے ایسے دس مقامات کی نشاندہی کی ہے جو غلط دکھائے گئے ہیں۔

Marfat.com

(۲۷۰)

۱-۱۱-۶۹

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! یہ آپ نے مجھے کانوں پر گھسیٹنے کا سلسلہ کیا شروع کر رکھا ہے؟ استفسارات کا جواب دینا لوازم میں سے سہی لیکن کیا میں ویسے کم لکھتا ہوں کہ آپ نے مزید لکھوانا اپنے لیے فرض قرار دے لیا ہے؟

۱۔ اس مضمون کا چھپنا میرے لیے بھی تعجب انگیز ہے لیکن ذمہ داری نہیں۔ مدیر ''حمایت اسلام'' ہیں وہ غالباً اس وجہ سے دوسرے مضمون کی اشاعت پر مجبور ہوئے کہ وہ صاحب انجمن کے رکن ہوں گے یا ان سے مضمون حاصل کر لیا گیا ہوگا۔

۲۔ لیکن مضمون نگار نے ''شکوہ'' والے اجلاس اور ''شمع اور شاعر'' والے اجلاس میں امتیاز قائم نہیں رکھا۔ میں کالج کا طالب علم تھا اور ریواز ہوسٹل میں رہتا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ جلسہ کہاں ہوا تھا؟ یہ بھی جانتا ہوں کہ اس میں کیا صورت پیش آئی تھی؟ حضرت علامہ اس وقت بھی میرے سامنے اسی حالت میں کھڑے ہیں جس طرح انھوں نے آج سے ۵۸ سال پیشتر ''شکوہ'' پڑھا تھا۔ ''شمع اور شاعر'' باہر گراؤنڈ میں پڑھی گئی تھی۔ اس وقت برانڈرتھ روڈ پر جسے کیلیاں والی سڑک کہتے تھے گراؤنڈ کے ساتھ ساتھ عمارتوں کی وہ قطار نہ تھی جو اب نظر آتی ہے۔ سڑک کالج کے برآمدے سے نظر آتی تھی اور جس طرف اب مسجد مبارک ہے ادھر کالج کا سٹیڈیم تھا اس کے ساتھ لائبریری تھی۔

۳۔ ''شمع اور شاعر'' کے لیے جو سٹیج بنی تھی، وہ اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال کے ساتھ تھی۔ وہاں اس سال میں نے بھی ایک نظم پڑھی تھی۔ جس کا عنوان تھا ''فریاد امت بحضور سرور کائنات''۔ اس میں حضرت علامہ کی نظم ''ابر گہر بار'' کے تمام بندوں پر بند لکھے تھے اور وہ اب تک میرے پاس موجود ہے۔ انجمن کی کارروائی میں بھی چھپ گئی تھی۔ حضرت علامہ نے ''شمع اور شاعر'' پوری کی پوری گا کر پڑھی تھی۔ چھ بند سلطان احمد کی صدارت میں اور چھ بند فقیر افتخار الدین کی صدارت میں۔ دونوں میں جھگڑا ہو گیا تھا، دونوں چاہتے تھے کہ علامہ کی نظم اس کی صدارت میں ہو۔ انجمن کو دونوں سے روپیہ ملنے کی امید تھی۔ فیصلہ یوں ہوا کہ پہلے چھ بند سلطان احمد کی

Marfat.com

صدارت میں پڑھے جائیں اور یہ اجلاس نماز عصر سے پہلے ہو۔ پھر عصر کے لیے جلسہ ملتوی کیا جائے، آخری چھ بند فقیر صاحب کی صدارت میں پڑھے جائیں۔ اسی لیے علامہ نے نظم سے پیشتر یہ شعر پڑھے تھے:

ہم نشینِ بے ریایم ازرہِ اخلاص گفت
اے کلام تو فروغ دیدۂ برناو پیر
درمیان انجمن معشوقِ ہرجائی مباش
گاہ باسلطان باشی گاہ باشی با فقیر
گفتمش اے ہم نفس معذور مے دارم ترا
درمیانِ امتیازِ ظاہری ہستی اسیر
من کہ شمعِ عشق را در بزمِ جاں افروختم
سوختم خودرا و سامانِ دوئی ہم سوختم

''شکوہ'' گا کر پڑھا ہی نہیں جا سکتا تھا، اسی طرح ''جواب شکوہ'' بھی موچی دروازے کے باہر تحت اللفظ پڑھا گیا تھا۔ میرے نزدیک وہ بیان صحیح نہیں اور اپنے بیان کی پختگی و محکمی پر مجھے یقین ہے۔ انجمن کی کارروائی مل جائے تو اس سے تصدیق ہو جائے گی۔

اس رسالے (میں) اور بھی نوادر ہیں لیکن میں کیا کیا لکھوں۔

میرے پاس سیرت کی اردو کتابیں کون سی ہیں۔ جغرافیائی معلومات کے لیے میں نے خدا جانے کہاں کہاں سرگردانی قبول کی مگر کچھ نہ ملا۔ حنین کا صحیح مقام متعین نہ ہو سکا کیونکہ کسی بھی نقشے میں یہ یا اس سے آس پاس کے مقامات نہیں ملتے۔ ان کے علاوہ فاصلے کا تعین بھی ممکن نہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ کا بیان بھی کم از کم مجھے درست معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے سلطان عبدالحمید والا نقشہ بھی نکال لیا ہے۔

کل لائبریری سے میجر محمد اکبر خاں کی ''حدیث دفاع'' منگائی۔ کارآمد ثابت نہ ہوئی۔ آج چار مزید کتابیں منگائیں۔ غزوات نبوی (تاج کمپنی) رسولؐ میدان جنگ میں (واجد رضوی) غزوات نبوی (مصطفیٰ خاں) اور ایک کتاب غزوات کے متعلق مرتبہ عنایت اللہ وارثی۔

باقی کتابیں یہ ہیں:

۱۔ سیرۃ النبیؐ — مولانا شبلی مرحوم
۲۔ رحمتہ للعالمین — مولانا سلیمان منصور پوری مرحوم

Marfat.com

۳- اصح السیر — مولانا عبدالرؤف داناپوری مرحوم

۴- سیرۃ خاتم النبین — میرزا بشیر احمد (قادیاں)

۵- سیرۃ نبوی - — مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ

۶- البدایہ والنہایہ (عربی)

۷- سیرۃ ابن ہشام

۸- بخاری، مسلم و دیگر کتب صحاح ستہ خصوصاً سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ - انگریزی کی متعدد کتابیں - سیرۃ ابن اسحاق کا انگریزی ترجمہ مع حواشی -

نقشوں کے لیے عہد نبوی کے میدان جنگ، آثار المدینۃ المنورہ طبع اول وطبع دوم، معجم البلدان - وفاء الوفا -

بہر حال آپ ضرور فہرست تیار کریں، لیکن میری کتاب کے لیے تو شاید موزوں نہ ہو - مقامات کے تعین ہی میں تاخیر ہوئی - یہ لکھ دینا سہل ہے کہ حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے، لیکن میں یہ لکھ کر مطمئن نہیں ہوسکتا - یہ لکھ دینا بھی سہل ہے کہ موتہ شام میں بلقا کے اس طرف ہے (سیرۃ النبیؐ) یا ''موتہ شام میں بلقا کے اوائل میں ہے'' (اصح السیر) بہر حال کچھ نہ کچھ لکھوں گا ان شاء اللہ -

ایک معاملہ عجیب پیش آیا، آپ نے سیاسی وثائق کے علاوہ ایک چھوٹی سی کتاب بھی بھیجی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیفہ بہت عمدگی سے درج کیا گیا تھا۔ میں نے اسے سنبھال کر کتابوں میں رکھ دیا تھا - تین روز سے اس کی تلاش میں ہوں، کہیں نہیں ملتی ۔ کچھ پتا نہیں چلتا کہاں رکھی گئی کوئی اسے لے جا نہیں سکتا تھا، کیونکہ آج رکھی اور کل نکالنی چاہی تو نہ نکلی - اسی طرح کئی کتابیں اوپر نیچے ہوگئیں ۔ چار پانچ روز ہوئے میں نے اپنی ایک کتاب نکالی، دیکھی پھر بھول گیا کہ کہاں رکھی گئی ۔ الماریوں میں ڈھونڈتا پھرا۔ رات بچے سے ذکر آیا تو اس نے بتایا کہ وہ تو آپ نے پاس کی الماری میں رکھی تھی چنانچہ وہ نکل آئی ۔ بچے نے اسے رکھتے وقت دیکھ لیا تھا - اس چھوٹی سی کتاب کا پتا نہیں چلتا اور میرا کام رکا ہوا ہے ۔ مجھے اس کا نام بھی یاد نہیں رہا۔ شاید مکتوبات نبوی (۱) یا معاہدات نبوی تھا، دیوبند کی چھپی ہوئی تھی - نام معلوم ہو جاتا تو دوسرا نسخہ منگا لیتا ۔

لکھنے والے کو کئی پریشانیوں سے سابقہ پڑ جاتا ہے کیا کیا جائے؟

امید ہے آپ بخیر ہوں ۔ میرا دن شہر میں صرف ہوا۔ شام دو دوستوں کی نذر ہوگئی -

Marfat.com

باقی وقت آپ کا خط لے گیا کہیے اور کیا کہوں؟

آج اتفاق سے حامد علی خاں صاحب (۲) کو ایک شعر سنایا، وہ سن کر حیران رہ گئے کہ دیکھیے ہمارے ہاں کیسی کیسی چیزیں موجود ہیں، جو دوسروں کے ہاں نہیں مل سکتیں۔ شعر یہ تھا:

من گنگ خواب دیدم و عالم تمام کر
من عاجزم زگفتن و خلق از شنیدنش

یعنی میں نے خواب دیکھا اور گنگا ہوں بول نہیں سکتا۔ سارا جہان کانوں سے بہرا ہے میں وہ خواب بتانے سے عاجز ہوں اور دنیا سننے سے محروم ہے۔

عزیزی محبوب احمد کو دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۷۰

ا۔ نام ''مکتوبات نبوی'' ہی ہے مرتبہ سید محبوب رضوی۔

۲۔ حامد علی خاں (متوفی ۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء) مجلس یادگار غالب پنجاب یونیورسٹی کے لیے دیوان غالب کا تحقیقی متن مرتب کیا جو ۱۹۶۹ء میں چھپا۔ اس کی کتابت جناب سید نفیس الحسینی کی مرہون منت ہے۔ آپ مولانا ظفر علی خان (مدیر زمیندار) کے برادر اصغر تھے۔ آپ ممتاز شاعر، ادیب، محقق، مترجم، ڈائریکٹر مکتبہ فرینکلن، مدیر ماہنامہ ہمایوں، مخزن اور الحمرا۔ آپ کے علمی وادبی مضامین کا مجموعہ ''نفائس ادب'' کے عنوان سے دارالتذکیر اردو بازار لاہور ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا۔ جو جعفر بلوچ اور زاہد علی خاں کی مشترک کاوش کا نتیجہ ہے۔

(۲۷۱)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم!

اکبر علی خاں صاحب کو ضرور لکھوں گا۔ میں ان کی طرف سے جواب کا منتظر ہوں البتہ اس وجہ سے پریشان ہوں کہ وہ کتابیں دہلی کیوں کر پہنچائیں گے۔ دہلی پہنچا دیں تو اور ذریعے بھی ہیں۔ سوچ رہا ہوں۔ بالفعل ان کے جواب کا انتظار ہے۔

Marfat.com

ارض القرآن کے نقشے کی تصحیح کیوں کر ہو؟ جہاں ایک مقام کی عمارت کو مستقل مقام فرض کر لیا گیا، وہاں اور کس بات کی امید خیر ہو سکتی ہے۔ البتہ جو بدیہی غلطیاں ہیں، ان کی نشان دہی ضرور کر دوں گا ان شاء اللہ۔

خورشید کی ''غالب'' (۱) ابھی کھول کر نہیں دیکھی۔ البتہ ''تحریر'' میں مالک رام صاحب کا ایک مضمون مولانا آزاد مرحوم ومغفور کے ابتدائی دور کے متعلق (۲) دیکھ لیا اور جا بجا غلطیوں کی تصحیح کر دی یا اپنی معلومات کے مطابق نوٹ لکھ دیے جو مولانا کی بتائی ہوئی معلومات پر مشتمل تھے۔

میرزا سجاد بیگ صاحب کی ''الفہرست'' نام کی کتاب کا مجھے علم نہیں۔

غالب کی اچھائی برائی دیکھنے کے بعد عرض کروں گا اور اس کے منگانے کے لیے دل میں کوئی اضطراب نہیں۔ اچھی ہوگی خدا دے دے گا نہ ہوگی تو خیر، پریشان ہونے سے کیا حاصل ہے۔

سیرۃ (۳) قریب التکمیل ہے۔ میں نے کل شام کو تبوک پر چھ باب مکمل کر دیے ان میں سے اڑھائی ابواب مولانا کے ہیں۔ ۱/۲-۳ میرے۔

اب موتہ کی فکر میں ہوں۔ کل ان شاء اللہ حنین وطائف، پھر دو تین باب رہ جائیں گے اور میں کتاب از نو مرتب کر کے پڑھنا شروع کر دوں گا تاکہ حوالہ کاتب ہو جائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہر

صدف را آبرو غیر از گہر نیست
شجر، سنگ است گر او را ثمر نیست
بجز ایماں بہ پیغامِ محمدؐ
شبِ تاریکِ انساں را سحر نیست

مہر

حواشی خط نمبر ۱۷۲

۱۔ غالب از خورشید الاسلام انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ ۱۹۶۰ء

۲۔ یہ مضمون تحریر نمبر ۵ میں ہی شریک اشاعت ہے۔

۳۔ یعنی ''رسول رحمتؐ''۔

Marfat.com

(۲۷۲)

۲۶ مارچ ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کی تکلیف فرمائی کا شکریہ۔ مجھے اب تک یہی وہم ہے کہ اس حدیث کا ایک ٹکڑا کسی دوسری حدیث کے سلسلے میں بخاری میں آیا ہے میں نے پڑھا ہے ممکن ہے یہ وہم ہو۔

تفسیر ابن کثیر میں ''بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ'' مل گیا۔

میرے پاس ابن ماجہ کا وہ نسخہ نہیں جس کا حوالہ مولانا حنیف نے دیا۔ بہتر ہوتا وہ کتاب اور باب کا حوالہ دیتے۔ میرے پاس مطبع فاروقی دہلی کا نسخہ ہے۔ خدا کا نام لے کر اس کی ورق گردانی شروع کی۔ اس کے پانچویں صفحے کے اواخر میں یہ ٹکڑا مل گیا۔ یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ وہ مولانا حنیف کے فرمائے ہوئے ٹکڑے سے مختلف ہے۔ اس حدیث کا راوی اول عرباض بن ساریہ ہے۔ اسی میں یہ ٹکڑا آیا ہے۔

قال (رسول اللہ ﷺ) قدتر کتکم علی البیضاء لیلھا کنھا رھا

جو عبارت مولانا نے نقل کرائی وہ نہیں ملی۔ میں جس حدیث کا حوالہ دے رہا ہوں، وہ باب ''اتباع سنت الخلفاء الراشدین المھدیین'' میں ہے۔

میرے نقل کردہ ٹکڑے اور مولانا کے بتائے ہوئے ٹکڑے میں معنی کا اختلاف نہیں۔ ''دن اور رات ایک جیسے ہوں۔'' کہا جائے یا ''اس کی رات دن جیسی ہو'' کہا جائے دونوں کا مطلب ایک ہے۔ میں صرف اپنا اطمینان چاہتا ہوں، بشرطیکہ آپ کو زحمت نہ ہو۔

سنا ہے مولانا نے شاہ ولی اللہ کی کوئی کتاب چھاپی ہے۔ آیا یہ درست ہے؟ نئی اور غیر مطبوعہ کتاب ہو ایک میرے لیے لے لیجیے اور پیسے مجھ سے وصول کیجیے۔

''زمیندار'' ۱۹۲۹ء کا ہے اور چھ مہینے کا فائل ہے۔ یہ صرف یاد کی بناء پر کہہ رہا ہوں اگر ان صاحب کا ذوق مائل بہ ''زمیندار'' ہے تو وہ یقیناً ''ستارۂ صبح'' روزنامہ کے فائل کا ذوق بھی رکھتے ہوں گے۔ میرے پاس جو فائل ''ستارۂ صبح'' کا ہے اس کے آغاز کے کچھ پرچے غائب ہیں لیکن اختتام مکمل ہے یعنی آخری پرچے موجود ہیں۔ قیمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

ریسرچ والے لینا چاہتے ہیں۔ مجھے صرف فہرست بنا کر دینی ہے تا کہ قیمتیں طے ہو

Marfat.com

جائیں۔ پہلے بھی انھوں نے اپنے مطلب کی چیزیں جمع کی تھیں اور دس ہزار دیے تھے۔ میں بیس ہزار سے کم میں دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ اب جو چیزیں نکلیں گی وہ پہلے سے زیادہ ہیں اور نیاز صاحب کو میں نے قیمت کے باب میں حکم مان لیا ہے بلکہ مختار کل۔

نیاز صاحب کہتے ہیں کہ کتابوں کی فہرست بھی بنوادو۔ میں نے انھیں کو کتابوں کا مختار کل بنادیا ہے۔ وہ میری زندگی ختم ہونے کے بعد جس طرح چاہیں گے فروخت کردیں گے اور جس بات میں میرے بچوں کا مفاد سمجھیں گے، اس کا انتظام فرمادیں گے۔

ایوب قادری صاحب (۱) سے کہیے کہ فہرست چھپ گئی ہے۔ میں نے ایک کاپی چھپی ہوئی دیکھی تھی۔ اب معلوم نہیں کہاں رکھی گئی۔ اس میں اخباروں کے متعلق اجمالی ذکر پر اکتفا ہے۔ تفصیلی ذکر نہیں کیا گیا۔ بڑی بڑی جلدیں ایک سو آٹھ ہیں۔ پورا انقلاب اور ۱۹۲۱ء سے مارچ ۱۹۲۷ء تک ''زمیندار'' یعنی میرے ایڈیٹری کا دور۔

یہ فہرست ریسرچ سوسائٹی سے ملے گی (۲)

آپ کوئی انتظام کریں کہ کاتب صاحب نیاز صاحبؒ سے بات کر کے کام شروع کردیں۔ اب جو حصہ باقی رہ گیا ہے میں ان شاء اللہ اسے جلد پورا کردینا چاہتا ہوں۔ تبوک اور موتہ مع متعلقات ختم ہوگئے فتح مکہ مع متعلقات تیار ہے۔ مدینہ کی ابتدائی زندگی میں صرف دو باب لکھنے والے ہیں۔ خندق آج مکمل ہوجائے ان شاء اللہ - بدر اور احد لکھے ہوئے ہیں۔ صرف یہ دیکھنا ہے کہ ان میں کہاں کہاں اضافے ہوں گے۔ پھر بڑے ابواب میں سے حدیبیہ، خیبر اور وفات رہ جائیں گے۔ کتابت شروع کرانے میں تامل کیوں ہو؟ صرف مقدمے کے باب چار ہیں اور اتنے ہی غالباً میلاد کے ہیں- پھر نبوت کا بیان بہت طویل ہے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۲۷

۱۔ محمد ایوب قادری ڈاکٹر محقق مترجم، صدر شعبہ اردو کالج کراچی- ''اردو کے ارتقاء میں علماء کرام کا حصہ'' پر ڈاکٹریٹ کی۔ کئی کتابوں کے مصنف و مترجم ۲۵ نومبر ۱۹۸۳ء کو ٹریفک کے حادثہ میں جان بحق ہوئے۔

۲۔ فہرست کا نام ''List of Mihr Collection'' مطبوعہ ۱۹۶۹ء ہے۔

Marfat.com

(۲۷۳)

۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری زندگی بہت ہی سخت پریشانیوں کی ہے۔ کل شہر گیا، شیخ نیاز صاحب سے ملاقات چیت ہوئی۔ میں ہجرت تک سیرت مرتب کر چکا ہوں۔ صرف ایک مرتبہ پڑھ لینا چاہتا ہوں۔

غزوۂ خندق پرسوں لکھنا شروع کیا تھا۔ کل کچھ نہ ہو سکا۔ اب کاغذ نکالے تو بارھواں صفحہ لکھ رہا ہوں اور ابھی ایک دو صفحے اور ہوں گے۔ اسے ختم کیے بغیر دوسرا کام شروع کروں تو یہ ذہن سے اتر جائے گا اور مجھے دوبارہ سب کچھ لکھنا پڑے گا۔ یہ بھی چاہتا ہوں کہ اس کے بعد بدر اور احد پڑھ لوں، اگر نوٹوں میں اضافہ ضروری ہو تو کرلوں۔

پھر خیبر، حدیبیہ، حنین اور وفات کے ابواب رہ جائیں گے۔ بعدازاں ہجرت کے بعد سے مدنی زندگی کا آغاز ہوگا۔ بڑے ابواب مکمل ہوں گے۔ بیچ کے سریات کی تلخیص جہاں جہاں ضروری ہوگی، کردوں گا اور دوسری کتاب شروع ہو جائے گی اِن شاءاللہ۔

شیخ صاحب کل کہتے تھے کہ کم ازکم ایک صفحہ لکھ کر مجھے (نیاز صاحب کو) ضرور دکھایا جائے۔ اس کا انتظام کیوں کر فرمائیں گے؟

غرض میں ان تینوں کاموں سے فارغ ہو کر ہجرت سے آخر تک کے صفحات پڑھ جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ کہیں کوئی جھول تو نہیں رہ گئی۔ پھر چند روز میں باقی مرتب کر کے آپ کے حوالے کر دوں گا۔

ایک کاتب سیر انبیاء کے لیے بھی مطلوب ہوگا غالباً وسط دسمبر تک اِن شاءاللہ۔ پھر میں ڈائری (ا) لکھوں گا یعنی اقبالؒ کے ساتھ ملاقاتوں کی کیفیت۔ اس میں دو تین مہینے لگیں گے۔ خدا کرے کہ حسب توقع وہ پوری ہو جائے۔

کتابیں ایک نظر دکھا ضرور دیجیے۔ میری کتابیں یونیورسٹی سے آ گئی ہیں۔

ا۔ خطوطِ غالب دو جلد

۲۔ فارسی قصائد و مثنویات ایک جلد

Marfat.com

۳۔ متفرقات یعنی رباعیات وقطعات ایک جلد

یہ بندھی رکھی ہیں۔ ذرا فرصت ہوگی تو تینوں نسخے کچھ لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا، ان شاءاللہ۔ بھائی وہ دیوبند والی کتاب نہیں ملتی، مکتوبات ومعاہدات کہیں سے عاریۃً دو تین روز کے لیے مل جائے تو میرا کام ہوجائے۔ پھر میں کتابوں کی فہرست بنوانی شروع کروں گا۔

شیخ نیاز احمد چاہتے ہیں کہ کتابوں کی فہرست الگ بنوادوں اور جو رسالے، اخبار، کانفرنسیں، خطبے وغیرہ ریسرچ سوسائٹی کو دیئے ہیں، ان کی فہرست الگ بن جائے۔ انھوں نے منظور کرلیا ہے کہ ترتیب سیرت کے بعد جتنا بھی کام لکھنے کا ہو، وہ یوسف طاہر اس وقت میں کردیں، جو سیرۃ کی نقل کے لیے تھا۔ باقی وقت میں میرے مضامین نقل کریں یعنی چھ سات گھنٹے گھر پر کام کرنے کے بجائے آدھا وقت میرے پاس صرف کریں۔ میں انھیں کتابیں لکھواتا جاؤں۔ پھر وہ گھر جاکر نقل کا کام کریں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۷۳

ا۔ ڈائری کو تفصیلاً لکھنے کی آپ کو عمر نے مہلت نہ دی البتہ اس ڈائری کی نقل (اشارات) "اقبالیات" مرتبہ امجد سلیم علوی۔ مہر سنز پرائیویٹ لمیٹڈ مسلم ٹاؤن لاہور ۱۹۸۸ء کے آخر میں نقل کردیے گئے ہیں۔

(۲۷۴)

۴-۱۲-۶۹

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کاتب صاحب میرے پاس آئے تھے۔ چند سطریں لکھ رکھی تھیں۔ کہتے تھے ملک رب نواز کو دکھا آیا ہوں شیخ نیاز صاحب کی طرف نہیں گیا، میں نے کہا تھا کہ انھوں نے تاکید کی تھی۔ وہ کہتے تھے جاؤں گا مگر آج صبح نیاز صاحب آئے تھے۔ معلوم ہوا نہیں گئے۔ مجھے ان کی لکھائی اچھی معلوم نہیں ہوئی تھی۔ لیکن آپ کی نسبت میرے لیے زبان بندی کا حکم تھی۔

Marfat.com

ہماری جھولی میں اور کوئی متاع بیشک نہ ہو لیکن شرافت تو ہے جس نے ہمارے لیے ہر فعل و عمل کے حدود مقرر کر رکھے ہیں ان سے تجاوز نہیں ہوتا۔ کہتے تھے ڈیڑھ دو ہفتے میں آؤں گا گویا عید کے بعد۔

اچھا کیا کتاب خرید لی۔ آپ کے جانے کے بعد ہی مجھ پر ایک اور بلا آپڑی یعنی نسخہ امروہہ (۱) آ گیا۔ اکرام، حمید احمد خاں اور طفیل صاحب (۲) آئے۔ کل ۲/۱-۳ بجے الفلاح میں کوئی تقریب ہے وہاں غالباً کچھ پڑھنا ہوگا۔

طفیل صاحب ہی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عرشی صاحب کے صاحبزادے کو نوٹس دے دیا گیا ہے۔ وہ کتاب چھاپنے کے مجاز نہیں رہے، یہ معلوم نہیں کیوں کر؟

اب میں اکبر علی صاحب کو لکھوں تو حقیقت کا پتا چلے بہ ہر حال میرا کام مزید دو روز کے لیے ملتوی ہو گیا۔ جو کتابیں آپ دے گئے تھے ان کا اندازہ نہ تھا۔ رکھ کر بہت افسوس ہوا۔ اب جب آپ آئیں لے جائیں۔

کتاب خرید لی اچھا کیا۔ آپ جب تشریف لائیں، قیمت خدمت والا میں پیش کر دی جائے گی۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا

مہر

خط نمبر ۲۷

۱۔ نسخہ امروہہ یعنی دیوان غالب بخط غالب کا وہ نسخہ جو امروہہ میں غالب صدی کے موقع پر دریافت ہوا۔ مگر طباعت کی اولیت کا سہرا مدیر نقوش محمد طفیل کے سر رہا۔ انھوں نے اسے نقوش کے غالب نمبر (۱) میں ۱۹۶۹ء میں مع اضافہ ۱۳ تصاویر از صادقین مشتمل بر اشعارِ غالب شائع کر کے غالب دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا جبکہ انڈین ایڈیشن تا حال مقدمات کی زد میں ہونے کے سبب ریلیز نہیں ہو سکا۔

۲۔ طفیل صاحب (متوفی ۴، جولائی ۱۹۸۶ء) -معروف ادیب، منفرد خاکہ نگار، عہد ساز رسالہ نقوش کے مدیر، جنرل سیکرٹری پاکستان رائٹرز گلڈ- آپ کے خاکوں کی کتب کے نام درج ذیل ہیں:
جناب، آپ، صاحب، مجی، مخدومی، محترم، مکرم، معظم

Marfat.com

(۲۷۵)

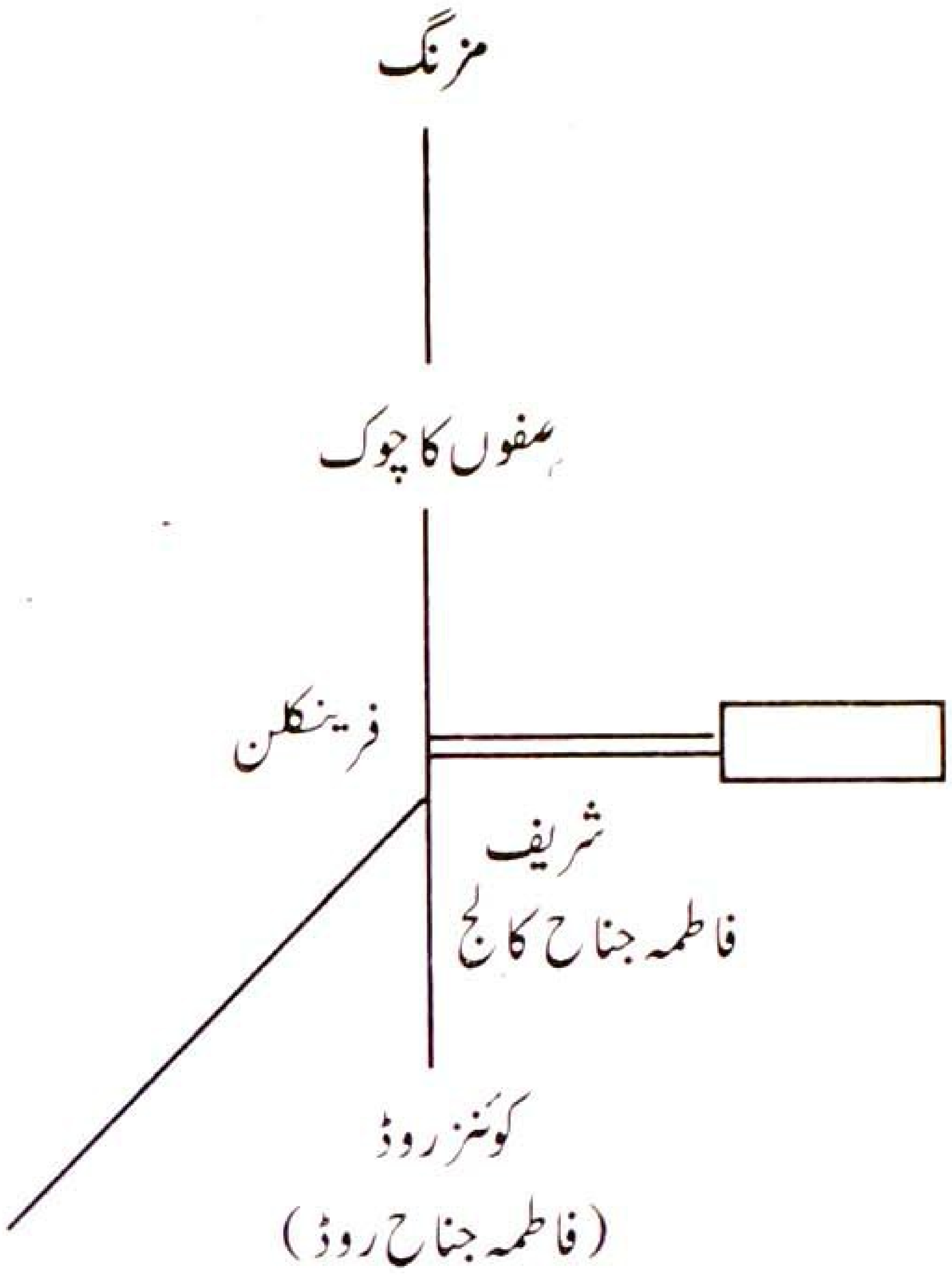

دستخط کر دیے۔

مولانا (عبدالقادر قصوری) کے زیادہ سے زیادہ حالات میری کتاب ''سرگزشت مجاہدین'' میں آگئے ہیں۔ مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا محی الدین احمد قصوری نے حالات لکھنے شروع کیے تھے۔ لیکن وہ بیمار ہو گئے۔ حالات تو غالباً مکمل کر چکے ہیں تاہم مرحوم کے سیاسی کارناموں کی کوئی کیفیت اب تک لکھ نہیں سکے۔ وہ گرمیوں میں کوئٹہ چلے گئے تھے۔ جہاں ان کے ایک عزیز اونچے عہدے پر ہیں۔ وہاں جاتے ہی پہلے دل کا دورہ ہوا، پھر نمونیا ہو گیا۔ بڑھاپا ان بیماریوں پر مستزاد۔ کوئی دس بارہ دن ہوئے میں ان سے ملنے کے لیے گیا تھا۔ بڑی تکلیف اٹھا کر باہر آئے حالانکہ میں صرف طبیعت پوچھ کر لوٹ آنا چاہتا تھا۔ کہتے تھے کہ ذرا سنبھل جاؤں تو اطلاع دوں گا تاکہ سیاسی مشاغل کا حصہ بھی پورا ہو جائے۔ وہ مزنگ روڈ پر رہتے ہیں جہاں پہلے مسلم انشیورنس کمپنی کا دفتر تھا اور شریف صاحب رہتے تھے اس کے پاس ایک سڑک اندر جاتی ہے اور سیدھی ان کے مکان میں داخل ہو جاتی ہے لیکن فی الحال ان کے لیے باہر نکلنا یا سب کچھ بتانا غالباً مشکل ہو۔

Marfat.com

مولانا عبدالقادر بہت بڑے اور عظیم المنزلت انسان تھے۔ محض عربی فارسی پڑھ کر وکالت کا امتحان دیا۔ اصل وطن ضلع گوجرانوالہ کا ایک گاؤں دلاور تھا۔ قصور میں ایک تحصیلدار نے ابتدائی دور میں ایک مقدمے کے سلسلے میں مولانا کی بحث سنی اور التماس کی قصور میں پریکٹس شروع کریں۔ چنانچہ بہت جلد کامیاب وکیل ہو گئے۔ لاکھوں روپے کمائے ہائی کورٹ میں پیش ہوتے تھے۔ فوجداری اور دیوانی دونوں میں یکساں کمال حاصل تھا۔ ترک موالات کے ساتھ ہی وکالت چھوڑ دی لیکن لوگ قانونی مشوروں کے لیے ان کے پاس آجاتے تھے۔ وکیل بھی قانونی مشورے ان سے کرتے تھے اور بیرسٹر بھی۔

ذاتی اخلاق اور پابندی دین میں اپنی مثال آپ تھے۔ اپنے فرزند مولانا محمد علی قصوری مرحوم کو ولایت بھیجا اور وہ انجینئر بن کر آئے۔ عمر پہلے سیاسیات میں صرف کی پھر کاروبار کرتے رہے۔ وہ بھی بے مثال انسان تھے۔

اپنے بھتیجے کو ڈاکٹری کے لیے ولایت بھیجا۔ وہ واپس آکر رام پور میں رئیس کے خاص ڈاکٹر بن گئے۔

مولانا کی وجہ سے ان کا پورا خاندان دینی قومی خدمات کے لیے وقف ہو گیا۔ جمعیۃ دعوت و تبلیغ کے نام سے ایک جماعت قائم کی جس کے مولانا محی الدین اور مولانا عبداللہ (مرحوم مولانا کے چھوٹے بھائی) اصل کارکن تھے۔ ملیبار کے ماپلوں پر آفت آئی تو جو حیرت انگیز کام اس جمعیۃ نے انجام دیا اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ جب تک مولانا عبدالقادر کے پاس اپنا روپیہ تھا وہ ہر قومی کام کے سلسلے میں اپنا اور ساتھیوں کا کرایہ خود ادا کرتے رہے۔ جب روپیہ ختم ہو گیا تو خاموش بیٹھ گئے۔

دیانت کا یہ عالم تھا کہ کم و بیش دس برس مجلس خلافت پنجاب کے صدر رہے۔ لاکھوں روپے سرمایہ خلافت سے مہمانوں کی خاطر داری پر صرف ہوئے مگر مولانا عبدالقادر:

۱۔ ناشتا اپنے پیسوں سے کرتے

۲۔ کھانا اپنے بھائی کے ہاں کھاتے

۳۔ لفافے، کارڈ اور خط لکھنے کے کاغذ اپنے لاتے۔

غرض ایک دمڑی بھی قومی سرمایے سے نہ لی اور نہ خرچ کی حالانکہ گاندھی، موتی لال نہرو، مولانا آزاد، حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی سب مولانا عبدالقادر کا انتہائی احترام کرتے تھے۔

Marfat.com

عقیدۃً مولانا اہل حدیث تھے اور ان کا پورا خاندان اہل حدیث ہے۔ ترک موالات سے پیشتر کوئی ربع صدی تک تحریک مجاہدین سے وابستہ رہے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ نومبر ۱۹۴۲ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔ قصور میں انھیں دفن کیا گیا۔ محمود علی قصوری بیرسٹرایٹ لاء مولانا کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔

مہر

''ہوامع شرح حزب البحر''(۱) میرے پاس ہے مگر اس وقت ملی نہیں ورنہ بھیج دیتا۔ شاہ ولی اللہ کے سوانح میں مشہور کتاب مولوی رحیم بخش کی ہے۔ ''حیاتِ ولی'' اس میں ہوامع شرح حزب البحر کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اور کسی کتاب سے میں آشنا نہیں۔

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۷۵

۱۔ ہوامع شرح حزب البحر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ہے۔

(۲۷۶)

۱۶۔ دسمبر ۱۹۶۹ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! واہ کیا ذہول ہے۔ مولانا عبداللہ مولانا عبدالقادر کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ منجھلے عبدالحق تھے، جو آخری عمر تک گوجرانوالہ میں وکالت کرتے رہے۔ چند سال ہوئے ان کا انتقال ہوا۔ جنید اور شبلی ان کے صاحبزادے تھے۔

مولانا عبداللہ کو دینیات میں خاصا درک حاصل تھا، ان میں مربیّت کا پہلو غالب تھا۔ نوجوان اکثر ان کے مکان پر جاتے رہتے تھے، انھیں اچھی باتیں سناتے، اچھی تربیت فرماتے اور بعض اوقات ان کی خواہش کے مطابق اکابر لاہور سے ملنے کے لیے بھی لے جاتے۔ مثلاً حضرت علامہ اقبال کے پاس۔

جب جمعیۃ دعوت وتبلیغ قائم ہوئی تو مولانا عبداللہ کو صدر بنایا گیا اور مولانا محی الدین احمد سکرٹری مقرر ہوئے۔ پونا اور جنوبی ہند خصوصاً ملیبار میں زیادہ تر کام مولانا محی الدین احمد کرتے رہے اور صدارت کے فرائض مولانا عبداللہ انجام دیتے رہے۔

Marfat.com

جب جمعیۃ دعوت وتبلیغ کے لیے سرمایہ ختم ہو گیا تو اسے بند کر دیا گیا۔ مولانا عبداللہ نے یکی دروازے کے اندر ایک مکان کرایے پر لے رکھا تھا۔ اسی کے بیرونی کمرے اور برآمدے میں لوگوں سے ملاقاتیں کرتے تھے۔ ہمیشہ ایک جمگھٹا ان کے ہاں رہتا تھا۔ پھر انھوں نے مصری شاہ میں مکان بنا لیا تھا اور اس میں منتقل ہو گئے۔ ان کے فرزندوں نے ملازمت کر لی۔ مولانا عبدالقادر مرحوم کے فرزند احمد علی کی شادی مولانا عبداللہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جس طرح مولانا عبدالحق کے فرزند ڈاکٹر جنید کی شادی مولانا عبدالقادر کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ (لیکن یہ صاحبزادی اوائل شباب ہی میں انتقال کر گئی) اور ڈاکٹر جنید نے ولایت سے واپس آ کر، جہاں انھیں مولانا عبدالقادر نے بھیجا تھا، دوسری شادی کر لی۔

مولانا عبداللہ مرحوم ملازم بھی رہے تھے۔ سکول میں پڑھاتے تھے اور غالباً ہیڈ ماسٹر بھی ہو گئے تھے۔ میں نے جب انھیں دیکھا (۱۹۲۲ء) تو وہ ملازمت چھوڑ چکے تھے۔ بڑے خوش اخلاق، خندہ جبیں اور شفیق و مخلص بزرگ تھے۔ مولانا عبدالقادر مرحوم کے خاندان کی فطری خصوصیات ان میں بھی نمایاں تھیں اور ان کے بھائی مولانا عبدالحق میں بھی۔ لاہور میں ان کا انتقال ہوا۔ سال وفات یاد نہیں (۱) یہ بھی یاد نہیں کہ تقسیم سے پیشتر یا بعد۔ اگر پیشتر ہوا تو تقسیم کے قریب، بعد ہوا تو تقسیم سے کچھ عرصہ بعد۔ آپ چاہیں تو محمود علی صاحب قصوری بیرسٹرایٹ لاء کو فون کر کے پوچھ لیں۔ چاہیں تو میرا نام لے دیں کہ وہ پوچھتا ہے۔ مولوی احمد علی کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ یہ دو تین سال پیشتر کا واقعہ ہے تاریخ یاد نہیں۔ ان کی تاریخ وفات بھی پوچھ لیں، نیز مولانا عبدالقادر کی معین تاریخ وفات (۲) جو مجھے یاد نہیں۔ البتہ ۱۹۴۲ء یاد ہے۔ اس وقت محمود علی صاحب لٹن روڈ پر بہاول پور والوں کی کوٹھی میں رہتے تھے۔ میں کئی بار مولانا کی علالت میں وہاں گیا۔ جب جاتا دیر تک گفتگو فرماتے رہتے۔ طبیعت زیادہ خراب ہونے کی اطلاع ملی تو جب بھی گیا۔ وفات کے بعد نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ پھر ان کی میت قصور لے گئے۔ وہاں نہ جا سکا۔ میں نے انقلاب میں ان پر ایک زبردست مقالہ لکھا تھا۔

لفٹنٹ کرنل مرزا نجم الدین کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں۔ نام کی وضع قطع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نجم الدین احمد ہوں گے اور لوہارو والوں میں سے ہوں گے۔ ان کے پاس یقیناً کوئی بیاض ہو گی۔ اغلب ہے نواب علاء الدین احمد علائی کی بیاض ہو یا اس کی نقل۔ اس میں سے دو تین چیزیں چھپ چکی ہیں۔ مثلاً وہ نظم جو سکنر صاحب (Skinner) ایلگزانڈ سکنر کی طرف سے شراب

Marfat.com

کا تحفہ ملنے پر میرزا نے لکھی تھی کوئی نادر چیز شاید اس میں نہ ہو۔ نیز کوئی کاروباری آدمی ان سے بات کرے تو ممکن ہے آمادہ ہو جائیں۔ مجھے نہ ایسی باتوں کا سلیقہ اور نہ اتنا وقت کہ لکھت پڑھت کروں۔ یہ کام مزاج کے مطابق بھی نہیں۔ البتہ بیاض یا اس کی نقل مل جائے تو ایڈٹنگ کا کام کر سکتا ہوں اور بس غالبؔ ٹکٹ میں نے دیکھا تو تھا لیکن یہ یاد نہیں کہ اس کا کوئی نمونہ میرے پاس ہے یا نہیں۔ ہو بھی تو ایک ٹکٹ مرحمت فرمانے میں آپ کو پرسش فرمانے اور مین میخ نکالنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ آپ کے لیے کتابوں کا سٹ سیرت سے قدرے فارغ ہو کر نکالوں گا ان شاء اللہ۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مہرؔ

(واضح رہے یہ خط کل بعد عصر لکھنا شروع کیا تھا صرف پانچ سطریں لکھی تھیں۔ پھر اقبال شیدائی (انقلابی) (۳) اچانک آ گئے۔ بعد ازاں ایک اور عزیز۔ مزید وقت گزرنے پر شورش اور ان کے دو دوست تشریف لے آئے۔ وہ اٹھے تو طفیل صاحب مدیر ''نقوش'' آ گئے۔ آج صبح پہلا کام یہی کیا)۔

۶۹-۱۲-۱۷

حواشی خط نمبر ۲۷۶

۱۔ مولانا عبداللہ مرحوم کا سال وفات ۱۹۴۹ء ہے۔ حتمی تاریخ وفات مشخص نہیں ہو سکی۔

۲۔ مولانا عبدالقادر قصوری کی معین تاریخ وفات ۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء ہے۔

۳۔ محمد اقبال شیدائی (متوفی ۱۳، جنوری ۱۹۷۴ء) مجاہد انقلاب، کارکن تحریک خلافت و ہجرت، مولانا عبیداللہ سندھی کے قریبی ساتھی، رہنما انڈیا انڈیپنڈنٹ لیگ کابل۔ مصنف انقلابی کی سرگزشت۔ یہ بالاقساط روزنامہ امروز لاہور میں ۷۰-۱۹۶۹ء میں چھپتی رہی۔ غالباً کتابی صورت اختیار نہ کر سکی۔

(۲۷۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری حالت خراب ہے۔ دن کا بیشتر حصہ گزشتہ تین چار روز میں ضائع ہوتا رہا۔ بہ ایں ہمہ دس فل سکیپ صفحے باریک خط میں یہود مدینہ پر لکھے گئے۔ اب حدیبیہ جاری ہے۔

Marfat.com

گویا خیبر، حنین اور وفات رہ جائیں گے۔

کل بھی، دن ضائع ہوگا کیونکہ ہفتہ ہے۔ پرسوں چودھری ظفر اللہ خاں صاحب (۱) سابق وزیر خارجہ پاکستان، میاں عبدالعزیز (۲) مالواڈہ بیرسٹرایٹ لاء اور بعض خاص اصحاب کے ساتھ اس عاجز کو دوپہر کا کھانا کھانا ہے۔ یہ دن بھی ضائع گیا۔ جلد ختم کرتا ہوں خدا مدد فرمائے۔

اصہار غالب (۳) واپس بھیج رہا ہوں۔ اردو ادب ایک دو روز میں ختم کروں گا۔ پھر ڈاکٹر خورشید الاسلام کی کتاب۔ ''سب رس'' آپ نے نہیں بھیجا۔ محبوب کب تک آئے گا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

حواشی خط نمبر ۲۷۷

۱۔ چودھری ظفر اللہ خان (متوفی یکم ستمبر ۱۹۸۵ء) سابق وزیر خارجہ پاکستان، قادیانی رہنما۔ مختلف اوقات میں جج عالمی عدالت انصاف ہیگ، صدر عالمی عدالت انصاف، صدر جنرل اسمبلی اقوام متحدہ رہے۔ قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور خودنوشت ''تحدیث نعمت'' کے عنوان سے لکھی۔

۲۔ میاں عبد العزیز مالواڈہ (متوفی ۲۸، جولائی ۱۹۷۱ء) نامور فوجداری وکیل، کارکن تحریکِ پاکستان، سیاستدان، صدر پنجاب پراونشل لیگ، میئر لاہور، بانی انجمن اسلامیہ ہوشیار پور، صدر مسلم انشورنس کمپنی (ان کے تفصیل حالات کے لیے ملاحظہ ہو میاں عبدالعزیز مالواڈہ از محمد انور امین۔ ترقی پسند تحریک پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء)

۳۔ اصہار الغالب۔ صاحبزادہ ناصر الدین احمد خاں عرف خسرو مرزا یسوی دہلی ۱۹۶۹ء۔

(۲۷۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! غلطیوں کے بارے میں مجھے کچھ یاد نہ دلائیے۔ یہ کتاب پھر نہیں چھپے گی۔ آپ ایک نسخہ اس کا اور ایک نسخہ نیاز صاحب والے مکاتیب کا درست کر کے اور مجھے دکھا کر نیاز صاحب کو دے آئیے۔ میں آپ کو وہاں سے ایک نسخہ ان کا چھپا ہوا دلا دوں گا اور ایک نسخہ ان مکاتیب کا اور دے دوں گا۔

Marfat.com

میں نے سب کچھ درست کیا لیکن پریس میرے بس میں نہیں تھا۔ وہاں اہتمام نہ ہو سکا
اب اپنے دل کو کیوں تکلیف و پریشانی میں ڈالوں۔

۲۔ ''پس منظر'' میری زبان پر تو بہ فک اضافت ہے۔ اسی طرح پیش نظر اور فارسی میں یہ عام ہے۔ اگر کوئی تکلفاً پس منظر کہنا چاہے تو اس کی مرضی۔ اردو لغت میرے پاس نور اللغات ہے۔ اس میں یہ لفظ ہی نہیں نکلا۔

۳۔ تفسیر والا خیال اچھا ہے مگر پورا کون کرے گا؟ رمضان شریف میں ایک مرتبہ قرآن کا دور ضرور کرتا ہوں۔ اگر آیندہ رمضان تک زندہ رہا تو ضرور دور کروں گا۔ اس میں مختلف چیزیں سامنے آ جاتی ہیں۔ سیرت سے نجات ہو تو وقتاً فوقتاً قرآن کی تلاوت کر سکتا ہوں۔ مولانا کی کتاب پر نیز بعض دوسری کتابوں پر لکھے ہوئے حواشی میرے پاس ہیں۔ انھیں بھی دیکھ سکتا ہوں۔ ان شاء اللہ بات کریں گے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

(۲۷۹)

۱۴-۳-۷۰

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں آپ کے خط کا پہلا حصہ سمجھ نہیں سکا۔ میرا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ آپ پر ایک نیا بوجھ ڈال دوں۔ مطلب یہ تھا کہ جو غلطیاں نظر آئیں انھیں درست کرتے جائیے۔ مجھے جزء جزء اطلاع دینے سے کیا فائدہ ہوگا۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

یہ بھی عجیب معاملہ ہے کہ لوگوں نے اصل دیکھ کر سب کچھ لکھا ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ محض اصل دیکھ لینا تصحیح کا ضامن نہیں۔ مبیش داس (۱) مرحوم نے اصل دیکھا مگر اتنی اصلاح نہ کر سکے:

خاک نمناکم تو باد بہار
نہ توانی مرا ''ز جابردار''

اے علائی زمن چہ مے خواہی
زحمت خویشتن چہ مے خواہی

''زجابردار'' کی جگہ ''زجابردن'' ہی لکھا۔

مجھے معلوم ہے کہ ''مآثر الامراء'' (۲) کئی جگہ ہے مگر اس کی قیمت زیادہ ہے۔ میں پانسو اس پر خرچ نہیں کرسکتا۔ خصوصاً اس لیے کہ وہ علمی کام کے لیے ضروری ہے اور میں اب علمی کام کر ہی نہیں رہا۔ یعنی ایسے علمی کام جن میں مآثر الامراء کی ضرورت ہو۔ اس کا ترجمہ پھر ہوگیا ہے۔ ایک جلد میرے پاس آگئی ہے۔ باقی دو جلدیں بھی آجانی چاہییں۔ دیکھیے خریدنی ہوگی تو وہ بیس تیس میں خرید لیں گے۔

نظیری اور عرفی ایران کے مجھے مطلوب ہیں بشرطیکہ ذرا عاریتہً مل جائیں۔ یہاں کے چھپے ہوئے میرے پاس ہیں ان کی ضرورت نہیں۔

اور کیا لکھوں۔ ہفتے کی شام ہے میں شہر سے بہ تاخیر آیا۔ لائبریری سے ایک کتاب لینی تھی۔ یعنی قبائل عرب کا سائیکلو پیڈیا جو حال ہی میں مصر سے آیا ہے، تین جلدیں۔ وفود کے باب میں قبائل کے مقام و محل کی کیفیت کسی نے بھی نہیں لکھی الا ماشاء اللہ۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ پہلو بھی نسبتہً زیادہ واضح ہو جائے۔ والا مر بیدا للہ تعالیٰ۔

آپ پیر یا منگل کو آئیں تو آپ کو ایک چیز دکھاؤں۔ سید انیس شاہ (۳) جیلانی بہاول پور (محمد آباد، ضلع رحیم یار خان) والے مجھ سے کوئی بارہ چودہ سال سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے انھیں لکھا کہ آپ اپنے مجموعہ خطوط کی نقل مجھے بھیج دیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ان کا پس منظر لکھ دوں۔ انھوں نے منقولہ خطوط کی تین جلدیں بھیج دیں، جن کی تعداد ۱۹۶ ہے اور بعض خطوط خاصے طویل ہیں۔ دو اڑھائی سو صفحے کی کتاب بن سکتی ہے۔ میں روزانہ انھیں وقت نکال کر پڑھ رہا ہوں ابھی ایک جلد ختم ہوئی ہے۔ دوسری شروع ہے اور یہ صرف ایک فرد ہے۔ میرے ہزاروں خطوط اطراف ملک میں گئے۔ یہ سارا مجموعہ اکٹھا ہو تو ایک ہزار صفحے سے زیادہ کا ہو۔ خدا کی شان ہے۔ انسان اور مجھ ایسا عاجز انسان بھی خدا کی رحمت سے کیا کچھ کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم دیکھ کر سر بے اختیار عجز و نیاز سے جھک جاتا ہے۔

عزیزی محبوب کے لیے دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

Marfat.com

دعا گو

مہرؔ

حواشی خط نمبر ۲۷۹

۱۔ یہ مہیش پرشاد ہیں جنھوں نے خطوط غالبؔ مرتب کیے اور ۱۹۴۱ء میں ہندوستانی اکیڈمی صوبہ متحدہ الہٰ آباد سے شائع کیے۔

۲۔ مآثر الامراء (تین جلد) نواب صمصام الدولہ شاہنواز کی تصنیف ہے جو بہ تصحیح مولوی عبدالرحیم مطبع اردو گائیڈ کلکتہ سے ۱۸۸۸ء میں چھپی۔ اس کا اردو ترجمہ پروفیسر محمد ایوب قادری (متوفی ۲۵ نومبر ۱۹۸۳ء) نے کیا جو مرکزی اردو بورڈ لاہور سے ۱۹۶۸ء میں چھپا، مولانا کا اشارہ اسی ترجمہ کی طرف ہے۔

۳۔ مذکورہ خطوط بعنوان ''خطوط'' المہر وحدت روڈ لاہور سے ۱۹۸۳ء میں چھپ گئے۔ مکتوب الیہ خود صاحب طرز ادیب ہیں۔ والد کی قائم کردہ مبارک اردو لائبریری کے مہتمم ہیں۔ اور حیرت شملوی اکادمی کے بانی۔ بعض کتابیں مرتب اور تصنیف کیں۔ مرتبات میں معاصرین مبارک، مبارک نامے، مبارک شاہ کے نام، محفلے دیدم دیوان حیرت شملوی جبکہ مصنفات میں سفر نامہ مقبوضہ ہندوستان، نیاز فتح پوری آدمی غنیمت ہے شامل ہیں۔ وہ سچ کہنے میں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہیں اور بمصداق

ہر کسے را دامنِ تر ہست اما دیگراں
باز مے پوشند و ما در آفتاب انداختیم

اپنے میں منفی قدروں کی تشہیر میں بھی خفت محسوس نہیں کرتے۔ یقین نہ آئے تو ان کی مبارک لائبریری کے آرگن ''لالہ صحرا'' برائے جنوری ۲۰۰۳ء کا مطالعہ کر دیکھیے۔ آپ پر چودہ طبق روشن نہ ہو جائیں تو کہنا۔

(۲۸۰)

۷۰-۴-۳

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ نے جو تصویر دیکھی اس پر غلط اندراج ہے۔ آپ مہربانی فرما کر وہ تصویر

Marfat.com

مجھے دکھائیں تا کہ خود یاد کر سکوں کس موقع کی ہے۔ پھر عرض کر سکوں کہ حقیقت حال کیا ہے۔ اس کے لیے لفافہ ضائع کرنا گوارا نہ ہوا۔ مہربانی فرما کر تصویر مجھے دکھائیں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہرؔ

آپ کا لفافہ میرے پاس محفوظ ہے۔

خط کا پتہ:

Mr Muhammad Alam (M.C)
C/o The Deputy Controller
P.T & T
Lahore لاہور

(۲۸۱)

۱۴-۴-۷۰

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کیا نقاب کشائی کروں؟ میں نے اسی روز محبوب کو بتا دیا تھا کہ تصویر یقیناً میری ہے لیکن کچھ معلوم نہیں کہ کس موقع کی ہے۔ دراصل ۱۹۴۰ء سے پیشتر نواب صاحب ممدوٹ (مرحوم شاہ نواز خاں، جو مرحوم افتخار حسین خاں کے والد تھے) کے ہاں وقتاً فوقتاً مشورے ہوتے رہتے تھے اور میں اکثر وہاں جاتا تھا۔ خصوصیت سے اس لیے کہ سید علی محمد راشدی (۱) اس زمانے میں لاہور میں رہتے تھے اور وہ کوئی نہ کوئی مشغولیت اپنے ساتھ لگائے رکھتے تھے۔ میں ان سے تعلق خصوصی کی بناء پر عموماً ساتھ ہوتا تھا۔ اب مجھے ساتھیوں کے متعلق کچھ معلوم نہیں لیکن شیر محمد خاں خاموش نے جو تفصیلات لکھی ہیں، وہ آپ نے غالباً غور سے نہیں پڑھیں۔ انھوں نے تصویر کوئی دے دی۔ جس میں وہ خود بھی موجود تھے اور اس تصویر کے تحفظ و اشاعت کی اصل وجہ یہی تھی، لیکن واقعات بیان کر رہے ہیں ۱۹۴۰ء کے اجلاس کے لیے قائداعظم کی تشریف آوری کے۔ میں اس سے کچھ نہیں سمجھ سکا کہ دونوں چیزوں کو انھوں نے ملانے کی کیا تدبیر اختیار کی اور اس تصویر کو اصل تحریر سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے کون سا رشتہ نکالا۔

Marfat.com

بجھارتیں بوجھنا میرا کام نہیں اور مجھے اس مشغلے سے کوئی مناسبت بھی نہیں۔ کام ضرور کیا بلکہ اتنا کہ شاید دوسرے دو یا چار آدمی بھی اکٹھے ہو جائیں تو مقدار و وسعت یعنی کمیت و کیفیت کے اعتبار سے ان کا کام میرے کام کے برابر نہ ہو۔ لیکن چونکہ ابتداء سے انبیائے کرام کے شیوے نے دل میں گھر کر لیا تھا اپنے متعلق ستائش کبھی پسندیدہ معلوم نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ اخبار نویسی کے زمانے میں بہت سے ستائشی خط آتے تھے۔ سب اخبار نویس انھیں چھاپتے تھے، لیکن میں نے کبھی کوئی خط چھاپنا گوارا نہ کیا۔

انبیائے کرام دعوت کے لیے نکلتے تھے تو کہتے جاتے تھے وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ (۲) (میں تم سے اس کام کے لیے کوئی صلہ نہیں مانگتا، میرا صلہ اللہ کے ہاں ہے) جب تک انسان بے غرض اور بے تعلق ہو کر کام نہ کرے، اس کا کام فتور نیت سے پاک کیوں کر رہ سکتا ہے؟ میری طبیعت میں یہ چیز موجود تھی یعنی نمائش سے پرہیز۔ اپنی پسند کسے پسند نہیں ہوتی؟ اور میں بھی نہایت ناچیز انسان ہوں، اس خواہش سے اپنے دل کو خالی نہیں پاتا، لیکن اس سلسلے میں جائز حدود سے تجاوز کبھی نہ کیا۔ کسی نے تعریف کی تو شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کی استدعا کی، نہ کی تو کبھی دل رنجیدہ نہ ہوا۔ مولانا شبلیؔ مرحوم کا بڑا پُر معاملہ شعر ہے:

از رد و از قبول تو فارغ نشستہ ایم
اے آنکہ خوبِ ما نہ شناسی ز زشتِ ما

یعنی اے مخاطب ہم اس بات سے بالکل بے نیاز بیٹھے ہیں کہ تو ہماری کوئی چیز قبول کرتا ہے یا ٹھکراتا ہے کیونکہ تجھ میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ نیک و بد کو الگ الگ کر سکے۔ تو تو ہماری اچھائیوں اور برائیوں سے بھی نابلد ہے۔

بدیں زندہ ام ہم بدیں بگزرم

آپ چند سطریں لکھوانا چاہتے تھے۔ میں کم فرصتی کے درد میں مبتلا تھا لیکن صبح صبح اٹھ کر یہ مطالبہ بھی گوارا کر لیا۔ ایک عزیز کی دلداری، نیز ایک لفافے کی واپسی، پھر دل کیوں کر لکھنے پر راضی نہ ہو جاتا حالانکہ عام حالات میں راضی نہ تھا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نقشہ مل گیا اور میں نے اسے ایک الگ لفافہ میں رکھ لیا ہے۔ کہ آئیں تو دے دوں۔

مہرؔ

Marfat.com

حواشی خط نمبر ۲۸۱

۱۔ پیر علی محمد راشدی (متوفی ۱۴ مارچ ۱۹۸۷ء) نامور صحافی، ادیب، سیاستدان، کارکن تحریک پاکستان، مدیر اعلیٰ سندھ آبزرور، وزیر سندھ برائے مالیات صحت و اطلاعات، وزیر مملکت برائے اطلاعات، مصنف فریاد سندھ، روداد چمن، مولانا محب علی، ون یونٹ کی تاریخ۔ سیکڑوں کی تعداد میں مولانا مہر کے خطوط ان کے نام ہیں۔ انہوں نے روزنامہ جنگ کراچی میں ۱۹۷۲ء میں ۱۴ اقساط میں مولانا مہر پر طویل مضمون لکھا۔

۲۔ علی اللّٰہ کے بجائے علیٰ رب العالمین درست ہے (سورۃ شعراء آیت نمبر ۱۴۵ وغیرہ)۔

(۲۸۲)

۲۲۔ مئی ۱۹۷۰ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! فرصت کم، مباحث بہت طویل، انسان کیا کرے۔ مختصراً عرض ہے:

۱۔ بخاری کی احادیث کم وبیش سات ہزار ہیں البتہ اس میں مکرر روایات بہت آئی ہیں۔ بعض اوقات ایک ایک روایت سات سات ابواب میں لائے ہیں اور ہر بات میں اس سے نیا مسئلہ اخذ کیا ہے۔ مکرر روایات میں تھوڑا بہت اختلاف بھی عموماً پایا جاتا ہے کہیں کوئی ٹکڑا زیادہ ہے کہیں کم۔ راوی ہر مکرر روایت کے الگ الگ ہیں۔

۲۔ اس سے کئی فوائد مترتب ہوئے۔

الف۔ ایک روایت کا مضمون بہ اختلاف قلیل، کئی کئی ثقہ راویوں کے ذریعے سے لے آنے کے باعث حدیث کی پختگی اور سچائی درجہ کمال پر پہنچ گئی۔

ب۔ امام بخاری کی بے مثال فقاہت کا اندازہ یوں ہوسکتا ہے کہ روایت کے کن کن پہلوؤں پر ان کی نظر تھی اور کس طرح مسائل اخذ کرتے جاتے تھے۔

ج۔ بعض مقامات پر ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ مثلاً وہ ایک روایت مسئلے کے سلسلے میں لائے۔ پھر اسے دوسری جگہ لائے تو ان راویوں کے ذریعے سے لائے، جو اس مسئلے سے تھوڑا بہت اختلاف رکھنے والوں کے حلقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

اور بھی بے شمار فوائد ہیں۔ بخاری اللہ میاں کی ایک کرامت تھے۔ مولانا آزاد مرحوم د

Marfat.com

مغفور نے ایک تقریر میں جو ۱۹۱۵ء میں کی گئی تھی کہا تھا کہ صحیح بخاری جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور یہ میں خوش عقیدگی کی بناء پر نہیں کہہ رہا بلکہ دور حاضر کے ترقی یافتہ اصول تصنیف پیش نظر رکھتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ بخاری جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کا صحیح اندازہ بخاری کو دقت نظر سے پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے۔

۳۔ بخاری کے سوانح میں سب سے بہتر بلکہ حقیقۃً مستند کتاب مولانا عبدالسلام مبارک پوری کی ہے۔ شیخ محمد اشرف نے وہ از سرنو چھاپ دی ہے۔ میرے پاس ہندوستان کا چھپا ہوا نسخہ ہے۔ (۱)

۴۔ تجرید (۲) پڑھنے سے حدیثیں سامنے آجاتی ہیں لیکن امام بخاری کی فقاہت کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔

۵۔ بخاری کے متعدد تراجم ہیں مثلاً مولانا وحید الزمان مرحوم کا ترجمہ جو غالباً کراچی میں از سرنو چھپ گیا ہے۔ مولانا محمد علی مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور کا ترجمہ جو دو جلدوں میں چھپا تھا۔ اس میں حدیثوں کے نمبر دے دیے گئے ہیں اور مکرر روایتوں کے حوالے نمبروں کی بناء پر دے کر کہا گیا ہے دیکھیے فلاں نمبر کی حدیث۔ حواشی میں بعض روایات[۱] کے حذف و اضافہ کا ذکر ہے۔

ایک ترجمہ غالباً نیاز صاحب نے بھی کئی سال ہوئے چھپوایا تھا۔ مگر مجھے اس کا علم نہ ہو سکا۔ اب غالباً ناپید ہے۔

آپ نے جو آخری سوال کیا ہے وہ شک و اضطراب کا نہیں، کم از کم میرے تعلق میں بلکہ درجات یقین و ایمان کا ہے۔ ہر شخص کا درجہ وثوق و اعتماد ابتدا میں وہ نہیں ہوتا جو رفتہ رفتہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ مجھ پر الحاد کا دور اس وقت طاری ہوا تھا جب میں بی اے میں داخل ہوا تھا اور فلسفہ پڑھنا شروع کیا تھا لیکن خدا کے فضل سے یہ دور جلد ختم ہو گیا۔

یہ بھی ایک عجیب و غریب داستان ہے جو کبھی موقع ملا تو سناؤں گا۔ البتہ آج سے چند سال پیشتر میرے یقین و ایمان کی جو حالت تھی۔ آج اس سے بالکل مختلف حالت ہے۔ اس کے وجوہ بیان کیے جا سکتے ہیں لیکن حقیقۃً پختگی کی طرف اقدام اللہ کے فضل کا کرشمہ ہے۔

حضرت علیؓ سے ایک قول منسوب ہے کہ اگر پردہ اٹھ جائے تو میرے یقین میں کچھ زیادتی نہ ہوگی۔ لو کشف الغطالما ازددت یقینا۔ پہلے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی اب دل

Marfat.com

اس کی صحت پر بالکل مطمئن ہے۔ اس کا ذریعہ بھی سیرت طیبہ میں اشتغال وانہاک ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ نے ایک صاحب کو مشورہ دیا تھا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا

مہر

عزیزی محبوب کو دعا - اس کے لیے میں آپ کے ساتھ بفضل اللہ صبح کے وقت برابر دعا کرتا ہوں اور یہ شیوہ ایک مدت سے جاری ہے۔

حواشی خط نمبر ۲۸۲

۱۔ بعد میں اسے اہل حدیث اکادمی لاہور نے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔

۲۔ یعنی تجرید البخاری (تلخیص البخاری) مولفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی - اسے شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب لاہور نے ۱۹۲۳ء میں مولوی محمد حیات سنبھلی کے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔

(۲۸۳)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! نامہ محبت دوپہر کو ملا، اسی وقت جواب لکھنا چاہتا تھا مگر ایک دوست کچھ کاغذات لے کر آ گئے۔ وقت نہ مل سکا۔ اب مغرب پڑھ کر دو کارڈ لکھے -عزم یہ تھا کہ آپ کے خط کا جواب ضرور دوں گا۔ دو آدمی باہر انتظار میں بیٹھے ہیں اور میں یہ سطریں سپرد قلم کر رہا ہوں۔

مشین کا ذکر سن کر طبیعت کی عجیب کیفیت ہوئی - میرے پاس بے شمار چیزیں ہیں جن کی نقلیں لے لینا چاہتا ہوں مگر کاغذات نکالنا بھی تو ایک مہم ہے، وقت کہاں سے لاؤں۔

آپ کے پاس جو نوادر ہیں انھیں کی نقلیں لے دیجیے مثلاً تذکرہ صادقہ کا نیا ایڈیشن نہ مل سکا اور میری کتاب ناقص رہی - کیا یہ ممکن ہے کہ جتنے حصے مولانا عبدالخبیر نے نئے لکھوائے ہیں ان کی نقلیں مل سکیں۔ پہلے خیال تھا کہ عزیزی محبوب امتحان سے فارغ ہوں گے تو انھیں کہوں گا کہ تھوڑا سا وقت اس میں لگا دیں۔ جماعت مجاہدین اور سرگزشت مجاہدین پر نظر ثانی کرنی ہے- کچھ نہ ہو سکا تو

Marfat.com

کتاب آپ سے پھر تھوڑے عرصے کے لیے مستعار لوں گا، تا کہ کوئی امر باقی نہ رہ جائے۔ آج کل سیر انبیائے کرامؑ پر نظر ثانی کر رہا ہوں تا کہ ادھر سے فارغ ہوتے ہی وہ کتابت کے لیے دے دوں۔

نکات ورقعات کا ذکر آیا تھا، لیکن اسے عمداً ترک کیا گیا تھا۔ پچھلے دنوں مالک رام صاحب کا خط آیا تھا میں نے جواب فوراً بھیج دیا تھا۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ محبوب کا امتحان کب سے شروع ہے اور کب ختم ہوگا؟

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا
مہر

(۲۸۴)

۱۲-۶-۷۰

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری حالت کا اندازہ آپ کو کیوں کر ہو سکتا ہے؟ فارسی کا مشہور شعر ہے

عاشق نہ شدی محنت ہجراں نہ کشیدی
کس پیش تو غمنامہ ہجراں چہ کشاید؟

حالات میرے اندازے کے مطابق خاصے خراب ہیں۔ اسلام کی ازسرتا پا غلط تعبیرات اور اصحاب علم کی انتہائی بے دردی، کوتہ اندیشی، سنگدلی، خود پرستی اور خود غرضی نے صورت اس درجہ تشویشناک بنا دی ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کل کیا ہوگا اور آپ جانتے ہیں کہ حساس آدمی کے لیے زندگی صرف ذکاوت احساس کی بناء پر مصیبت خیز بن جاتی ہے۔

میں نے اپنے اوپر اتنے بوجھ اٹھا لیے ہیں کہ ان کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ پیسوں کے لیے نہیں صرف فی سبیل اللہ و بسبیل الحق کہ شاید کوئی اچھا نتیجہ نکل آئے یا مایوسی دور ہو، صحیح پوزیشن کسی نہ کسی طرح سامنے آئے اور علاج و مداوا کا کوئی سلسلہ صورت پذیر ہو۔

میری حالت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ قلم چلاتے چلاتے تھک گیا ہے۔ دماغ قابو میں نہیں۔ خدا جانے زندگی کے کتنے سانس باقی ہیں، جی چاہتا ہے کہ یہ اس قوم کی نذر ہو جائیں جس

Marfat.com

کے ساتھ عشق و محبت میں گزشتہ پچاس سال گزرے۔ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے، لیکن انسان کو کوشش سے تو بے تعلق نہ ہو جانا چاہیے۔

پھر فرمایشیں اور ہر فرمایش ایسی کہ انکار نہیں کرسکتا۔ میں کتابیں کہاں دیکھوں اور کب دیکھوں۔ مغرب کی نماز پڑھ کر یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ حالانکہ یہ وقت اندر جا کر کچھ کھانے پینے اور سونے کا ہے۔

نکات ورقعات میرے پاس ہے لیکن کون سا ایڈیشن، یہ یاد نہیں۔ اکبر علی خاں والا بھی ہے مگر یاد نہیں کہاں ہے؟ میرزا حیرت کا ترجمہ میں نے نہیں دیکھا، دو ضرورتیں پوری ہوں تو ٹھیک ہے۔ اول ترجمہ درست ہو، دوم احادیث کو فرقہ وار مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے اور کچھ نہ کچھ تشریح ضرور ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر بعض مقامات باعث تشویش ہو جاتے ہیں۔ مولانا محمد علی مرحوم کی کتاب میں یہ خوبی ہے کہ جا بجا تصریحات موجود ہیں اگرچہ سب صحیح نہیں۔

عزیزی محبوب کے لیے دعا روزانہ کرتا ہوں۔ کام بالفعل کوئی پیش نظر نہیں۔ خیال تھا کہ اگر وہ فارغ ہو جائے اور بار نہ ہو تو وہ حصے تذکرہ صادقہ کے نقل کردے جو مولوی عبدالخبیر نے لکھے۔ اگرچہ وہ غلط ہیں یا اکثر غلط ہیں۔ تاہم "وجود شے بہتر از عدم شے"۔ اگر کتاب مل سکتی ہو تو میں اس عزیز کو کوئی زحمت نہیں دینا چاہتا۔ ہاں بوقت ضرورت تامل بھی نہیں ہوسکتا۔

خدا کا شکر ہے آج سیرت کی کتاب کی ترتیب بھی کرلی۔ اب اسے پڑھنا شروع کروں گا۔ پوری کتاب پڑھنے کے بعد اندازہ ہو سکے گا کہ اس کی حیثیت کیا ہے؟ ابھی بعض خلا ہیں لیکن اب اپنے آپ میں ہمت نہیں پاتا کہ مزید لکھوں۔ اگر زندگی ہے تو دوسرے ایڈیشن پر دیکھا جائے گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ بہ صورت ترک ملاقات زحمتِ تحریر اٹھا کر دو باتیں دل کی کر لینے کے سوا چارہ کیا ہے؟

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

Marfat.com

(۲۸۵)

باسمہ سبحانہ

۱۔ بھائی دو مہینے تو بہت ہیں، جماعت مجاہدین اور سرگزشت مجاہدین پر نظرِ ثانی مکمل کر دینا چاہتا ہوں۔ جب کام شروع کروں گا اور میری کتاب نہ آئی تو آپ اپنی کتاب مستعار دے دیجیے گا۔

۲۔ ''صوفی'' (۱) کی جلدیں غالباً ستائیس ہیں اور وہ پچاس روپے فی جلد مانگ رہا ہے یعنی ساڑھے تیرہ سو روپے۔ یہ ریسرچ سوسائٹی لے رہی ہے۔ آپ کو کیا ضرورت ہے۔ دیکھنے کے لیے ہر وقت مل سکتی ہیں۔

۳۔ نظیری کا شعر یہ ہے:

اخراج مغل خواہم و تاراج قزلباش
کز ہند برندم بہ نشاپور فروشند

کتابوں کا دلی شکریہ۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
مہرؔ

حاشیہ خط نمبر ۲۸۵

۱۔ ''صوفی'' پنڈی بہاء الدین گجرات سے نکلنے والا عہد ساز رسالہ زیرِ ادارت محمد الدین اعوان مطلع صحافت پر چھایا رہا۔ رسالہ پر تحقیقی کام مجلہ صوفی (مسلم صحافت کے آئینے میں) کے عنوان سے صبغہ فاروق نے کیا۔ جو مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

(۲۸۶)

۲۹-۷-۷۰

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! یہ آپ کس چکر میں پڑ گئے۔ کیا امیر مینائی کا شعر یاد نہیں؟

Marfat.com

دیکھ جو کچھ سامنے آ جائے منہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

زمانہ اسی نوعیت کا ہے لیکن جب تک زندگی مقدر ہے اسی حالت میں خوش خوش رہنا ہے۔ رنج وتکدر سے کیا حاصل ہو سکتا ہے؟ کیا یہ دور بدل جائے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ برائیاں زیادہ وسیع اور عام ہوگئی ہیں اور ایسی ایسی جگہ پہنچ گئی ہیں جہاں ان کے وجود کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ پھر ایک انقلاب ہو تو شاید حالت بدلے اور یہ انقلاب واقعی حقیقی اسلامی ہونا چاہیے نہ کہ اسمی اسلامی یعنی محض نام کا نہ ہو۔

ایسی باتوں سے دل کیوں برا کرتے ہیں؟ خدا کا شکر ہے ایمان کی بنیاد تزلزل سے بالکل محفوظ ہے بلکہ مزید پختہ ہوگئی ہے۔ یہ بھی خدا کا لطف وکرم ہے۔ بلکہ اس سے بڑا لطف وکرم کوئی ہو نہیں سکتا۔ نفل پڑھیے، دعا کرتے رہیے۔ میں ہر حال میں خوش ہوں۔ جن کے نام لکھے گئے انھیں کیا حاصل ہوا کہ میں اس سے محروم رہ گیا؟

ایک روز حمید احمد خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بولے یونیسکو نے یہاں کی یونیورسٹی کو بڑی رقم بہ سلسلہ تقریبات غالب بھیجی ہے۔ میرے جی [illegible] تھی کہ جا کر کہوں ان لوگوں کو کچھ دو جنھوں نے کتابوں کے لیے محنت کی۔ میں نے کہا ان قصوں کو چھوڑیے۔ ہم نے کام شروع کیا تھا تو صرف میرزا غالب کی خدمت پیش نظر تھی۔ آپ نے کہا، پیسے بھی دیں گے وہ دور گیا۔ ہم خوش ہیں اور اپنی پہلی خوشی پر قائم ہیں۔

سید معین الرحمن صاحب (۱) مولف ''اشاریہ غالب'' ایک روز آئے اور میری کتابیں یونیورسٹی سے خرید کر لائے کہ ان پر اپنا نام لکھ دو۔ مجھے بڑی شرم آئی۔ میں نے کہا بھائی یہ تو بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ بولے میں پیسے خرچ آیا ہوں۔ اب آپ کے اضطراب سے کیا بنے گا؟ میں نے کہا کہ میں بھی مولف کتاب ہوں اور مجلس یادگار غالب کا رکن لیکن ایک بھی کتاب نہیں دی گئی۔

آپ کو معلوم ہے کہ یونیورسٹی کے بعض پروفیسروں نے ایک ایک کتاب مرتب کی اور اس حالت میں کہ ہنگاموں کی وجہ سے کالج بند تھے اور وہ کالج میں بیکار بیٹھے تھے۔ میں نے چھ مہینے صرف کیے اور اپنا کام برباد کیا۔ وہ تنخواہیں لیتے تھے اور میں کچھ بھی نہیں لیتا تھا۔ انھوں نے بہ مشکل ایک ایک کتاب مرتب کی میں نے چار کتابیں مرتب کیں، جو غالباً دو ہزار یا اس سے کسی قدر کم صفحات کی ہیں۔ دو جلد مکاتیب گیارہ سو صفحے۔ ایک جلد قصائد ومثنویات کم وبیش پانچ سو صفحے

Marfat.com

۔ایک جلد قطعات، ترکیب بند، ترجیع بند، رباعیات وغیرہ کم وبیش چار سو صفحے لیکن ایک دمڑی نہیں ملی حالانکہ کم از کم پندرہ بیس ہزار کا کام تھا۔

لیکن خدا شاہد کبھی گردِ ملال دل پر نہیں بیٹھی، کیوں؟ اس لیے کہ صرف کام سے دل بستگی ہے۔ نہ کہ پیسوں سے حالانکہ کوئی بھی پیسوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن ہماری فطرت سب سے الگ ہے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ ''مردم دیدہ'' ابھی دیکھی نہیں ''سفینۂ حزیں'' میں غلطیاں ہیں۔ میں آپ کی اجازت کے بغیر درست کرتا گیا۔ کتاب چھپی خوب ہے چند روز میں مکمل ہو جائے گی اور یہ سفینہ ناقص ہے صرف چند شعراء تک محدود ہے۔

محبوب کو دعا نیز سب کو۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۸۶

ا۔ ڈاکٹر سید معین الرحمن (متوفی ۱۵، اگست ۲۰۰۵ء) محقق، نقاد، ماہر غالبیات۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے مجلہ تحقیق نامہ کے مدیر۔ کئی کتابوں کے مصنف ومرتب بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں (۱) بابائے اردو، احوال وافکار (۲) سید وقار عظیم (۳) نقد عبدالحق (۴) اشاریۂ غالب (۵) غالب اور انقلاب ستاون (۶) محمد نقوش (۷) آپ بیتی رشید احمد صدیقی (۸) ذکر عبدالحق اور آخری کارنامہ (۹) دیوانِ غالب بخط غالب (نسخۂ خواجہ) کی عکسی اشاعت (۱۹۹۸ء) جو ہنگامہ خیز ثابت ہوئی اور جس کے ان کی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔

(۲۸۷)

۶-۸-۷۰

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کی محبت اور خلوص کے پیش نظر ایسی باتیں بعض اوقات بے تکلف لکھ جاتا ہوں کہ کم از کم کوئی دوست تو ان حقائق سے آگاہ رہے۔ ورنہ خدا شاہد ہے کہ ایسی کوئی بات

Marfat.com

لکھنا بھی نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ روپے کی ضرورت سب کو اور مجھ کو سب سے زیادہ کیونکہ مجھے نہ پنشن ملتی ہے۔ نہ کوئی تنخواہ ہے، نہ کوئی میرا وظیفہ مقرر ہے اور نہ خدانخواستہ ایسی کسی چیز کے لیے کبھی کوئی کوشش کی لیکن روپے کے لیے بھی بہ ہر حال مناسب طریقہ ہی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ یہ تو کوئی بھی پسند نہیں کرے گا آج کوئی کام کیا اور کل ڈنڈا لے کر کسی کے سر پر جا کھڑے ہوئے۔

میرا مدت سے یہ پختہ عقیدہ ہو گیا کہ انسان کو جو کچھ پیش آتا ہے وہی اس کے لیے فی الجملہ فائدہ رساں ہے۔ میرے نزدیک **عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم** (۱) کا مفہوم یہی ہے۔ بعض اوقات ضرورتیں پریشان کر دیتی ہیں، انسان ہونے کی حیثیت سے اضطرار بھی دل پر طاری ہو جاتا ہے لیکن خدا کا شکر کہ ان عام انسانی واردات کا اثر ایمان و مرکز عقائد تک کبھی نہیں پہنچا۔ کیا اسے اللہ کی رحمت کا کرشمہ خاص نہ سمجھا جائے؟ ایمان آخر اس کے سوا کیا ہے؟ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے فضل سے ہوتا ہے انسان خود کیا کر سکتا ہے؟ پھر یہ پہلو لاکھوں برکتوں کی ایک برکت ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کی پیروی۔ جو کچھ حضور ﷺ کے نزدیک صحیح تھا وہ مجھ ایسے بے حقیقت اور سراپا معصیت انسان کے لیے کیوں اچھا نہ ہو؟

بریں زندہ ام ہم بریں بگزرم

جب یہ پہلو سامنے آتا ہے تو دل کی شکایتیں بھی ڈھل جاتی ہیں۔ بھائی جن کے پاس دولت کے گنجینے اور سروسامان کی فراوانیاں ہیں، وہ کون سی چیز ساتھ لے جائیں گے یا وسیلہ مغفرت بنائیں گے جو ہم قلاشوں کے پاس نہ ہوگی۔

خیر میں نے ہزار مصیبتیں برداشت کر کے کاپیاں دیکھ لیں۔ اب کاتب کے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ وہ صاحب اس انتظار میں ہیں کہ جو کچھ لے گئے ہیں، اسے لکھ کر لائیں گے تو یہاں آئیں گے حالانکہ جو کچھ انھوں نے لکھا ہے وہ دیکھ کر افسوس ہوا۔ مثلاً

۱۔ ایک ایک دو دو سطروں کے لیے صفحے ضائع کیے

۲۔ بعض الفاظ عجیب انداز میں لکھے

۳۔ دو تین جگہ خط بدیہی طور پر غیر مناسب معلوم ہوا گویا جلدی میں لکھا گیا۔

۴۔ پھر بعض ابواب جن کا تعلق کسی حصے سے تھا ان کے ساتھ دوسرے حصے کے ابواب لکھ دیے گئے انھیں الگ کس بناء پر کیا جائے گا؟ نشانی کیا رکھی؟

میں بہت پریشان ہوں۔ انھیں لکھیے کہ جلد آ کر کاپیاں سنبھالیں۔ انھیں درست کریں۔

Marfat.com

ٹھیک طریق پر مرتب کر دیں اور میں مزید ایک مرتبہ دیکھ کر پریس کے حوالے کر دوں۔

دو دو سطروں کے لیے صفحے ضائع کر دینا اجرت کتابت کے نقطہ نگاہ سے بھی غیر مناسب ہے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں- سفینہ حزیں ابھی کچھ باقی ہے وہ مکمل ہو تو ڈاکٹر محمود والا مجموعہ (۲) دیکھوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میرا وقت لکھنے میں بہت صرف ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر ہو۔

مہر

حواشی خط نمبر ۲۸۷

۱۔ سورہ بقرہ ۲:۱۶، ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو شاق سمجھو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو۔ (ترجمہ سید احمد سعید کاظمی)

۲۔ ڈاکٹر محمود کا مجموعہ یعنی ارمغان آلام (انتخاب اشعار فارسی)

(۲۸۸)

Ghulam Rasul Mihr

Muslim Town Lahore.

۱۸-اگست ۱۹۷۰ء

باسمہ سبحانہ

مکرمی۔ نامۂ محبت کا بے حد شکر گزار ہوں خصوصاً اس لیے کہ آپ نے میری ضرورت کو یاد رکھا۔

۱۔ نگارستان فارس، مجموعہ نغز، مآثر الکرام (سرو آزاد)، تذکرہ ریختہ گویاں اور گلشن ہند میرے پاس ہیں۔

۲۔ ''تذکرۃ المشاہیر'' شدید الدین کا مجھے علم نہیں اگر اس میں کوئی کام کی چیز ہو تو دیکھ لیں یا ایک دو روز کے لیے بھیج دیں، مگر جلد از جلد- اسی طرح عقد ثریا، مخزن نکات اور گل عجائب بھی۔ میں یا تو ایک نظر دیکھتے ہی یا ایک دو روز کے بعد واپس کر دوں گا ان شاء اللہ۔

۳۔ البتہ اورینٹل کالج میگزین کا نومبر ۴۳ء یقیناً مطلوب ہے۔ یہ کہاں سے ملے گا کچھ کہہ نہیں سکتا۔

Marfat.com

میں یہاں تک لکھ چکا تو یاد آیا کہ میرے پاس بھی اورینٹل کالج میگزین کی کئی جلدیں ہیں۔ بسم اللہ کہہ کر اٹھا۔ سر اور چہرے پر گرد ڈالی لیکن پرچہ مل گیا الحمدللہ۔

۴۔ آپ کے مرتبہ مکاتیب (۱) دیکھے ۶۴ تک پہنچا۔ حیران رہ گیا۔ مجھے قطعاً یقین نہ آتا کہ میرے لکھے ہوئے (ہیں) لیکن میرے خاص فقرے، خاص الفاظ، اسلوب تحریر سب کچھ ان میں موجود ہے۔ خدا ہی ہے جو اپنی رحمت خاص سے سب کام لے لیتا ہے۔ یہ چھپ جائیں تو خدا شاہد ہے بڑے ہی نافع ہوں لیکن ابھی جلدی کیا ہے؟

جن کتابوں کے نام نمبر ۲ میں لکھے ہیں وہ معاً بھجوادیں تو میرا کام ہو جائے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۸۸

۱۔ گنجینۂ مہر جو آپ حضرات کے زیر مطالعہ ہے، اس کی ایک جلد دوسو مکاتیب پر مشتمل نظر ثانی کے لیے مولانا کو پیش کی گئی تھی جسے برخوردار محبوب عالم نے نقل کیا تھا۔

(۲۸۹)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں تین کتابیں عزیزی محبوب کے حوالے کر چکا تو دیکھا کہ تذکرۃ المشاہیر (۱) واپس کر دو۔ یہ کتاب لغو ہے۔ اچھا ہوا آپ نے نقل لے لی لیکن اس سے فائدہ کیا ہے؟

میں نے زیادہ استفادہ سفینۂ خوشگو سے کیا ہے۔ تفصیل زبانی عرض کر سکتا ہوں۔

داؤدی صاحب نے سفینۂ خوشگو اور سفینۂ ہندی مجھے مرحمت فرمائے جزاہ اللہ۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ارمغان آلام اور سفینۂ حزیں واپس بھیج رہا ہوں۔

دعا گو

مہر

Marfat.com

حاشیہ خط نمبر ۲۸۹

ا۔ تذکرۃ المشاہیر مصنفہ مولوی محمد شدید الدین قریشی مدرس گورنمنٹ کالج اجمیر شریف ، مطبع گلشن عام، متوسط تقطیع کے نوے (۹۰) صفحات پر مشتمل تذکرہ۔ اس کی نقل بھی برخوردار محبوب عالم نے تیار کر دی تھی۔

(۲۹۰)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! دلی شکریہ۔ میں دوپہر کے بعد اٹھ کر آیا تو خدا جانے کتنی مرتبہ آپ کا اور محبوب کا خیال آیا۔ محبوب آیا تو میں مکاتیب پڑھ رہا تھا۔ اور کام کرنا تھا مگر سامنے آ گئے تو پڑھتا گیا۔

''خزانہ عامرہ''(۱) میرے پاس ہے مگر آخری چھ صفحے غائب ہیں اور میں نے محبوب سے کہا کہ یہ چھ صفحے بھی لکھ دیں۔

فہرست شعراء کا ایک صفحہ بھی غائب ہے۔

غرض میں یہ کتاب آپ کے حوالے کر دوں گا۔ اسے درست کرا کے معمولی سی جلد بندھوا دیجیے گا چند روز بعد۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تذکرے واپس کر رہا ہوں۔ آپ کا ''مردم دیدہ'' ابھی میرے پاس ہے۔

دعا گو

مہر

حاشیہ خط نمبر ۲۹۰

ا۔ ''خزانہ عامرہ'' میر غلام علی آزاد بلگرامی کا مشہور فارسی شعراء کا تذکرہ۔ برخوردار محبوب عالم نے مذکورہ صفحات اصل خط کے مطابق نقل کر دیے جس پر داد تحسین آئندہ گرامی نامہ میں دی گئی ہے۔

Marfat.com

(۲۹۱)

۲۶-۸-۷۰

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! ایک صاحب رحمان پورہ کی طرف رہتے ہیں اور ڈاک خانے میں ملازم ہیں- کبھی کبھی میرے پاس بھی آجاتے ہیں۔ میں نے ان سے کچھ چیزیں نقل بھی کرائی تھیں- وہ کل آئے اور کہا کہ ایک مولوی صاحب آپ کے پاس آیا کرتے ہیں، وہ ڈاک خانے میں ملازم ہیں۔ کل میں نے دیکھا کہ وہ آپ کے نام کچھ لکھ رہے تھے۔ میں یہ سن کر متعجب ہوا۔ یہ تو سمجھ گیا کہ آپ کا ذکر ہو رہا ہے لیکن تعجب اس پر ہوا کہ بظاہر لکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ آج خط ملا تو کیفیت معلوم ہوئی۔ اب اجمالاً جواب لیجیے:

۱۔ ''ارمغان آلام'' نہ نام اچھا ہے اگرچہ مولاناؒ کا مجوزہ ہے- اور نہ مجموعہ اچھا ہے اس پر کیا لکھتا؟

۲۔ ''سفینۂ حزیں'' میں بعض اچھے شعر ہیں لیکن کمتر پایے کے بھی خاصے ہیں- غالباً حزیں نے مختلف شعرا کا کلام دیکھ کر کچھ شعر اخذ کر لیے تھے۔ تاہم سب بہترین نہیں۔

۳۔ اپنے خطوں کو صرف اس لیے بے تکلف پڑھتا جاتا ہوں کہ واقعی بے حد دلچسپ ہیں اور مجھے وہ ایک ایسی چیز معلوم ہوتے ہیں جو پہلے کبھی دیکھی نہ تھی- حقیقت یہ ہے کہ متفرق باتیں اکٹھی ہو جائیں تو وہ عجیب شے بن جاتی ہیں اور میرے خط تو باوجود کم فرصتی خاصے لمبے اور جامع ہیں۔ انیس شاہ جیلانی کا مجموعہ بھی بڑا دلچسپ ہے لیکن ایسا نہیں جیسا آپ کا ہے- دراصل استفادہ بھی ایک خاص صلاحیت پر موقوف ہے۔ آپ کے سوالات نے میرے جوابات کو دلچسپ بنا دیا۔ ان کی اشاعت کے باب میں مجھے کچھ نہ لکھنا چاہیے۔

۴۔ مجھے جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی، حاشیے پر کچھ نہ کچھ لکھتا گیا لیکن ویسے میرے خط کسی خاص حاشیے کے محتاج نہیں کیونکہ ہر شے وضاحت سے لکھی ہے- آپ کو کوئی شے دریافت طلب نظر آئے تو ضرور لکھیے، میں تشریح کر دوں گا- ایک تہائی سے بھی کم رہ گئے ہیں جلد ختم ہو جائیں گے۔ آپ باقی بھی لکھوا لیں تو میں ایک نظر دیکھ جاؤں۔

۵۔ اب دو مستقل کتابیں تو میری آپ کے پاس جمع ہو گئیں، ایک خط، دوسری میری یادداشتیں۔

۶۔ میرے بیٹے عبدالسلام خان اسلم کے پاس خطوں کا بہت بڑا مجموعہ ہے وہ بھی لکھوا لینا چاہتا ہے تاکہ کتابی صورت میں محفوظ رہیں۔

Marfat.com

امید ہے آپ بخیر ہوں۔محبوب کی کئی چیزیں ایسی ہیں کہ ہمیشہ اس کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے۔

الف: اس کی خاموشی لیکن ایسی جو باتوں کا ذخیرہ ہو، سعادت۔

ب: کہتا تھا کہ میں دوران نقل میں چاہتا تھا کہ یہ زیادہ سے زیادہ لمبے ہو جائیں۔

ج: سعادت یہ کہ پانچ چھ صفحے کی نقل شروع کر دی ایک آدھ صفحہ ابتداء میں نقل طلب ہے۔

میں دو تین روز کتاب آپ کے پاس بھجوادوں گا ان شاء اللہ تا کہ یہ مکمل ہو جائے اور اس کی جلد بھی معمولی سی بندھوا دیجیے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

محبوب کے لیے دعا۔

مہر

(۲۹۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں نے خدا جانے آج صبح سے کتنی مرتبہ آپ کو اور عزیزی محبوب کو یاد کیا؟

۱۔ کاتب صاحب (محمد شریف) کل کاپیاں درست کر کے لایا تھا لیکن اس میں کئی چیزیں ایسی پیش آئیں جن کا پہلے خواب وخیال بھی نہ تھا۔ چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات ہوتی تو میں بتاتا۔

۲۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آٹھ دس روز کے بعد آئیں تا کہ میں اطمینان سے کاپیاں چیک کرلوں۔

۳۔ آج کم وبیش سوا سو صفحے دیکھ گیا۔ اس طرح پانچ سات روز میں کاپیاں ختم ہو جائیں گی۔ غلطیاں الگ کاغذ پر لگاتا جاتا ہوں۔ لیکن سخت تکلیف دہ یہ بات ہوئی کہ:

الف: تمام آیات بلا اعراب لکھی ہیں اور بعض جگہ غلط ہوگئی ہیں۔ ضروری ہے کہ آیات پر پورے اعراب لگیں۔

ب: بعض صفحوں پر دو سطریں یا چند الفاظ آئے ہیں اور ان کے لیے صفحہ ضائع کیا گیا۔ جو محض ضیاع نہیں برا بھی معلوم ہوتا ہے۔

اب یہ معاملہ آپ ہی کی مہربانی سے طے ہو سکتا ہے یعنی تمام آیات پر اعراب لگ جائیں اور ایک دو سطر یا چند الفاظ والے صفحے خالی کر دیے جائیں، صفحوں کے نمبر بدل دیے جائیں۔ یہ سب کچھ اصل اجرت میں شامل تھا لیکن ان کا حرج ہو تو میں خود ہرجانہ ادا کردوں گا۔

Marfat.com

نیاز صاحب سے اس کا ذکر مناسب نہیں۔ ہو ضرور جانا چاہیے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔

مجھے پانچ چھ روز کا پیاں چک کرنے میں لگیں گے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

ایک ہوتا ہے کام۔ ایک ہوتا ہے کام بوجہ احسن و اجمل۔ عزیزی محبوب ان دونوں سے اوپر کی منزل میں ہے۔ کتاب دیکھ کر خیال آیا کہ اسے فرصت ہو تو میں اپنی کئی کتابیں خراب کر لوں تا کہ عزیز از جان اسے درست کر دے:

خوش طبیبے است بیا تا ہمہ بیمار شویم

گرچہ جاں بے تو بہ لب نزدیک است
دور بودن بہ ادب نزدیک است

در عجائب ہائے طور عشق حکمت ہا کم است
عشق را با مصلحت اندیشیِ مجنوں چہ کار

بالائے طفل یک شبہ در خم زراستی
با قامت خمیدۂ پیراں برابر است

---

(۲۹۳)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری صحت اب تیزی سے رو بہ زوال معلوم ہوتی ہے۔ چند قدم بھی چلتا ہوں تو سانس پھول جاتا ہے۔ اٹھ کر کتاب نکالنا چاہوں تو چند لمحوں میں تنفس معمول پر آتا ہے۔ ایسے حالات میں کیا کروں؟ کیسے کوئی چیز ڈھونڈوں۔ میں پریشان ہوں۔ خود حکیم صاحب کی طرف جا نہیں سکتا کوئی ایسا آدمی ہے نہیں جو میری طرف سے گفتگو کر آئے۔ بہ ایں ہمہ سیرت کی

Marfat.com

کاپیاں دیکھنے میں لگا ہوا ہوں۔ آج یہ مشکل چونسٹھ صفحے دیکھے۔ بیچ میں مداخلت ہوتی رہی۔

سلام ملتان میں ہے۔ وہ آئے یا میں جاؤں تو کچھ ہو۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میری یہ آرزو نہیں ہوسکتی؟ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میرے دل سے عزیزی محبوب کے لیے دعائیں نہیں اٹھتیں؟

اصل فارسی لفظ کاغد ہے یعنی دال کے ساتھ کیونکہ فارسی میں ذال ہے ہی نہیں۔ میرزا غالب آذر (آگ) کو ہمیشہ آدر لکھتے تھے مثلاً مہاراجہ پٹیالہ کے قصیدے میں:

نہ دیدہ ای ونہ بینی مرا بہ بیں کہ منم
کسیکہ از غمش آدر بہ استخواں گیرد

یعنی تو نے نہیں دیکھا ہوگا اور نہیں دیکھے گا، مجھے دیکھ کہ میں وہ شخص ہوں جس کا غم ہڈیوں میں آگ بن کر بھڑک اٹھا ہے۔ کاغذ اصل فارسی لفظ کاغد کا معرب ہے۔

رحمتہ للعالمین میں غلطیاں بہت رہ گئیں۔ خصوصاً اس لیے کہ کاتب نے آیات لکھتے وقت نہ اعراب لگائے اور نہ قرآن سامنے رکھا۔ اس لیے بے شمار آیات سراسر غلط لکھ دیں۔ اس طرح کتابت کی رفتار تو بڑھ گئی مگر کتاب کا تو بیڑا غرق ہوگیا۔

میں پڑھ چکوں تو بے شمار غلطیاں سامنے بٹھا کر دو گھنٹے میں درست کرادوں گا۔ لیکن آیات پر قرآن سامنے رکھ کر اعراب لگانے ضروری ہیں۔

بالفعل اور کیا عرض کروں۔ طبیعت کمزور ہے۔ مغرب کی اذان ہوچکی ہے اور اب نماز لازم۔ عزیز از جان محبوب کو دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

(۲۹۴)

باسمہ سبحانہ

۱۔ میں نے دس بارہ روز کی محنت سے پھر کاپیاں پڑھیں اور غلطیاں الگ نوٹ کرلیں۔ وہ غلطیاں کاتب صاحب کو پاس بٹھا کر درست کی جاسکتی ہیں۔

۲۔ تمام آیات پر اعراب ضروری ہیں۔ کاتب صاحب کہتے تھے میں لگادوں گا۔

۳۔ اب مجھے کتاب کی سرگزشت لکھنی ہے یعنی یہ کیوں کر مرتب ہوئی۔

Marfat.com

عزیزی محبوب کی علالت موجب تشویش ہے- میں نے کل شام کو یوسف طاہر کی منت کی تھی کہ آپ تک یہ پیغام پہنچا دے:

''حکیم قرشی صاحب کے دواخانے سے ایک دوا ملتی ہے سفوف پیچش- اس کا جزو اعظم بارتنگ ہے جو پیچش کے لیے بے حد مفید ہے، بہ فضل اللہ- اس سفوف کی چند خوراکیں کھلا دیجیے-''

مالک رام صاحب کا مرتبہ گل رعنا (۱) کا نسخہ بھی آ گیا- یہاں کی چھپی ہوئی کتاب ابھی نہیں ملی-

پیچش نہایت معمولی مرض ہے اور اگر علاج میں تاخیر یا بے توجہی ہو تو خاصا پیچیدہ ہو جاتا ہے-

۱- کھانے میں دہی خشکے کا التزام کریں- دہی کھٹا نہ ہونا چاہیے-

۲- اگر نمکین چیز کھانے کو جی چاہے تو مونگ کی دال خوب کھول کر پکائیں اور ذرا نرم رکھیں- وہ خشکے میں ڈال کر کھائیں-

۳- کھانے میں چند روز احتیاط لازم ہے تا آنکہ آنتوں کی خراش بالکل ختم ہو جائے-

۴- دعا بہ ہر حال آج صبح کی اور روزانہ کرتا ہی ہوں لیکن دوا بھی لازم ہے-

۵- انٹروو ایا فارم بھی مفید ہے لیکن سفوف پیچش جیسی کوئی چیز نہیں-

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

میرا دل اس وقت عربوں کے حالات کی وجہ سے بجھا سا ہے- کچھ لکھنے کو جی نہیں چاہتا-

حاشیہ خط نمبر ۲۹۴

۱- گل رعنا (غالب کے اردو و فارسی کلام کا اولین انتخاب از غالب) جسے مالک رام نے مرتب کیا اور علمی مجلس دہلی نے مئی ۱۹۷۰ء میں شائع کیا- ادھر پاکستان میں سید وزیر الحسن عابدی پیشتر ازیں گل رعنا مرتب کر چکے تھے جسے ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب لاہور نے دسمبر ۱۹۶۹ء میں شائع کر دیا تھا- تیسرا نسخہ بھی پاکستان سے شائع ہوا- جسے آشتی نامہ غالب کے اضافہ کے ساتھ سید قدرت نقوی نے مرتب کیا اور انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا-

Marfat.com

(۲۹۵)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! دل بجھ گیا- میری مصروفیتیں بے پناہ، وقت ملتا نہیں، صحت کمزور۔ عمر کا چھہترواں سال گزر رہا ہے۔ آخر توانائی کب تک بحال رہ سکتی ہے۔

وہ رسالہ (۱) میرے پاس ہے کسی جلد میں بندھا ہوا ہے۔ اٹھوں تو دیکھوں۔ ۱۸۶۵ء میں بھیرہ میں چھپا تھا اور اس کا انداز نعمت خاں عالی کے رسالہ ''حسن وعشق'' جیسا ہے- فوراً نہیں بتا سکتا۔

میرے بعض مضامین ''دردمند مسلمان'' کے نام سے چھپے اور بعض اور ناموں سے بعض پر کوئی نام نہیں۔ مثلاً ناصر مرحوم کے متعلق تین مضامین ایک نمبر میں چھپے- ایک نام سے، دو بغیر نام کے۔

عجیب معاملہ ہے کہ میں نے عزیزی محبوب کے بارے میں کچھ لکھا اور اب تک تذبذب میں مبتلا ہوں۔ آپ نے کئی روز شادیوں میں گزار دیے جیسا کہ کاتب صاحب کے یہاں سے معلوم ہوا۔ وہی نظیری والی بات ہوئی:

تو بہ تخت مصر پیراہن فشانی برصبا
قحطیاں را روح مے پرد بہ آواز جرس

امید ہے آپ بخیر ہوں- دعا گو کے لیے دعا کے سوا کیا ہے۔ آپ کے لیے بھی، عزیزی محبوب کے لیے بھی اور تمام متعلقین کے لیے بھی:

از دستِ فقیرِ بے نوا ناید ہیچ
جز ایں کہ بہ صدق دل دعاے بکند

دعا کے متعلق دو شعر یاد آ گئے یاد رکھنے کے لائق ہیں:

عرفی

ہزار گونہ مرادِ محال مے طلبی
تو خود بگو کہ اجابت بہ ایں دعا چہ کند؟

حسن سجزی معروف بہ دہلوی:

Marfat.com

حسنِ دعاے تو گر مستجاب نیست، مرنج

ترا زباں دگر و دل دگر دعا چہ کند؟

کچھ اور لکھنا چاہتا تھا لیکن کام میرے گردوپیش پڑے ہیں اور وقت ربڑ نہیں کہ اسے اپنی خواہش کے مطابق کھینچ کر بڑھالوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

مہؔر

حاشیہ خط نمبر ۲۹۵

ا۔ یہ رسالہ ''منا ظرہ گل ونرگس'' مصنفہ غنیمت کنجاہی مطبع مفتاح الاسرار بھیرہ ضلع شاہ پور (سرگودھا) سے شائع ہوا۔ مولانا کے حافظہ کی داد دینا پڑتی ہے کہ انھیں آٹھ صفحات پر مشتمل ایک چھوٹے سے رسالے کا سنہ طباعت تک زبانی یاد تھا۔ سچ ہے ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔

(۲۹۶)

باسمہ سبحانہ

بھائی صاحب! آپ حسنِ ظن سے زیادہ کام لیتے ہیں، حالات پر غور نہیں فرماتے۔ میرا حقیقتہً ان سے صرف برائے نام تعلق ہے اور یہ معاملہ انفرادی نہیں ہمیشہ اجتماعی ہوتا ہے یعنی ایک، ایک کاتب نہیں رکھا جاتا بلکہ ایک بڑے کاتب کو بلا کر خاص حصہ اخبار کا ذمہ دار بنا دیا جاتا ہے۔ اب وہ لوگ آٹھ دس روز سے ملے ہی نہیں۔ وہ آئیں تو ان سے بات کروں۔ پھر کچھ ممکن نظر آئے تو آپ کو لکھوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

دعا گو

مہؔر

(۲۹۷)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میری طبیعت بدستور معرضِ اختلال میں ہے۔ کبھی تندرست، کبھی بیمار اور آپ

Marfat.com

جانتے ہیں کہ غیر یقینی امور انسان کے لیے مصیبت کا باعث ہوتے ہیں۔ میرزا غالب کا مشہور قول ہے:

''تذبذب میری موت ہے لیکن کیا کیا جا سکتا ہے جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا''

دراصل سردیاں شروع ہوتے ہی طبیعت ایک چکر میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ روح حیات میں اب اتنی گرم جوشی نہیں کہ موسم کی سردی کا مقابلہ کر سکے۔ ذرا بھی بے احتیاطی ہو جائے تو کوئی نہ کوئی بار د بیاری عود کر آتی ہے۔ یہ اس لیے کہتا ہوں کہ مختلف بیماریاں میری فضا میں منڈلاتی رہتی ہیں جب کسی کو موقع ملتا ہے جسم پر مسلط ہو جاتی ہے اور مجھ غریب کی قوت برداشت معرض امتحان میں آ جاتی ہے۔ کتاب پریس کے حوالے ہو چکی ہے خیال ہے کہ جلد چھپ جائے گی لیکن پروف تو مجھے بہ ہر حال دیکھنے ہی پڑیں گے۔

انجیل برناس کی ضرورت مولانا عبدالماجد دریا بادی کو تھی لیکن اب پاک و ہند کی علم پروری زوروں پر ہے۔ دونوں طرف سے کتابوں کی آمد و رفت بند ہے۔ اس کا بھیجنا اسی وقت ممکن ہو گا جب یہ بند دروازہ کھلے گا۔ بہتر ہو کہ پیسے مجھ سے وصول کر لیں اور کتاب محفوظ رکھیں۔ جب اجازت نامے جاری ہوں انھیں بھیج دیں۔ انجیلیں بے شمار تھیں لیکن ایک ڈھیر لگا کر ٹھوکر ماری گئی۔ جو چار ایک طرف آ پڑیں انھیں مسلم مان لیا گیا باقی چھوڑ دی گئیں۔ وہی چار رائج ہیں یعنی متی، مرقس، لوقا، اور یوحنا۔ برناس کی انجیل کوئی پچپن ساٹھ سال ہوئے نکلی تھی اور سید رشید رضا نے اس کا عربی ترجمہ شائع کر دیا تھا۔ پھر وطن اخبار نے اس کا اردو ترجمہ چھپوایا (۱) (۱۹۱۶ء) وہی انجیل ہے جو پچھلے دنوں پرانی کتابوں والوں کے پاس ڈھیروں کے ڈھیر پڑے تھے۔

میری طبیعت اچھی نہیں اور یہ سطریں یوسف طاہر سے لکھوا رہا ہوں۔ نظیری کا شعر ''ک'' کی تقطیع میں ملے گا۔ شعر یہ ہے:

به مسکنت به تشنیم تا قبول کنند
طفیلیانِ سر خوان خواجۂ لولاک

اس زمین میں نظیری ایک ایسا شعر کہہ گیا ہے جس کی نظیر ملنی محال ہے:

کجا رسیم به ایں تیره شب خدا داند
به یک دو گام فتادیم در ہزار مغاک

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مہر

Marfat.com

نوٹ: اچھا ہوا ''گل رعنا'' کا نسخہ مل گیا- دوسرے نسخے کی آپ کو چنداں ضرورت بھی نہیں اور مالک رام کے مختصر حواشی یہیں کے نسخے پر مبنی ہیں۔

حاشیہ خط نمبر ۲۹۷

۱۔ اس کا اردو ترجمہ آسی ضیائی نے کیا ہے جسے اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لاہور نے ۱۹۷۴ء میں شائع کیا۔

(۲۹۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کیا آپ کو معلوم ہے کہ نذیر صاحب میرے عزیز دوست اور دیرینہ رفیق ہیں؟ کئی سال سے میرے اور ان کے درمیان روابط چلے آتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہ بڑے ہی قابل قدر نوجوان ہیں۔ آپ بھی ان کے حالات مجھ سے سنیں گے تو خوش ہوں گے۔ ان پر نظر لطف میرے لیے باعث ممنونیت ہوگی۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہر

(۲۹۹)

باسمہ سبحانہ

یہ نام میں نے آپ کو بتائے تھے۔

اس کا مجھے علم نہیں

یہ بھی بتایا تھا

ان میں سے ایک غالباً دوسرا ایڈیشن ہے۔

(رسول رحمتؐ)

میرا خیال ہے کہ دیر کی کوئی وجہ نہیں تاہم ضخیم کتاب ہے اس کے چھپنے میں کچھ وقت تو یقیناً لگ جائے گا۔

Marfat.com

عزیز مکرم!

آپ بھی عجیب کمالات کے حامل ہیں - یہ ریل بازار گوجرنوالہ کا لیٹر پیڈ آپ کو کہاں سے مل گیا؟ خیر، میں بے حد مصروف بھی ہوں اور بالفعل کاغذ بھی دسترس میں نہیں۔ لیکن چاہتا ہوں کہ آپ کے نامۂ محبت کا بوجھ دل پر نہ رہے اور جواب لکھنے سے جتنی سبک دوشی ہوسکتی ہے ہو جائے۔

میں ابھی ایک میٹنگ سے آیا ہوں جو یونیسکو کی طرف سے انٹرنیشنل پیمانے پر میرزا غالبؔ کے متعلق یونیورسٹی میں تھی۔ ''زمیندار'' کے چند فائل لایا ہوں۔ کہ دیکھوں میرے مقالے مرتب ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

اس لیے مصروفیت زیادہ ہے - ایک دوست بھی اس اثنا میں آگئے ہیں۔ مہربانی فرما کر میری اس مجمل نویسی اور مختصر گوئی کو بہ نظرِ عفو دیکھیں۔ والسلام علیکم - مقصود استفسار کا جواب ہے، زائد حدیثِ شوق۔ جو نہ کبھی ختم ہوئی اور نہ ہوگی - جب تک زندگی ہے - اس کا سلسلہ چلا جائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہرؔ

۹۔ دسمبر ۱۹۷۰ء

(۳۰۰)

باسمہ سبحانہ

بھائی! ارشاد بالکل بجا لیکن اس وقت تک جب تک میرے موجودہ حالات سے آگاہی نہ ہو۔ چھہتر سال کی عمر میں ہوں اور کم از کم ایک مہینے سے بیمار ہوں اور اتنا کہ میرے لیے خود کچھ دیکھنا اور لکھنا بہت مشکل ہے۔ یہ کام آپ کو کرنا چاہیے۔ مثلاً میری کتاب پر نئی معلومات کی روشنی میں نوٹ لکھ لائیں تعطیل کے دن دو گھنٹے میرے پاس گزار دیں۔ میں لکھوا دوں گا۔ دو صحبتوں میں کام ہو جائے گا، چھپوانے کی ذمہ داری میری۔

میکنا کارٹا کے لفظی معنی ہیں ''منشورِ اعظم'' - یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس نوشتۂ حقوق کے لیے استعمال ہوا تھا جو انگلستان کے امیروں اور پادریوں نے ۱۲۱۵ء میں شاہ جان

Marfat.com

فرمانروائے انگلستان سے لکھوایا تھا۔ اسے انگریزی قوم کی آزادی یا جمہوری و پارلیمانی حکومت کا سنگ بنیاد مانا جاتا ہے۔ اب یہ اصطلاح ہر اہم دستاویز کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

کاتب صاحب کل آکر باقی مسودہ لے گئے۔ ''رسولِ رحمتؐ'' کے پروف پیش نظر ہیں۔ کوئی پانسو صفحات پڑھ چکا ہوں۔ باقی کل آجائیں ان شاء اللہ اور یہ کام بھی ختم ہو۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ میری تکلیف نئے کاغذ ڈھونڈنے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ پرسوں مولانا محی الدین احمد قصوری (۱) بھی اس بارگاہ میں پہنچ گئے جہاں ہم سب کو جانا ہے۔ اللہ سب پر رحم کرے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

دعاگو

مہر

عزیزی محبوب کو سلام و دعا۔

حاشیہ خط نمبر ۳۰۰

۱۔ محی الدین احمد قصوری (متوفی ۲۴ جنوری ۱۹۷۱ء) ممتاز اہل حدیث عالم دین، مجاہد تحریک آزادی، مصنف، مترجم، سیکرٹری انجمن اسلامیہ قصور و جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام۔ انھوں نے ابن تیمیہ کی تفسیر سورہ نور اور شاہ اسماعیل شہید کی ''صراط مستقیم'' کے اردو میں ترجمے کیے۔

(۳۰۱)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! آپ کی صاحبزادی کے انتقال کی خبر پڑھ کر سخت قلق ہوا۔ میری حالت عجیب ہے۔ چھوٹے اور معصوم بچوں کا انتقال مجھے سخت ملول کر دیتا ہے۔ میرے ہاں بارہ بچے ہوئے۔ دو پہلی بیوی سے جس کا انتقال اکتوبر ۱۹۲۳ء میں ہوا۔ دس دوسری بیوی سے جس نے اگست ۱۹۵۷ء میں داغ مفارقت دیا۔ اس اولاد میں سے دوسری بیوی کا ایک بچہ، جو چھ سات مہینے کا تھا اور بہ اعتبار صحت و توانائی میرے تمام بچوں میں سب سے بڑھا ہوا، اچانک بیمار ہوا اور ایک دو روز میں وفات پا گیا۔ اس کا داغ اب تک دل پر تازہ ہے۔ راشدہ کتنا پیارا نام تھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا کرے نیز دوسرے متعلقین کو۔ وہ معصوم تو ہماری دعا کی محتاج نہیں

Marfat.com

ہم اس کی دعا کے محتاج ہیں۔ بار بار آپ کا خیال آتا ہے۔ خدائی کارخانے کے اسرار و رموز کون جان سکتا ہے؟ ان بابرکت ہستیوں کو تو ہر گزند سے محفوظ رہنا چاہیے جن کے وجود دوسروں کے لیے باعث صد تسکین ہیں، جیسے آپ کا وجود میرے لیے۔ لیکن اس دنیا کی سب سے بڑی رؤف و رحیم ہستی بھی اولاد کے زخموں سے محفوظ نہ رہی۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ خدا شاہد ہے کہ میں چلنے پھرنے میں بڑی حد تک معذور ہوں ورنہ جی چاہتا تھا، آپ سے مل کر دل کا اطمینان کرتا۔ یوسف طاہر بھی اس حادثہ محزنہ میں میری طرح شریک غم و ماتم ہیں۔ آپ عزیزی محبوب کے لیے کیا لینا چاہتے ہیں۔ آئیں تو مشورہ کریں اور جو پسند فرمائیں وہ ہو جائے۔

عزیزی موصوف کو دعا، سب کے لیے دعا۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بھائی صاحب! یہ کاتب صاحب کہاں غائب ہو گئے۔ یہ تجربہ تو اچھا ثابت نہیں ہوتا کہ میں کاپیاں لے کر بیٹھا ہوا ہوں اور وہ خدا جانے کہاں پھر رہے ہیں۔ ان کی ضرورت اشد ہے، کام بگڑ رہا ہے۔

دعا گو

مہر

خط کا پتا:

جناب محمد عالم مختار حق صاحب

Mr. M. Alam (M.C)
C/O
The Deputy Comptroller
P.T. & T.
Lahore.

(۳۰۲)

۷ مارچ ۱۹۷۱ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! نامہ محبت کے لیے شکر گزار ہوں۔ کاتب صاحب کاپیاں لے گئے۔ خدا کرے تصحیح کر کے جلد لے آئیں تاکہ میں انھیں مرتب کر کے پریس کے حوالے کروں۔ یوسف طاہر

Marfat.com

صاحب سے اخباری مضامین کے انتخابات مسائل وار لکھوانے کا کام شروع ہے۔ ابھی ۱۹۲۳ء پر بیٹھے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے مسئلہ واضح صورت میں لکھتا ہوں۔ پھر اس کی تائید میں دس بیس مضامین میں سے دو چار موزوں ٹکڑے اقتباساً نقل کرا دیتا ہوں۔

بظاہر اس میں دو فائدے ہوں گے اول مقالوں کے بعض ضروری حصے محفوظ ہو جائیں گے۔ دوم اصل مسائل مدون صورت میں سامنے آجائیں گے۔ آج ایک ہزار میں سے ایک فرد بھی اصل مسائل سے آگاہ نہیں۔ پھر وہ رائے زنی کیا کرے گا؟ اگر رائے زنی صرف چند افراد کی غلط بیانیوں پر ہوگی تو ظاہر ہے کہ بے مصرف ہوگی۔ جب کوئی شخص حقیقت حال سامنے پیش کر دے گا، معترض کے لیے دم بخود رہ جانے کے سوا کوئی راستہ نہ ہوگا۔ مثل فبهت الذی کفر۔ (۱)

خطوط جتنے کہیں دے سکتا ہوں۔ لیکن دو تین باتیں ذہن میں رکھ لیں۔

۱۔ اگر تمام خطوط لوں، تو میرا سرمایہ مکاتیب بیس جلدوں سے کم میں نہ سمائے گا۔ انھیں کون چھاپے گا؟ البتہ محفوظ ضرور کر لینا چاہتا ہوں۔

۲۔ صرف دو قسم کے خط چھاپنا چاہتا ہوں:

الف: سیاسی مباحث والے خط

ب: علمی استفسارات

ایسے خط چھانٹ کر الگ کر لینے کے لیے آج کل مغرب اور عشاء کے درمیان مصروف رہتا ہوں۔ آج یا کل یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ پھر میری آرزو یہ ہے کہ ایک روز بیٹھ کر تمام خطوط الگ الگ کر لوں۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ کتنے خط چھاپنے ضروری ہیں۔ وہی خط میں نقل کے لیے دے سکتا ہوں۔

آپ کے بھی بے شمار خط نکلے ہیں اور میں انھیں بھی الگ کروں گا۔ میں ''آزاد'' کے کسی اخبار سے آگاہ نہیں۔ احرار کے ''آزاد'' میں مجھے کچھ عرصے کے لیے مقالات افتتاحیہ لکھنے پڑے تھے۔ وہ مجموعہ شاید (مکمل یا نامکمل) میرے پاس موجود ہے لیکن اخبار باہر نکالوں تو وہ نکلے۔

یوسف طاہر کی طرف سے جواباً سلام شوق۔

محبوب کے لیے دعا نیز باقی بچوں کے لیے۔

بچوں سے قلبی تعلق حساس انسانوں کے لیے باعث اذیت و انتشار خاطر رہتا ہے۔ آپ بفضل اللہ محبت پرور اور شفیق قلب کے حامل ہیں۔ سورۂ توبہ کی آخری آیات (۲) میں رسول

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا ہے:

لقد جاء کم رسولٌ من انفسکم عزیزٌ علیه ما عنتّم حریصٌ علیکم بالمومنین رؤفٌ رحیم یعنی

۱۔ تمہارے پاس اللہ کا رسول آ گیا جو تمہیں میں سے ہے۔

۲۔ تمہارا رنج وکلفت میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔

۳۔ وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی آرزومند ہے۔ مومنوں کے لیے شفقت رکھنے والا رحمت والا ہے۔

یہ رسول اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک تھا۔ مسلمانوں میں سے ہر شفیق قلب اسی مقدس ومزکی قلب مبارک کے پرتو سے فیض یاب ہوتا ہے کم یا زیادہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہر

حواشی خط نمبر ۳۰۲

۱۔ سورہ بقرہ ۲: ۲۵۸، ترجمہ: تو بدحواس (ہوکر عاجز) ہو گیا کافر۔ (ترجمہ سید احمد سعید کاظمی)

۲۔ یہ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸ ہے یعنی آخری آیت سے پہلے والی آیت۔

(۳۰۳)

۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! یہ جلدوں کے سلسلے میں مکتبۂ سلفیہ جانے کا مطلب میں نہیں سمجھ سکا۔ میری حالت مصروفیت کے باعث خاصی پریشاں کن ہے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ آپ نے ''بوسہ بہ پیغام'' کا سلسلہ جاری رکھنے کا کیوں عزم صمیم کر رکھا ہے؟

میں ایک مرتبہ گھر گیا یعنی پھول پور ضلع جالندھر، یہ تقسیم سے خاصی دیر پہلے کا واقعہ ہے۔ وہاں جا کر بخار میں مبتلا ہو گیا۔ دو تین روز پریشان رہا۔ بخار نہ اترا اور لاہور آ گیا۔ یہاں آ کر علاج کیا اور اللہ نے شفا بخشی۔ آتے ہی شیخ مبارک علی کے نام ایک منظوم رقعہ لکھا، جس کا آخری مصرعہ تھا:

Marfat.com

تو آمدن بتوانی چرانمے آئی؟

مبارک علی اسی وقت پھلوں کی ٹوکری لے کر مسلم ٹاؤن پہنچ گیا۔ آپ پھلوں کی ٹوکری نہ لائیں لیکن خود بیش بہا پھلوں کی ''ڈالی'' بن کر آجائیں تو کیا یہ آپ کی ہمت سے بعید ہے؟

شاہ اسماعیلؒ کی ''سلک نور'' مدت ہوئی چھپ گئی تھی۔ میرے پاس اس کا ایک نسخہ بھی موجود ہے۔ لیکن اس وقت یاد نہیں کہ کہاں رکھا ہے۔ متفرق چھوٹی چھوٹی کتابوں کی جلد میں ہے۔ تلاش سے نکل سکتا ہے۔ اور بالفعل تلاش کی ہمت نہیں۔

میں دونوں غالب نمبر ایک نظر دیکھنا ضرور چاہتا ہوں۔

میں نے کاتب صاحب سے کہا تھا کہ ہفتے کے روز شیخ نیاز احمد سے بات کر کے کتابت کا بندوبست کروں گا۔ وہ آجائیں۔ انھیں پیر یا منگل کو آجانا چاہیے تھا لیکن نہیں آئے۔

عزیزی محبوب کے لیے بہت کچھ نکال رکھا ہے۔ خط میں دیکھ نہیں سکا۔ ایک نظر دیکھ لیتا تو وہ حوالے کر دیتا۔ مضامین ہیں اور خاصے ہیں۔ انھیں بھی ایک نظر دیکھنا ہے وہ چند روز میں پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن پنسل سے لکھے ہوئے ہیں۔ امید ہے عزیز کو پڑھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

''رسول رحمت'' کا معاملہ عجیب صورت اختیار کر گیا ہے۔ پروف مکمل میرے پاس ہیں۔ دو ہفتے پیشتر نیاز صاحب سے کہا کہ نقشے بھیج دیجیے تاکہ میں ان میں ضروری ترمیمات کر کے آپ کو دے دوں۔ ساتھ ہی کتاب پریس کے حوالے ہو جائے۔ فرمایا کل پرسوں نقشے پہنچیں گے، نہ آئے، پچھلے ہفتے پھر یاد دلایا، نہ آئے۔ گزشتہ ہفتے کو پبلشرز یونائیٹڈ کی دکان بند تھی لہٰذا وہاں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ میں یہاں سے نکلا اور سوچا نیاز صاحب سے کوٹھی پر ملتا جاؤں۔ وہ جا چکے تھے۔ میں سودا سلف لے کر فرینکلن پہنچ گیا۔ قصد یہ تھا کہ چند منٹ حامد علی خاں صاحب سے مل کر نیاز صاحب کی موٹر میں گھر آجاؤں گا۔ حامد علی خاں صاحب نے روک لیا۔ میں نے کہا یہ سواری گئی تو گھر کیوں کر پہنچوں گا؟ بولے: میں چھوڑ آؤں گا۔

چنانچہ موٹر واپس کر دی اور خود ٹھہر گیا۔ جب ہم فرینکلن سے نکلے اور ابھی ۱/۲ فرلانگ بھی طے نہیں کیا تھا کہ نیاز صاحب میرے لیے چلے آرہے تھے۔ میں نے حامد علی خاں صاحب کو واپس کیا۔ خود نیاز صاحب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ وہ بولے: جہاں کہو کھانا کھائیں۔ میں نے کہا کہ نیا تجربہ کر نہیں سکتا۔ شیزان چلیے۔ وہاں جا کر نہایت عمدہ لنچ کھایا۔ پھر نیاز صاحب مجھے گھر چھوڑ گئے اور بہ زور کہتے تھے کہ پیر یا منگل کو نقشے ضرور پہنچ جائیں گے۔ کل ایک منٹ کے لیے آئے تھے۔

Marfat.com

مجھے بعض کاغذات انھیں دینے تھے۔ نقشوں کی بات نہ مجھے یاد رہی اور نہ نیاز صاحب کو۔ آج بدھ ہے اور میں چشم براہ ہوں۔

دراصل یہ ان کے ہاں نصابی کتابوں کے چھپنے کا دور ہے۔ ان کا پریس اور دکان اسی کام کے لیے وقف ہیں۔ آج انھیں پھر فون کرایا ہے۔ دیکھیں مہورت کب ہو؟ نظیری کے شعر پر کاربند ہوں:

رسوم فقر و توکل دراز دستی نیست
نشستہ ایم کہ خرما در اوفتد زنخیل

(یعنی فقر و توکل کا طریقہ یہ نہیں کہ ہاتھ لمبا کر کے خود چیز اٹھائی جائے۔ کھجور کے درخت تلے اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کب کھجور درخت سے گر کر جھولی میں پڑتی ہے)

عزیزی محبوب کو دعا

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دعا گو

مہر

(۳۰۴)

یکم جون ۱۹۷۱ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! بڈشاہ یعنی بادشاہ اعظم سلطان زین العابدین مرحوم کی تاریخ وفات کے لیے دلی شکریہ قبول فرمائیں۔

یہ چندر بھان برہمن (۱) کا دیوان آپ کو کہاں سے ملا؟ میں یقیناً اسے دیکھوں گا۔ مگر زیادہ وقت نہ دے سکوں گا اور اگر کوئی شعر غلط ہوا یا لفظ صحیح نہ ہوا تو ضرور تصحیح کر دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ اگر دیوان اچھا ہوا اور کتب خانے میں رکھنے کے قابل، تو آپ کو میرے لیے بھی ایک دیوان مہیا کرنا ہوگا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دعا گو

مہر

Marfat.com

اگر دیوان میں کچھ شعر اچھے ہوئے تو میں نقل کرلوں گا۔ دیوان خریدنا ضروری نہ ہوگا۔ میں اچھے مجموعہ اشعار تو لے سکتا ہوں اور میانے درجے کے دواوین جمع کر کے کیا کروں گا۔

حاشیہ خط نمبر ۳۰۴

۱۔ پنڈت چندر بھان المتخلص بہ برہمن میر منشی شاہجہان کا دیوان بہ تصحیح ڈاکٹر محمد عبدالحمید فاروقی احمد آباد سے ۱۹۶۷ء میں چھپا اور کسی ذریعہ سے میرے کتب خانہ میں پہنچ گیا۔ یاد رہے کہ یہ دیوان اول مرتبہ بہ ترتیب بھگوت رائے سنامی دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی سے ۱۹۳۰ء میں چھپا تھا۔

(۳۰۵)

۲۱ جولائی ۱۹۷۱ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! کام کا بوجھ اتنا بڑھ گیا کہ اب پھر بے بس سا رہتا ہوں۔ ہر روز فیصلہ کرتا تھا مگر بھول جاتا تھا۔ دراصل مولانا آزاد پر ایک ضروری چیز لکھنے کا ارادہ کرلیا۔ اس لیے بیشتر وقت ''الہلال'' کے دیکھنے اور ضروری نوٹ فراہم کرنے میں صرف ہو جاتا ہے۔ طبیعت میں اب اتنی ہمت وقوت نہیں کہ مسلسل زیادہ کام کر سکے اور کام پورا کرنے کے تقاضے یہ ہیں کہ ایک لمحہ بھی فراغت کا نہ آئے۔

شام کی اذان ہو رہی ہے اور میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ آپ کے نقل کرائے ہوئے مضامین دیکھوں گا۔

۱۔ عزیزی محبوب سے کہیے کہ اگر وہ کوئی مضمون ایسا دیکھے جو ایک نمبر میں ختم نہ ہوا ہو، تو پہلے اسے دوسرے نمبروں میں دیکھ کر مکمل کر لینا چاہیے تاکہ مضمون یک جا رہے۔ اگر وہ دو چار جگہ تقسیم ہو جائے گا تو مجھے مختلف منقولہ حصوں میں سے الگ کرنے کے لیے خاصی محنت کرنا پڑے گی۔

۲۔ میرا طریقہ نشان خطاب میں صرف دو نقطے اوپر نیچے لگانا ہے (یعنی :) عام طریقہ ہے دو نقطے اور آگے ڈیش (:-) میرے نزدیک ڈیش نہ لگائے تو مجھے سہولت دے گی۔

۳۔ اس عزیز و محبوب ہستی کے لیے میری دلی دعائیں وقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے زیادہ ذوق و شوق عطا کرے دراصل محبوب آپ کی حقیقی صالحیت اور نیک طینتی کا عطیہ ہے، خدا کی طرف

Marfat.com

سے۔ اللہ آپ کو اور اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ اپنی رضا پر چلائے۔

۴۔ عموماً نوٹ میں لکھتا تھا، لیکن ایسے بھی نوٹ ضرور ہوں گے جو میرے لکھے ہوئے نہیں۔ اہم مضامین چونکہ میں دیکھ کر دیتا تھا اس لیے ایسے نوٹ عموماً میرے ہی ہوتے تھے۔

۵۔ پرویں رقم نے زیادہ مرتبہ ''انقلاب'' لکھا، مجھے یاد نہیں، اور نہ بلاک کے متعلق صحیح یاد ہے۔ ابتدا میں انقلاب منشی محمد دین مرحوم نے لکھا تھا جو مشہور استاذ خطاطی تھے۔ لیکن مجھے اچھا معلوم نہ ہوا۔ ایک مرتبہ پرویں رقم نے لکھا تھا ایک چھوٹا اور ایک بڑا۔ چھوٹا اڈیٹوریل پر لگتا تھا اور بڑا صفحہ اول پر۔ میں دیکھوں گا۔ ایک میرے پاس کہیں پڑا ہوا ہے۔ باقی بلاک سالکؔ صاحب کے پاس ہوں گے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ میں اب نماز ادا کرنا چاہتا ہوں۔ عزیزی محبوب کو دعا۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

مہرؔ

(۳۰۶)

۷۸۶

محترم جناب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

یہ شعر کس کا ہے؟

چند تصویرِ بتاں، چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

۳۱۔ جولائی ۱۹۷۱ء (۱)　　　محمد عالم

جواب: آغا حشرؔ کاشمیری

حاشیہ خط نمبر ۳۰۶

۱۔ مشہور ادیب پنڈت برہم ناتھ دت امرتسری نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ایک مکتوب کے ذریعہ مذکورہ شعر کے متعلق دریافت کیا تھا کہ کس شاعر کا تخلیق کردہ ہے۔ حکیم صاحب نے یہ خط میرے

Marfat.com

حوالے کر دیا کہ میں مہرؔ صاحب سے معلوم کر کے بتاؤں تا کہ انھیں جواب لکھا جائے۔ میں نے مہرؔ صاحب سے اس رقعہ کے ذریعہ استفسار کیا۔ پیغام رساں کا کہنا ہے کہ مہرؔ صاحب نے پنسل پکڑی اور اسی رقعہ پر بلا تامل آغا حشر کاشمیری لکھ دیا۔

(۳۰۷)

خوشی ہوئی کہ آپ کو ''انقلاب'' دیکھنے کا موقع مل گیا۔

خاص نمبر چھوٹے سائز پر چھاپے گئے تھے۔ لیکن اب ان میں سے ایک (کے) سوا کوئی بھی میرے پاس نہیں۔ جو ہے وہ بھی خدا جانے کہاں پڑا ہے۔ ان سب میں نہایت قیمتی مواد تھا۔ نشتر صاحب کے پاس غالباً سب نمبر ہیں۔ ایک نمبر محرم پر مرتب کیا تھا۔ جس میں حضرت امام حسینؑ کے متعلق نہایت مستند اور قیمتی مواد یک جا کر دیے تھے۔ افسوس کہ اب اس کی سرسری سی جھلک دماغ میں ہے۔ ایک نمبر میں دنیا بھر کی انقلابی تحریکوں کی سرگزشتیں تھیں، خصوصاً اسلامی ملکوں کی۔ خدا جانے یہ کہیں سے مل سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ دیکھ کر عرض کروں گا کہ مضمون میرا ہے یا کسی اور کا۔

شاہ اسماعیل کے متعلق بھی دیکھ کر عرض کروں گا۔ اس وقت تک سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل کے متعلق میری معلومات بہت زیادہ نہ تھیں۔

مجبوراً اسی کاغذ پر لکھا۔ میرا ہاتھ قلم نہیں سنبھال سکتا۔ اعصاب دکھ رہے ہیں۔

۲۸ جولائی ۱۹۷۱ء

آپ کا

مہرؔ

(۳۰۷)

ا۔ بدیہی طور پر یہ سالکؔ صاحب کے ہیں۔ میں اس زمانے میں خاص نمبر کی ترتیب میں مشغول تھا۔(ا)

۲۔ الفاظ کے معانی:

الف۔ قابو چیانہ؟ دوسرے پر قابو پالینے کی حکمت عملی۔ قابوچی، قابو پالینے والا۔ اس کی حکمت عملی۔

ب۔ خردجال؟ دجال کا گدھا، غالباً میرزا ے قادیاں نے ریل کو دجال کا گدھا یا سواری بتایا تھا۔

ج۔ حزب العمال؟ لیبر پارٹی

۵۔ مولانا غلام مرشد صاحب کا پتا؟ بھاٹی دروازہ کے اندر رہتے ہیں۔ میں ایک دو مرتبہ ان کے

Marfat.com

پاس گیا بھی ہوں تھوڑی دور اندر جا کر بائیں ایک گلی مڑتی ہے۔ اس میں مولانا کا عالی شان دو منزلہ سہ منزلہ مکان ہے۔

''تہند'' ہندی یا ہندو بنانا۔

۶۔ ''راہ و رسم منزلہا'' کا فاضل نسخہ؟ میرے پاس ایک بھی نہیں، اگر ہو گا تو لازماً مل جائے گا۔

''خلق فرقہ سی''؟ یعنی مصطفیٰ کمال کی سیاسی جماعت جس کا مفہوم ہے پیپلز پارٹی۔

حاشیہ خط نمبر ۳۰۸

۱۔ میرے بعض استفسارات کے جوابات میں اور اتنے واضح کہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

(۳۰۹)

۲۰ اگست ۱۹۷۱ء

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! مجھے بالکل یاد نہیں کہ ''شذرات'' کب لکھنے شروع کیے اور کیوں۔ ''شذرہ'' کے معنی جواہر پارے یا پارۂ مروارید کے ہیں۔ اصطلاحاً ان کا اطلاق مختصر نوٹوں پر ہوتا ہے یعنی بہ سلسلۂ نگارش وتحریر۔ ممکن ہے کبھی یہ ضرورت پیش آگئی ہو کہ افتتاحیے تو اہم مسائل پر لکھے جاتے ہیں، نوٹ ذرا کم اہم باتوں پر۔ ان کے بعد بھی چھوٹے چھوٹے معاملات پر تبصروں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا شذرات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر عرض کر سکوں گا۔

جوشؔ صاحب کی تاریخ گوئی کا قطعہ مجھے لکھ بھیجیے۔

''پارس'' یہاں کا مشہور ہفتہ وار رسالہ تھا۔ لالہ کرم چند اس کے مالک وایڈیٹر تھے۔ کرم چند بڑا ہی خوش اخلاق بڑا ہی محبت والا اور بالکل بے تعصب آدمی تھا۔ پنڈت ہری چند اختر اور لالہ کرم چند اپنی فطرت وطبیعت کے اعتبار سے میرے نزدیک مسلمان زیادہ تھے اور ہندو کم۔ لالہ کرم چند کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ کھانا بہت اچھا کھاتے تھے اور بڑی محبت سے کھلاتے تھے۔ میرے پاس شاید اتنا پرانا اخبار کوئی نہ ہو۔ مل گیا تو دکھاؤں گا، ان شاء اللہ۔

آپ کو شاید یہ بات سن کر تعجب ہو کہ لالہ منوہر لال کی بھی نہایت اہم خصوصیت یہ تھی کہ ان کے ہاں کھانا بہت اچھا پکتا تھا۔ اس زمانے میں کوئی امیر آدمی اپنے باورچی کو اتنی تنخواہ نہیں دیتا جتنی لالہ منوہر لال دیتے تھے اور ہمیشہ مسلمان باورچی ان کے ہاں ملازم رہتا تھا۔ وہ

Marfat.com

اقتصادیات کے ممتاز عالم تھے اور مالیات میں انھیں مہارت خصوصی حاصل تھی۔ مانٹیگو چمسفرڈ کی اصلاحات میں لالہ منوہر لال وزیر تعلیم رہے۔ صوبائی خوداختیاری کے زمانے میں یونینسٹ پارٹی برسراقتدار آئی، تو انھیں وزیر مالیات بنایا گیا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دعاگو

مہرؔ

(۳۱۰)

مستعمرات؟ مستعمرات نوآبادیوں کو کہتے ہیں۔ مثلاً کسی قوم کا کسی دوسرے ملک میں جا بسنا اور اسے اپنا لینا جیسے کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ۔

سنگٹھن؟ سنگٹھن ہندی لفظ معنی اتحاد و یک جہتی

''مسلم اوٹ لک'' کا ایڈیٹر؟ ڈیوڈ اپسن۔ جو مسلمان ہو گیا اور اسے داؤد اپسن کہتے تھے۔

یہ مصرعہ مکمل کر دیں: تمہیں کہو کہ جو تم ...... تو کیا کہیے؟

(جواب): تمہیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے

۱۱ستمبر ۱۹۷۱ء

(۳۱۱)

۱۵-۹-۷۱

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! اگر مضمون ڈاک کے ذریعے سے جا سکتا تو اس کے بھیجنے میں تامل کی کونسی گنجایش تھی؟ رہا کسی کا انتظار، تو آپ کے روابط ہیں، میرا کوئی رابطہ نہیں۔ انتظار کروں تو کس بناء پر؟ بہ ہر حال میں نے ضعف و ناتوانی کے عالم میں ایک ایک دو دو صفحے کر کے مضمون مکمل کیا۔ اگر وہ رہ جائے، تو یہ میری کم نصیبی ہو گی لیکن ارسال اختیاری نہیں۔ اضطرار کی حالت ہے۔ نہیں معلوم یہ صورت کب تک قایم رہے۔ انھیں لکھ دینا چاہیے کہ مضمون پہنچنے کا انتظام بھی فرمائیں اور انتظار بھی کریں۔

Marfat.com

۲۔ فارسی کے مضامین مرحوم میکش نے لکھے تھے۔ ترجمہ اس لیے شائع کیا گیا کہ افغان، فارسی میں پڑھیں اور ہمارے خیالات سے آگاہ ہوں۔ ہمارے خوانندگان کرام ان کا چربہ اردو میں دیکھ لیں۔

۳۔ ''ہم سفر'' چودھری محمد حسین مرحوم تھے، جو حضرت علامہ مرحوم کے ارشاد پر ساتھ گئے تھے۔

۴۔ ''الثورۃ الہندیہ'' (۱) کے مقدمے سے کچھ حالات معلوم ہو سکتے ہیں، لیکن پورے نہیں۔ اس لیے کہ یہ بحث اس میں نہیں آئی۔ جس ''فضل حق'' پر وہ مقدمہ بنا چاہیے تھا، وہ مولانا فضل حق خیر آبادی نہ تھے۔ ان کا دوسرا اہم نام تھا۔ اس حقیقت سے پردہ عرشی صاحب رام پوری نے اٹھایا۔ ان کا مضمون ''آجکل'' یا ''ماہ نو'' میں غالباً شائع ہوا تھا۔

گویا مولانا فضل حق مرحوم کو جو سزا ہوئی وہ ایک ہمنام کے جرم میں ہوئی، نہ کہ خود ان کے جرم میں۔ ''غدر'' کے فوراً بعد اکثر انگریز افسر جوش انتقام میں اندھے ہو رہے تھے اور وہ چھان بین کرتے ہی نہیں تھے۔ معمولی سے معمولی اور بے حقیقت سے بے حقیقت جرموں میں بڑی سے بڑی سزا دے دیتے تھے۔

مولانا فضل حق مرحوم نے پوری زندگی بڑے ناز و نعمت میں گزاری۔ لیکن زندگی کے آخری دور میں وہ تکالیف اٹھائیں جن کا تصور بھی انسان کے دل پر لرزہ طاری کر دیتا ہے۔ یہ مقدرات ہیں جو انسانی تدبیروں کو بے حقیقت بنا کر ظہور پذیر ہوتے ہیں:

سامنے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ

امید ہے آپ بخیر ہوں۔ مولانا فضل حق کے بیشتر مواقف سے مجھے شدید اختلاف ہے۔ لیکن ان کے علم و فضل، ان کی عربیت اور معقولات میں برتری کے لیے قدر و منزلت بھی بہت ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے۔ یاایھا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شھدآء بالقسط (۲)۔

قرآن مجید کے ظاہر و باہر معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے۔ کیا اس سے بڑی بھی کوئی بات ہو سکتی ہے کہ قرآن مجید نے عدل و قسط کے سلسلے میں والدین اور دوسرے اقربا کو بھی قطعاً کوئی حیثیت نہیں دی؟ ان کے خلاف بھی گواہی دینے میں مسلمان متامل نہیں ہو سکتا۔ صداقت اور راستبازی کی ایسی حفاظت کس کتاب نے کی ہے؟ اور کیا اسی سے یہ روشن نہیں ہوتا کہ ''مسلمان'' اس دنیا میں خدا کی رحمت ہے۔ اس کا وجود بے شائبہ ریب آیہ رحمت ہے؟ ہاں یہ شرط ہے کہ رسمی

Marfat.com

نہیں حقیقی مسلمان ہو۔

کاندھلہ (ضلع مظفر نگر، یوپی) کے ایک بزرگ کا قصہ سنا ہے۔ نام یاد نہیں کہ ان کے فرزندوں اور ایک اور فریق کے درمیان عدالت میں مقدمہ چل پڑا۔ فریق مخالف نے صرف یہ گزارش عدالت میں پیش کی کہ فلاں صاحب (دوسرے فریق مقدمہ کے والد) جو گواہی دے دیں، اسی پر فیصلہ کر دیا جائے۔ وہ بزرگ بلائے گئے اور بے تکلف اپنے بیٹوں کے خلاف گواہی دے دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اقبالؒ ٹھیک کہہ گئے ہیں:

بہ حرفے مے تواں گفتن تمنائے جہانے را
من از ذوقِ حضوری طول دادم داستانے را

آپ کا
عزیزی محبوب کو دعا:
مہر

حواشی خط نمبر ۳۱۱

۱۔ الثورۃ الہندیہ (باغی ہندوستان) مولفہ علامہ فضل حق خیر آبادی۔ اخبار مدینہ بجنور سے ۱۹۴۷ء میں چھپی جب کہ پاکستان میں اس کا ایڈیشن حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے حواشی کے اضافہ سے مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے ۱۹۷۴ء میں شائع کیا۔

۲۔ سورہ مائدہ ۵:۸ ترجمہ: اے ایمان والو! مضبوطی سے قائم رہنے والے ہو جاؤ۔ اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے۔ (ترجمہ سید احمد سعید کاظمی)

(۳۱۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! مجھے کچھ معلوم نہیں کہ مآخذ کیا ہیں۔ زیادہ حالات میرے نزدیک وہی ہیں جو مولانا مرحوم کی کتاب کے دیباچے میں شیروانی صاحب نے لکھے اور باقی حالات مختلف کتابوں میں ملیں گے۔ ایک ایک دو دو سطریں میری کتاب ''غالب'' میں بھی ہیں۔ وہ دہلی سے جھجر چلے گئے۔ پھر الور، پھر لکھنؤ، رام پور۔ پھر الور، غدر میں دہلی پھر وطن پھر روپوشی۔ بعد اعلان وکٹوریا باہر آئے اور مقدمہ۔

Marfat.com

تاریخ جھجر شاید لائبریری میں ہو۔ اس میں بھی کچھ حالات شاید مل جائیں۔

بہ ہر حال مآخذ:

تذکرہ علمائے ہند میں بھی حالات ہیں۔ اس کتاب کے ترجمے میں ایوب قادری صاحب نے مزید حالات بڑھائے ہیں لیکن معمولی۔ یہ تو جمع کرنے ہی کا معاملہ ہے۔

ایک ایک مقام کے حالات متفرق کتابوں سے لینے ضروری ہیں۔

غالباً تذکرہ کاملان رام پور میں بھی حالات ہوں۔ اس وقت یاد نہیں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

۱۹ ستمبر ۱۹۷۱ء دعاگو

مہر

(۳۱۳)

۱۔ ''اجمل نمبر'' مورخہ ۱۲ جنوری ۲۹ء میں آپ کے مضامین؟

قریباً تمام مقالے میرے ہیں۔ دوسرے لوگوں کے مقالے ان کے نام سے چھپے ہیں۔

۳۔ ''مقام مل''؟

''تل'' یا ''تھل'' یا ''مل'' ضلع پشاور کی مغربی سرحد پر مشہور مقام ہے۔ نادر خاں نے ۱۹۱۹ء کی جنگ میں اس پر قبضہ کر لیا تھا اور اسی کی وجہ سے متارکہ ہوا تھا۔

۴۔ ۷، فروری کے پرچہ میں طویل نظم فارسی کس کی؟

کچھ یاد نہیں

۵۔ اقبال کی تین نظمیں؟

ان کے مختلف اشعار ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' میں آ گئے ہیں۔ کچھ غالباً ''جاوید نامہ'' میں۔ لیکن خاصے اشعار چھوڑ بھی دیے ہیں۔ بہ ہر حال ۱۹۲۹ء کی شورش کے آغاز میں یہ نظمیں کہی گئی تھیں اور اس دور کی یادگار کے طور پر انھیں میں محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔

۲۲ ستمبر ۱۹۷۱ء

Marfat.com

(۳۱۴)

مکتوب احمر؟

اس سے عموماً نمایاں چیز مراد ہوتی ہے لیکن بالشویزم کے سلسلے میں سرخ یا احمر سے مراد بالشویزم، کمیونزم، سوشیلزم، یا بائیں بازو کی تحریکات - بازو سے مراد بائیں وضع کی جماعتیں

قرطاس ابیض؟

White paper: یہ عموماً سرکاری بیانات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کوئی ڈکشنری دیکھ لیں، اس میں اس مفہوم کے الفاظ ملیں گے۔ An official report of govt affairs

مکتوب مفتوح؟

کھلا مکتوب Open Letter

پطرس مرحوم کی دو انگریزی تقریروں کے تراجم؟

کچھ یاد نہیں، دیکھ کر عرض کروں گا۔

جریدہ ''افغانستان''؟

میرا اس میں کوئی مضمون نہیں۔ میکش مرحوم ہی لکھتے تھے۔ میرے پاس پوری جلد ہے لیکن وہ ریسرچ سوسائٹی کو دے دی تھی کسی وقت منگا کر دکھادوں گا، ان شاء اللہ۔

باسمہ سبحانہ

عزیز مکرم! میں نے پورا مہینا بڑی تکلیف میں گزارا۔ کام زیادہ، فرصت کم، وقت ناپید، پھر بچی یکا یک شدید بیمار ہوگئی۔ تین ہفتے یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال میں رکھا۔ کم وبیش بارہ تیرہ سو روپے صرف ہوئے۔ تین مرتبہ ایکسرے لیے گئے۔ کیونکہ پتھری کا وسوسہ تھا۔ لیکن کچھ نہ نکلا۔ جتنی رائیں انھوں نے قایم کیں، غلط ثابت ہوئیں۔ ڈاکٹر زبیدہ ایک مشہور ڈاکٹر ہیں۔ اس نے بھی معائنہ کیا اور کہا کہ کچھ پتا نہیں چلتا۔

ڈاکٹر عبدالوہاب کو دکھایا۔ اس نے نئی رائے دی لیکن وہ بھی ٹیکے لگانے کے سوا کچھ نہ کر سکا اور ٹیکا کوئی علاج نہیں۔ ایک وقتی علاج ہوتا ہے کہ مریض تکلیف سے نجات پائے۔ پھر چند روز کے بعد ٹیکے کا اثر جاتا رہتا ہے۔

آخر اپنے ایک دوست ہومیوپیتھ کے پاس لے گیا۔ اس نے کیا دوا دی؟ معلوم نہیں

Marfat.com

لیکن فائدہ بدیہی ہوا اگرچہ وہ کہتا ہے کہ درد جانے میں کچھ وقت لگے گا۔

میری اپنی حالت یہ (ہے) کہ نزلہ ہوا اور گزشتہ سال کی طرح سینہ جم گیا۔ اس حالت میں بھی کام برابر جاری رہا۔ ڈاکٹر داؤد نے تاکید کی کارڈار گرام بنواؤ۔ بنوایا، اب رائے دینے والا کوئی نہیں۔ ڈاکٹر رؤف یوسف کے پاس پہنچا۔ پچاس روپے فیس دی۔ اور رائے لی۔ دس گیارہ دوائیں لکھ دیں اور بعض دواؤں کی تین تین گولیاں بہ یک وقت۔ میں اٹھوں تو اس بارے میں بھی مشورہ کر کے کوئی قدم اٹھاؤں لیکن گیارہ دوائیں روزانہ کھا کر کوئی شخص زندہ کیوں کر رہ سکتا ہے۔

سچ فرمایا حضرت بیدؔل نے:

شکوہَ اسباب تا کے؟ زندگانی مفت نیست
تا سرے داریم، باید دردِ سر برداشتن

مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ نے ''انقلاب'' کی جلدوں سے صحیح فائدہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔

والسلام
مہرؔ

Marfat.com

اشاریہ حواشی

ا۔ شخصیات

نام	خط نمبر
ابن تیمیہ	۴۸
ابن حزم	۴۸
احمد شجاع ایوبی، حکیم	۱۱۲
اسلم، عبدالسلام، چودھری	۱۵
اکبر، جلال الدین چودھری	۲۲۔۱۲۷
الماس رقم، محمد صدیق	۱۰۸
الٰہ بخش، حاجی	۱۳۹
امیر احمد علوی	۲۴۸
امین الحسینی، سید	۱۲۲
انوریؔ، محمد اوحد الدین	۲۵۴
انیس شاہ جیلانی	۲۷۹
ایڈورڈز براؤن، ڈاکٹر	۱۱۲
آدینہ بیگ	۳۳
بشیر ہندی، گیلانی	۹۷
بطلیموس	۹۴
پروین رقم، عبدالمجید	۱۰۸، ۱۱۱، ۱۵۴، ۱۶۳
پطرسؔ، سید احمد شاہ بخاری	۸۶
جانؔ، میر یدعلی	۹۰
چرکینؔ، شیخ باقر علی	۹۰
حامد علی خاں	۲۷۰
حسام الدین راشدی، سید	۱۶۳

نام	خط نمبر
حسن اختر، راجا	۹۶
حسن علی، ملک، جامعی	۷۳
حمید احمد خاں	۱۴۸
حیرتی گیلانی	۱۵۳
حیرت دہلوی، مرزا	۱۷۳
حیرتؔ حیرتی بخارائی، ملا	۱۵۳
خاقانی، افضل الدین	۱۴۸
دلاوری، صادق علی	۲
دولت خاں لودھی	۱۱۹
دولت شاہ قاچار	۲۶۱
دین محمد، حاجی	۱۰۸
ڈانلڈ میکلوڈ، سر	۸۰
رازی، امام فخر الدین	۹۴
رب نواز، ملک	۳۰
رسواؔ، احمد حسن	۱۰۴
رشید علی گیلانی	۱۲۲
رنگینؔ، سعادت یار خاں	۹۰
سر سید احمد خاں	۱۱۵
شاہ ابوالمعالی	۱۲۸
شاہ ولی خاں	۶۶
شبیر احمد عثمانی، علامہ	۴۸
شمس الدین، مولوی	۸۰
شمس مینائی	۱۱۱

Marfat.com

نام	خط نمبر
شورش کاشمیری	۲۰۳
شہیر	۱۰۴
شیدائی، محمد اقبال	۲۷۶
صحابی	۲۱
صہبائی، امام بخش	۱۰۹
ضامن، ضامن علی، مولوی	۱۰۰
طالب آملی	۱۱۸
طلحہ حسنی، سید	۱۱۲
ظفر اللہ خاں، چودھری	۲۷۷
ظہوری، نورالدین	۱۳۵
ظہیر فاریابی	۹۴
عابدی، وزیر الحسن	۱۲۹
عارف قزوینی	۱۱۶
عاشق حسین بٹالوی، ڈاکٹر	۱۱۲
عالی، نعمت خان	۹۰
عبدالعزیز میاں، مالواڈہ	۲۷۷
عبداللہ ہارون، سیٹھ	۱۶۳
عبداللہ، سید، ڈاکٹر	۱۴۸
عبدہٗ	۴۲
عرفی	۸۰
عزیز لکھنوی	۱۳۰
عطاء اللہ حنیف	۴۷
علی بخش	۱۲۸
علی محمد راشدی پیر	۲۸۱
غالب، اسداللہ خان، میرزا	۱۶۰

نام	خط نمبر
غلام سرور مفتی	۱
غنیمت کنجاہی	۲۶۴
فطرت، موسوی	۱۳۵
فقیر محمد چشتی نظامی، شفاء الملک	۱۰۸
قاآنی	۹۰
کشن پرشاد، سر، مہاراجا	۵۵
کلیم ہمدانی	۱۴۸
مالک رام	۱۷۸
مبارک علی، شیخ	۶۸
محرم علی چشتی	۸۲
محمد اسحٰق بھٹی، مولانا	۴۵
محمد حسن، قرشی حکیم	۱۱۲
محمد حسین، چودھری،	۲
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر	۴۰
محمد سعید، حکیم	۱۰۰
محمد شفیع، مولانا،	۱۳
محمد یوسف کوکن عمری ایم اے	۱۱۳
محی الدین احمد قصوری	۳۰۰
مشفق خواجہ	۲۲
معین الرحمٰن، ڈاکٹر	۲۸۶
مناظر احسن گیلانی، مولانا	۴۱
مومن، مومن خاں، حکیم	۱۰۹
نازش رضوی	۱۰۹
نسیم، پنڈت دیا شنکر	۱۰۰
نشتر، عبدالحکیم	۷۹

Marfat.com

نام	خط نمبر
ننکو رام	۱۶۷
نیاز احمد شیخ	۹۲
وارستہ	۱۳۵
وحشت کلکتوی	۱۴۶

ب- کتب/رسائل

نام	خط نمبر
اپنشد	۱۳۰
احسن القصص	۶۵
احوال غالب	۱۳۲
احیاء علوم الدین	۸۱
ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفا	۹۸
اسلام اور قانون جنگ و صلح	۲۳۴
اعلام الموقعین	۵۲
افاداتِ غالب	۱۱
افاداتِ مہر	۱۹۴
افصح البیان فی مطالب القرآن	۱۷۴
اقدام	۲۱
الثورۃ الہندیہ	۳۱۱
الطاف الرحمٰن بتفسیر القرآن	۱۷۴
امیر اللغات	۱۸
انبیائے کرام	۳۱
انڈیا ونس فریڈم	۱۶۰
انفاس العارفین	۱۳۸،۸۱
اویماقِ مغل	۸۰
آبِ حیات	۱۰۰،۴۰
آتشکدہ آذر	۱۲۹
آتشکدۂ وحدت	۸۲
آزادی کی جنگ	۲۲۷
آشوب فلسطین	۹۲
باغ دودر	۱۲۷،۱۱
باقیاتِ اقبال	۱۴۰
باقیاتِ ترجمان القرآن	۲۹
تاریخ تہذیب	۱۱۳
تاریخ شیراز ہند جونپور	۱۳۳
تاریخ پنجاب	۳۴
تاریخ صحافت	۲۲
تاریخ ہندوستان	۲۸
تبرکاتِ اقبال	۱۱
تبرکاتِ آزاد	۴
تجرید البخاری	۲۸۲
تحریر	۲۶۹
تحفہ اثنا عشریہ	۹۸
تذکرہ نصر آبادی	۱۳۳
تفسیر حقانی	۱۱۵
تقویۃ الایمان	۱۰۲،۵۵
تمدنِ عرب	۱۱۳
جامع الشواہد	۱۴۶،۴
جامِ جم	۱۶۸
جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ	۱۴۲
جنگِ عظیم (۱۹۴۵ء۔۱۹۳۹ء)	۱۲۱،۶۳

Marfat.com

نام	خط نمبر	نام	خط نمبر
جہانِ غالب	۱۴۹	شہاب	۲۱
چٹان	۲۱	صوفی	۲۸۵
حسن البیان فی مانی سیرۃ النعمان	۱۳۶	طبقات الصوفیہ	۱۴۵
حل کلیات اردو مرزا غالب	۶۰	طبقات ناصری	۹۱
حمائل شریف	۵۰	علماء کے معاشی نظریات	۱۱۳
خریطہ جواہر	۱۲۸	غالب آگہی	۱۹۴
دیوان چندر بھان برہمن	۳۰۴	غیاث اللغات	۲۳
دیوان حافظ	۹۴	فتاوی عالمگیری	۳
دیوانِ غالب	۱۱	فتوح الحرمین	۲۳۸
ذہن انسانی کا ارتقاء	۷۳	فرہنگ اندراج	۱۶۴
رحمۃ للعالمین	۳۶	کتاب الہدی	۱۷۴
رسول رحمت	۳۱	کشف المحجوب	۴۲، ۸۰
زادالمعاد	۳۶	کلیاتِ غالب (فارسی)	۶۰
زمیندار	۱۴۶	لسٹ آف مہر کولیکشن	۱۱۰
سرودِ رفتہ	۲	لغات اردو	۲۰
سفرنامہ حجاز	۱۵۵	لیل و نہار	۲۱
سفینہ خوشگو	۲۲۰	مآثر الامراء	۲۷۹
سفینہ شیخ علی حزیں	۲۲۰	مآثر الکرام	۳۶، ۱۶۰
سو تاریخی واقعات	۷۳	متفرقات غالب	۱۱
سیاسی وثیقہ جات	۴۵	مجنون ولیلیٰ	۱۳۲
سبد چین	۱۲۷	مخزن العلوم	۷۲
سیرت ابن ہشام	۳۷	مدار الافاضل	۲۰
شاعر (اقبال نمبر)	۱۱	مرآۃ المثنوی	۱۲۴
شفاء العلیل	۲۴	مرقع غالب	۱۶۰
شکوہ	۱۰۱	مضامین آزاد	۳

Marfat.com

نام	خط نمبر
معارف	۲۱
مفردات راغب اصفہانی	۷۸
مناظرہ گل ونرگس	۲۹۵
منتہی الارب	۵۲
موضوعاتِ کبیر	۸۱
میخانہ	۲۷
نظیری، محمد حسین	۱۴۸
نفح الطیب	۵۰،۲۶
نقدِ غالب	۱۳۲
نقشِ آزاد	۸۰
نکاتِ بیدل	۱۰۰
یادگارِ غالب	۶۰

ج۔ متفرق

نام	خط نمبر
بیلقان	۱۲۰
تاریخ ولادت علامہ محمد اقبال	۸۴
حرف ''ذ''	۶۱
حقہ	۹۱
ساہتیہ اکادمی نئی دلی	۱۴۱
سرود رفتہ / سرور رفتہ	۷۶
فری میسن	۶۱
مقرا	۵۴
منمارڈ	۵۵
نذور علمی	۱۳۷

Marfat.com

Marfat.com